انتقام
عریشہ عباسی
Novels Mania
www.urdunovelsmania.com
Urdu Novels Mania Team©
www.urdunovelsmania.com

انتقام

عریشہ عباسی

قسط نمبر: 1

وقت نے ایک نئی کہانی لکھنا شروع کر دی تھی۔ جس کا ہر مسافر ڈھوب گیا۔ کچھ عشق نبھاتے نبھاتے ڈھوب گئے۔ کچھ محبت نبھاتے ڈھوب گئے۔ کچھ عزت بچاتے ڈھوب گئے اور کچھ انتقام لیتے ڈھوب گئے۔ نیکی کی جیت ہوئی اور برائی کی ہار۔ م کی دونوں قسمیں اس نازک وجود نے پوری کی محبت اور موت۔۔۔ جیتے جی مر گئی وہ مگر اس سے جڑا ہر شخص خود بھی فنا ہوا۔ زندہ رہ کر بھی مر گئے وہ سب۔۔۔ جو اس سے محبت کرتے تھے۔۔۔ کچھ نے ہار مان لی اور کچھ نے اسے حاصل کرنے کی قسم کھالی۔۔۔

وہ قصر میں داخل ہوا۔۔۔ شاہ ولا میں ہر طرف چہل پہل تھی۔ جہاں جہاں سے وہ چل رہا تھا وہاں ملازم اور ملازمہ سر جھکا کر کھڑے ہو جاتے۔ اس کی شخصیت ایسی تھی کہ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ وہ چلتا ہوا ایک کمرے کے باہر رکا۔ اس نے آہستہ آواز میں کھٹکھٹایا۔

"آجاؤ اندر..." اندر سے ایک مردانہ آواز آئی وہ اندر گیا۔

"آؤ میرا بیٹا کیسے آنا ہوا" ایک عورت جو لگ بھگ پچپن سال کے قریب ہو گی اسے دیکھ کر صوفے سے اٹھ گئی۔

"نہیں ماما مجھے جانا ہے بس میں غزوان کو ڈھونڈ رہا تھا"

"بیٹا وہ ابھی ہی نکلا ہے کہہ رہا تھا دوستوں کے ساتھ جا رہا ہوں" زلیخہ بیگم نے تحمل سے کہا۔

"ڈیڈ پلیز اب اسے کسی کام پر لگائیں پچیس سال کا ہو گیا ہے یوں ہی پھرتا رہے گا تو صرف بگڑے گا" سامنے بیٹھا مرد اس کی بات سن کر ہنس دیا۔ سفیان نے اس مرد کی طرف دیکھا۔ وہ عورت بھی مسکرا دی۔

"بیٹا پتہ نہیں کیوں مجھے عزوان کی ایسے فکر نہیں ہوتی جیسے تمہیں ہوتی ہے۔۔واقعی بڑا بھائی باپ کی جگہ ہی ہوتا ہے" انہوں نے کتاب بند کرتے ہوئے کہا۔

"بابا اگر اس کا خیال ہم نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا" اس نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم سب کی فکریں چھوڑو اپنی سوچو تیس سال کے ہو گئے ہو بیٹا" زلیخہ بیگم نے اسے شفقت سے دیکھا۔

"تو کیا ہوا موم سب تیس سال کے ہوتے ہیں" اس نے بلکل بے فکری سے کہا۔

"یہ بتاؤ تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے یا ہم خود ہی تمہارے لیے کوئی لڑکی ڈھونڈ لیں" سفیان نے اپنے باپ کو کن اکھیوں سے دیکھا جو نظریں اٹھائے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"ماما آپ بھی نہ۔۔۔۔"

"او مائے گاڈ بھائی کے لیے لڑکی کی بات۔۔۔۔" وہ بول ہی رہا تھا کہ پیچھے سے رومیلہ آئی۔

"تو بتائیں بھائی آپکو کوئی لڑکی پسند ہے۔۔۔ویسے آپ خود ہی پسند کر لیں کیونکہ آپکو اپنے جیسی لڑکی ضرورت ہوگی اور ہم اتنی خوبصورت کہاں ڈھونڈیں گے کیوں بابا۔۔" وہ بھاگ کر اپنے باپ کے پاس گی۔

"بلکل کریکٹ پوائینٹ ہے یہ" عالم شاہ نے ہامی بھری۔

"لگتا ہے مجھے نکلنا چاہیے" سفیان نے ہاتھ اوپر کرتے ہوئے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔ "شرمیلے مرد ایسے ہوتے ہیں کیا؟" رومیلہ کی بات پر پیچھے سب کے ہنسنے کی آواز آئی۔ وہ بھی مسکرایا۔

★★★★★★★

گھر کا سب سے بڑا پوتا تھا۔ سید سفیان شاہ اس کے بعد اس کے چاچو کے جڑواں بیٹے سید اکرم شاہ اور سید وکرم شاہ اس کے بعد سفیان کا بھائی سید عزوان شاہ جو سفیان کا بے حد لاڈلا تھا اس کے بعد اس کے چھوٹے چاچو کا بیٹا سید حمدان شاہ اور اس کے بعد ان کی بیٹی سید فاریہ شاہ اور سب سے آخر میں سفیان کی بہن سیدہ رومیلہ شاہ جو سب کی ہی چہیتی تھی۔ سید رحمان شاہ سب سے زیادہ پیار سفیان سے کرتے تھے اور اس کی شادی کے بہت خواہش مند

www.urdunovelsmania.com

تھے مگر سفیان ہمیشہ کہتا تھا اسے اپنی جیسی لڑکی چاہیے۔ جن کی سب سے زیادہ چلتی تھیں وہ ان کی دادی فضیلہ اور عالم شاہ جو اس کے ڈیڈ تھے ان دونوں کے حکم کے خلاف سفیان کوئی کام نہ کرتا تھا۔ شاہ ولا اپنی ہی زندگی میں مست تھا۔ لیکن ایک طوفان ان کی راہ دیکھ رہا تھا۔ جس نے قہرام مچا دیا ان کی زندگی میں۔

★★★★★★★★

"میرا بیگ کہاں ہے یار" وہ چلاتے ہوئے باہر آئی۔

"کیا مسئلہ ہے دی کیوں چلا رہی ہیں۔۔۔" موبائیل استعمال کرتی ہوئی لڑکی اس کی آواز پر ٹھٹھک گئی۔

"میرا ریڈ بیگ کہاں ہے" اس نے غصے سے کہا۔

"سائرہ نے رکھا تھا وہ مجھے کیا پتہ۔۔۔۔اور تھوڑا آہستہ آواز میں بولا کریں" اس نے ناک بنا کر واپس ہیڈ فونز کان میں ڈالے۔

"جب سے موبائیل آیا ہے زبان کینچی کی طرح چل رہی ہے تمہاری۔۔" اس نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا۔ مگر ماہم کو کیا فرق پڑتا اس کے کان تو پہلے سے بک تھے۔

"سائرہ بیگ کہاں ہے" اس نے کچن میں کام کرتی سائرہ سے کہا۔

"یار کپڑوں والی الماری میں ہوگا" اس نے مصروفانہ انداز میں جواب دیا۔

"میں کتنی بار سمجھاؤں وہاں مت رکھا کرو۔۔۔۔" وہ پیر پٹختی ہوئی واپس کمرے میں چلی گئی۔

کچھ دیر میں وہ بیگ لے کر باہر نکلی۔

"بازار چلنا ہے تم نے کہا تھا کہ جھمکے لوں گی ایک ہی بار سب کچھ لے لو بار بار نہیں جانے ہوتا" اس نے دوپٹہ سر پر لیتے ہوئے ماہم کا سر ہلایا۔

"ہاں ہاں۔۔۔۔دی میں نے جانا ہے" ماہم نے فوراً سے ہیڈ فونز کان سے نکالے۔

"جلدی کرو پھر سائرہ تم نے جانا ہے" اس نے اونچی آواز میں کچن میں کھڑی سائرہ سے پوچھا۔

"نہیں جنت تم جاؤ میں نے نہیں جانا بس میرے دوپٹے پر پیکو کروا دینا"

"دو پھر اپنا دوپٹہ۔۔"

"ماہم سے کہو میں سبزی کاٹ رہی ہوں"

"ماہم سائرہ کا ریڈ دوپٹہ لے آنا اور جلدی کرو دیر ہو جائے گی" اس نے کمرے کی طرف منہ کے اونچی آواز میں کہا۔

"بس ابھی آئی دی" وہ جلدی جلدی نیچے آئی۔

"سائرہ امی کو بتا دینا اچھا" یہ کہہ کر وہ دونوں باہر نکل گئیں۔

جنت کاظمی اپنی بہنوں میں سب سے بڑی تھی والد اور بھائی کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو چکا تھا تب سے یہ اور سائرہ سرکاری سکول میں جاب کر کے گھر کا خرچا چلا رہی تھی۔ ان کی ایک خالہ سفیرہ امریکہ میں رہتی تھیں۔۔۔ جو مالی حالات میں کافی اونچی تھیں۔ وہ کہیں بار انہیں کہتی تھیں کہ سب ان کے ساتھ جا کر رہیں مگر جنت احسان نہیں لیا کرتی تھی۔ اب ان کی دوسری خالہ صفیہ کی بیٹی صوبیہ کی شادی تھی اور اس کے لیے انہوں نے ڈھیر ساری شاپنگ کی تھی۔ بس کچھ چیزیں رہتی تھیں وہ اب لینے گئی تھیں۔ مگر جنت نہ جانتی تھی کہ آج کا دن اس کی زندگی کو جہنم بنانے آیا تھا۔ ایک ایسا شخص اسے ملنے والا تھا جس میں انسانیت کا حرف تک موجود نہ تھا۔۔۔۔

★★★★★★★

آئسکریم بار میں خوب رش تھا۔ وہ ایک سائیڈ پر بیٹھے دونوں آئسکریم کھا رہے تھے۔ اسے آئسکریم بہت پسند تھی۔ ایک وقت میں وہ چار چار کھا جاتا تھا اور سردیوں میں بھی اسے نہ بخشتا تھا۔

"یار بس کر میں جا رہا ہوں اب" علی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو جا میں نے تو ویسے بھی اب گھر جانا" اس نے آئسکریم کا بائیٹ لیا۔

"چھوڑ دے اس کی جان اندر سے آئسکریم بن جائے گا" اس نے آئسکریم کی طرف اشارہ کیا۔

"اوئے خبردار جو اسے کچھ بولا تو" اس نے غصے سے کہا۔ اتنے میں اس کا موبائل بجا۔

"دیکھ کس کی کال ہے" اس نے آنکھوں سے موبائیل کی طرف اشارہ کیا۔ علی نے موبائیل دیکھا۔

"سفیان بروکی" غزوان نے باؤل نیچے رکھا اور کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو بھائی۔۔۔" اس نے موبائیل کان کے ساتھ لگا یا۔

"میں علی کے ساتھ ہوں کیوں۔۔۔۔ آفس وہاں کیوں میں تو گھر جا رہا تھا۔۔۔ نہیں ابھی میں وہ۔۔۔" اس نے علی کو دیکھ کر بہانا بتانے کا اشارہ کیا۔ اس نے اشارے میں کچھ بتا یا۔

"ہاں میں آنے ہی والا تھا آنٹی نے روک لیا۔۔۔ بس آرہا ہوں پندرہ منٹ تک۔۔۔ ٹھیک ہے او کے بائے۔۔۔" اس نے کال بند کی اور کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا آئسکریم تو پوری کر" اس نے باؤل کی طرف اشارہ کیا۔

"بھائی لائک ڈیڈ کی کال ہے پندرہ منٹ میں نہ پہنچا تو خیر نہیں اور ویسے بھی آئسکریم بھائی سے زیادہ ضروری نہیں" یہ کہہ کر وہ وہاں سے نکل کر اپنی بلیک فراری پر جا بیٹھا جو اسے سفیان نے برتھڈے پر گفٹ کی تھی۔ اس نے گلاسس پہنی اور سڑک کا سینہ چیرنے لگا۔۔۔۔

★★★★★★★

وہ دونوں شاپنگ بیگ لے کر مارکیٹ سے باہر نکلی۔ انہیں روڈ کراس کرنی تھی۔

"چلیں دی۔۔۔" ماہم نے روڈ کراس کر دی۔ اتنے میں جنت کی نظر سامنے آتی گاڑی پر پڑی۔

"ماہم۔۔۔" جنت کے منہ سے چیخ نکلی۔ ماہم وہیں رک گئی۔ آنکھوں کے آگے ہاتھ رکھ لیا۔ اس نے زور سے بریک مار کر گاڑی موڑی۔ گاڑی درخت سے ٹکراتے بچی۔ سب لوگ اکھٹے ہو گئے۔ جنت بھاگ کر ماہم کے پاس گئی۔ ماہم کے ہاتھ اب بھی آنکھوں کے آگے تھے۔

"ماہم۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو۔۔۔" ماہم نے ہاتھ ہٹائے۔

"میں زندہ ہوں کیا؟" اس نے اپنے آپکو دیکھا۔

"منع بھی کیا تھا ابھی روڈ کراس مت کرنا پھر بھی خود سے بڑا بننے کا بہت شوق ہے" اس نے ماہم کو جھنجھوڑا۔

"گاڑی کہاں ہے" ماہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ گاڑی سے ایک بندہ نکلا۔ مہرون پینٹ کوٹ میں۔ کالے بال جیل کے ذریعے کھڑے کیے ہوئے۔ ہلکی ہلکی داڑھی۔ خوبصورت نقوش لمبا چوڑا قد۔ وہ چل کر ان کے قریب آیا۔

"" مجھے بتاؤ یہ آنکھیں ہیں یا ٹماٹر نظر آ رہا ہے نہ گاڑی آ رہی ہے پھر بھی بچوں کی طرح روڈ کراس کر رہی ہو" ماہم کی تو آنکھیں کھلی کی کھلی ہی رہ گئی۔ جنت آگے آئی۔

"میں معزرت خواہ ہوں اسے لگا آپ روک لیں گے" جنت نے معزرت خوانہ انداز میں کہا۔

"اچھا جی بڑی یہ ملکہ عالیہ ہے جو اس کے لیے گاڑی روکوں گا میں۔۔۔"

"غلطی سے ہو گیا" جنت نے کڑوا گھونٹ بھرا۔

"غلطی۔۔۔ اگر میری گاڑی کو کچھ ہو جاتا تو تمہاری قیمت بھی اتنی نہیں تھی کہ اسے ٹھیک کروا سکتا" جنت کا ضبط آخر کار ٹوٹ گیا۔

"او مسٹر اپنی اوقات سے باہر مت جاؤ۔۔۔ معافی مانگ رہی ہوں نہ عزت کا لہجہ راس ہی نہیں ہے تمہیں" جنت نے زبردست تلخ لہجے میں کہا۔

"معافی سے کیا ہو گا"

"تو کیا مر گئے ہو جو پاؤں پکڑوں اور ویسے بھی غلطی سے آ گئی تھی۔۔۔" سب لوگ ان کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"کیا مطلب غلطی سے آ گئی تھی نظر نہیں آ رہا ایک گاڑی سپیڈ سے آ رہی ہے۔۔۔ تو رک جاؤں۔۔۔"

"کیوں تمہارے باپ کی سڑک ہے جو تم اپنی مرضی کی سپیڈ میں چلاؤ گے۔۔۔ اور مجھ سے زیادہ الجھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے امیر باپ کے بگڑے ہوئے بیٹوں سے منہ لگانے کی عادت نہیں سمجھے۔۔" اس نے ماہم کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے چل دی۔ اس نے پہلی بار کسی لڑکی سے اپنی عزت کروائی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

وہ دونوں فٹ پاتھ پر کھڑی رکشے کے انتظار میں تھیں۔ غزوان اپنی گاڑی میں بیٹھا اور ان کے قریب جا کر رکا۔

شیشہ نیچے کر تھوڑا آگے ہوا۔

"اوئے میڈم صرف تمھاری نیلی آنکھوں کی وجہ سے خاموش رہا۔۔۔اور ویسے بھی تم غصے میں بہت خوبصورت لگتی ہو کیری آن" ماہم نے ایک دم جنت کو دیکھا جو تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی۔ غزوان نے گلاسس پہنی اور شیشہ اوپر کر کے گاڑی لے کر وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے اس کی الجھی ہوئی دھڑکنیں چھوڑ گیا۔

"کتنا بدتمیز شخص ہے یہ" اس نے بلیک فراری کو دیکھتے ہوئے کہا جو ہوا میں اڑ رہی تھی۔ اتنے میں رکشہ آیا اور وہ بھی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئیں۔

★★★★★★★

قسط نمبر:2

شاہ ولا میں روشنیاں پھیلی ہوئی تھیں کھانے کے لیے سب میز پر براجمان تھے۔ ہنسی خوشی سب کھانا کھا رہے تھے۔

"غزوان آج آفس کیوں نہیں آئے تم بلایا بھی تھا تمہیں" سفیان نے کانٹے سے کباب کے ٹکڑے کرتے ہوئے کہا۔

"وہ بھائی۔۔۔آج ایک بدتمیز لڑکی سے منہ لگ گیا" اس نے سفیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لڑکی سے وہ بھی بدتمیز۔۔" حمدان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔پتہ ہے نظر آ بھی رہا ہے اس کو کہ گاڑی لا رہا ہوں میں پھر بھی روڈ کراس کر رہی ہے۔۔۔اور پھر مجھے کہتی ہے تمہارے باپ کہ روڈ نہیں ہے۔۔۔۔اور بھی بہت کچھ بولا اس نے امیر باپ کے بگڑے ہوئے بیٹے فلاں فلاں" سب نے اپنی ہنسی دبائی وہ بول ہی اتنے مزے کے انداز سے رہا تھا۔

"ویسے صحیح ہی کہا اس نے" سفیان نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"بھائی۔۔۔"اس نے سفیان کو آنکھیں دکھائیں۔

"ہاں تو اور کیا۔۔۔ تم اتنی تیز گاڑی چلاتے ہو جس کا کوئی حساب نہیں۔۔۔ یہ اٹلی کی سڑکیں نہیں ہیں میرے بھائی"

"بس کرو سفیان تم نے اسے گاڑی ہی ایسی گفٹ کی جو اس کی قابو سے باہر ہے"عالم شاہ نے اس کا ساتھ بھی دیا اور مخالفت بھی کی۔

"آپ سب کا ہو گیا ہو تو میں بولوں"دادی جان نے سب کو ٹوکا سب خاموش ہو گئے۔

"صفیہ کے بیٹے کی شادی ہے اگلے ہفتے"غزوان کی آنکھیں کھل گئیں۔

"دادی جان احد کی شادی ہے کیا؟"اس نے ایکسائیٹڈ انداز میں کہا۔

"جی بیٹا اسی کی ہے اور ہمیں انوائیٹ بھی کیا ہے تو کون کون جائے گا"دادی جان نے پلیٹ سائیڈ پر کی۔

"دادی جان میں تو ضرور جاؤں گی"فاریہ نے کہا۔وہ ویسے بھی فنکشنز کی شوکین تھی۔

"ٹھیک ہے پھر میں بھی جاؤنگی"رومیلہ نے بھی ہامی بھری۔

"میرے بغیر تو احد شادی ہی نہیں کرے گا"حمدان نے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"ہاں حمدان بھلا دلہن کے بغیر شادی ہوتی ہے کیا"وکرم نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وکرم کے بچے۔۔"

"تم دونوں نہیں جاؤ گے ٹون بوائز"رحمان شاہ نے ان دونوں کو دیکھا۔

"نہیں مجھے نہیں شوق۔۔۔"وکرم نے کہا

"اور میری تو میٹنگ ہے"اکرم نے بھی بہانا گھاڑا۔

"اور تم دونوں"عالم شاہ نے اپنے بیٹوں کو دیکھا۔

"نہیں ڈیڈ مجھے ٹائم نہیں ملتا غزوان چلا جائے گا"

"ٹھیک ہے عزوان زلیخہ اور رومیلہ جاؤ مجھے بھی ضرورت نہیں جانے کی" عالم شاہ نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

"""اور تم چاروں کسی نے نہیں جانا کیا""" فضیلہ نے اپنے چھوٹے بیٹے بہوؤں کو دیکھا۔

"""راصیہ اور احمد چلے جائیں گے ہمیں تھوڑا کام ہے""" فارس شاہ نے کہا جوان جڑواں بھائیوں کا باپ تھا۔

"""چلو ٹھیک ہے""" فضیلہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"""ماما بابا آپ دونوں میں سے کون جائیگا""" احمد نے اپنے باپ سے پوچھا۔ """تمہاری ماما ہی جائیں گی مجھے بلکل پسند نہیں ایسے فنکشنز"""

"""بیٹا تیاری کرو ہمیں جمعرات کو نکلنا ہے""" فضیلہ یہ کہہ کر چلی گۓ۔

"""چلو فاریہ چل کر ڈریس چوز کریں""" رومیلہ نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں رومیلہ کے کمرے میں چلی گئیں۔ سب بڑے بھی اٹھ گئے۔ """بھئی اب ہم جا رہے ہیں تو جلوہ تو مچانا ہے نہ عزوان""" حمدان نے فخریہ انداز میں کہا۔

"""عزوان شاہ جہاں قدم رکھے وہاں جلوہ مچ ہی جاتا ہے""" عزوان نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"""ہاں بیٹا پر مجھ سے آگے نہیں نکل سکتے""" سفیان نے مسکراتے ہوئے اپنی بڑائی پیش کی۔

"""جاؤ سب یار میں اس لیے نہیں جا رہا کہ کہیں بے چاری لڑکیاں بے ہوش نہ ہو جائیں""" وکرم نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"""اچھا اب میں رہ گیا تو بتا دوں میری تعریف لامثال ہے""" اکرم نے اپنا کالر جھڑکا۔

"""اوئے جتنی بھی کوششیں کر لو جب تک میری شادی نہ ہوئی کسی کی نہیں ہوگی""" سفیان نے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"""تو یہ لو ہاتھ جوڑتا ہوں کر لو شادی""" وکرم نے اس کا گلا پکڑتے ہوئے کہا۔

"""اوئے ہاتھ جوڑنا گلا کیوں دبھا رہا ہے""" سفیان نے خود کو چھڑوایا۔

"""""تاکہ میرا راستہ صاف ہو"""""

"""""راستہ صاف ہو بھی جائے تو کیا ہے۔۔۔میں تو تم سب سے خوبصورت دلہن لاؤں گا"""""سفیان نے کالر جھڑکا۔

"""""تو ٹھیک ہے ہم اسی پر ڈاکہ ڈال لیں گے"""""غزوان کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ اپنی زندگی میں کتنی بار سفیان کو یاد کیئے وہ سوچ بھی نہ سکا۔۔۔

★★★★★★★

سب مہندی لگانے میں مصروف تھیں ہر طرف خوشگوار ماحول تھا۔لڑکوں کے قہقوں مستیوں کی آوازیں۔ لڑکیوں کی اپنی مزے کی گپ شپ مگر وہ خاموش بیٹھی تھی آج صبح سے وہ ایسے ہی تھی۔اس کے دل کی تاروں کو آخر کار چھیڑا بھی تو غزوان نے تھا۔اس کی خاموشی کو صرف ایک ہی لڑکی نے نوٹ کی وہ بھی صوبیہ۔

"ارے لڑکیوں محفل میں تھوڑی رونق لانی چاہیے"صوبیہ نے تاڑی بجاتے ہوئے کہا۔

"ہاں سچ میں ذرہ ایک گانا سن لینا چاہیے ہماری جنت کے منہ سے"جنت اپنا نام سن کر ٹھٹھک گئ۔

"ہاں زبردست چلو جنت دیکھاؤ اپنا جلوہ"سائرہ نے اپنی مہندی سکھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں یار پلیز میں نہیں گاتی"جنت نے نہ میں گردن ہلائی۔

" یار جنت یہ کیا بات ہوئی تم نے تو مہندی میں ڈانس بھی کرنا ہے پھر اب کیا ہے صرف گانے کا ہی تو کہا"ارم باجی نے صارم کو چپ کرواتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"پلیز نہ دی پلیز نہ گائیں"اب مہندی لگاتی ماہم بولی۔

"ٹھیک ہے پھر میں غزل پڑھوں گی"

"ٹھیک ہے پھر شروع ہو جاؤ"

جنت نے گہرا سانس لیا اور آنکھوں کو بند کیا۔

میں لفظ چنوں دلکش چنوں

پھر ان سے تیرا احساس بُنوں

آنکھوں کے سامنے ایک ہی چہرہ گھوما غصے سے لال چہرا۔ جنت کے لبوں پر مسکراہٹ چھا گئی۔ تجھے لکھوں میں

دھڑکن اس دل کی

یا تجھے ابر کی رم جھم لکھوں

محبت نے اس کے دل میں جگہ بنانا شروع کیستاروں کی عجب جھلمل کبھی

پلکوں کی تجھے شبنم لکھوں

کبھی کہہ دوں میں تجھے جان اپنی

کبھی تجھ کو میں اپنا محرم لکھوں

اس شعر پر وہ ہنس دی۔

""""" تمہاری نیلی آنکھوں کی وجہ سے چھوڑ دیا تمہیں اور ویسے بھی غصہ تم پر اچھا لگتا ہے کیری آن """""

کبھی لکھ دوں تجھے ہر درد اپنا

کبھی تجھے زخم کا مرہم لکھوں

کبھی روح لکھوں کبھی پیار لکھوں

ایسی کھٹک دل میں ہوئی

کہ دل چاہا بس تجھے عشق لکھوں

"اوہہہہہہہہہہ" سب نے ہوٹنگ کی۔ جنت نے آنکھیں کھولیں۔ چمک رہی تھیں اس کی نیلی آنکھیں۔

"لڑکیوں مجھے لگتا ہے کہ جنت محبت کر بیٹھی ہے" سادیہ نے یہ لفظ بولے تو جنت شرمیلہ سا مسکرا اٹھی۔

"مسلہ نہیں اگلی باری ہماری جنت کی ہی ہے" صوبیہ کی بات سن کر جنت نے اسکے بال پکڑ کر کھینچے۔

"بتاؤں میں تمہیں کس کی باری ہے پہلے خود تو نکلو چڑیل" یہ کہہ کر جنت وہاں سے اٹھ کر نکل گئی۔

"ارے کہاں بھاگ رہی مہندی تو لگوالو" صوبیہ نے اسے روکا۔

"تم سب سو جاؤ گی تو لگواؤں گی" اس نے دروازے سے جھانک کر کہا۔

"پھر بھول جاؤ بہن" سائرہ نے منہ بناتے ہوئے لڑکیوں سے بھرا ہوا کمرا دیکھا۔

جنت کے دل میں محبت کے بیج نے جنم لے لیا تھا مگر اس کا غصہ ہمیشہ کی طرح اس کے لیے اس بار بھی وبال ہی بنا تھا۔

★★★★★★★

"سن علی نکل شوپنگ کرنی ہے میں نے" اس نے آئسکریم بار سے نکلتے ہوئے کہا۔

"شاپنگ کیوں خیریت۔۔۔" علی نے بائیٹ لیتے ہوئے کہا۔

"احد کی شادی ہے" اس نے بل دیتے ہوئے کہا۔

"ارے میری بلا جانے احد کون ہے" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں نکلے۔ غزوان علی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ جب اس کی نظر سڑک کے کنارے کھڑی لڑکی پر پڑی۔

"ارے ارے یہ تو وہی ہے نیلی آنکھوں والی" غزوان نے غور کرتے ہوئے کہا۔

"ارے کون نیلی آنکھوں والی" علی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ غزوان نے سیٹ بیلٹ ہٹایا اور گاڑی سے نکلا۔

جنت کی نظر اس پر پڑی۔ اس کی نیلی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ آج اس نے وائٹ سوٹ پہنا ہوا تھا اور غضب لگ رہا تھا۔

"سائرہ چلو چلیں جلدی کرو" اس نے سائرہ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ مہندی میں ڈھکے ہاتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"سنیں" وہ مڑنے ہی والی تھی جب غزوان نے اسے روکا۔

"چلو سائرہ رکنا مت" جنت نے سائرہ کا ہاتھ اور بھی مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"وہ شاید ہمیں بلا رہا ہے" سائرہ نے اسے کوسا۔

"دیکھیں میں نے آپکو کھا نا نہیں ہے جو یوں بھاگ رہی ہیں آپ" غزوان نے گلاسس اتارتے ہوئے کہا۔

"میں آپ سے منہ نہیں لگانا چاہتی" اس نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔"پر میں لگانا چاہتا ہوں میری بات سنیں" علی گاڑی سے اتر کر آیا لوگ دکانوں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے۔

"پلیز جائیں یہاں سے میں آپ کی کوئی بات نہیں سن رہی فضول انسان چلو سائرہ" وہ واپس مڑی۔

"تمہیں میری بات سننی ہی پڑے گی" اس نے جنت کا بازو پکڑ لیا۔غزوان کو پتہ بھی نہ چلا کہ ایک زوردار تمانچہ غزوان کی گال پر پڑا۔وہ دائیں طرف کو جھکا۔سب لوگ ہکے بکے ہو گئے۔عورتیں جہاں تھیں وہیں رک گئی۔علی کی آنکھیں کھی کی کھلی رہ گئیں۔جنت خود بھی ڈر گئی۔

"تت۔۔۔تمہاری اتنی جج۔۔۔جرات کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی" وہ اونچی آواز میں چلائی۔اندر ڈر بھی چھپا ہوا تھا۔غزوان سیدھا ہوا۔سائرہ تو اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ہی ڈر گئی۔وہ بنا پلک جھپکائے جنت کو دیکھ رہا تھا اتنے غور سے جیسے اسے یاد کر رہا ہو۔

"چلو جنت چلو یہاں سے" سائرہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے وہاں سے لے گئی۔علی غزوان کے پاس آیا۔

"غزوان تو ٹھیک۔۔۔"

"جنت۔۔۔اس تھپڑ کا بدلہ میں تم سے ایسے لوں گا کہ زمانہ یاد رکھے گا تمہاری ذلالت۔۔۔۔ یاد رکھنا" اس نے گلاسس آنکھوں میں پہنی۔لوگ اسے دیکھ رہے تھے وہ ان کی طرف مڑا۔ایک آدمی دوسرے کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا وہ چل کر اس کے قریب گیا۔

"مجھے بتا کیا کہہ رہا تھا تو۔۔۔بول اب بولتی کیوں بند ہو گئی" غزوان نے اس کے کندھے کو دھکیلا۔

"ارے جا تیرے سامنے بولنے کا کیا فائدہ جس کو ایک لڑکی نے تھپڑ مار دیا ہو ہاہاہاہاہاہا" غزوان کا دماغ ابل گیا۔اس نے گلاسس اتاریں اور انتہائی زور کا مکہ اس آدمی کے منہ پر مارا وہ ابھی سیدھا نہیں ہوا تھا کہ دوسرا مکہ بھی مارا۔ یوں ہی ایک دو اور مارے وہ خون آلود ہو گیا۔غزوان نے اس کا گریبان پکڑا۔

"تو مجھے جانتا نہیں ہے شاید سید غزوان شاہ کی نظر میں جو آجاتا ہے وہ صرف تباہ ہوتا ہے تباہ" اس نے دھاڑتے ہوئے کہا۔علی کب سے اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ قابو میں ہی نہیں آرہا تھا۔

"رک جا غزوان بس کر یہ کیا کر رہا ہے چھوڑ اسے۔۔۔۔میں کہہ رہا ہوں چھوڑ اسے غزوان" اس نے غزوان کا بازو جھنجھوڑا۔غزوان نے اسے جھٹکا کے چھوڑا اور گلاسس پہن کر اکیلا گاڑی میں بیٹھا اور علی کو وہیں چھوڑ گیا اور غزوان شاہ کا غصہ جنت کی زندگی تباہ کر دینے والا تھا۔۔۔

★★★★★★★

وہ گھر میں داخل ہوا سب بیٹھے ہوئے تھے۔وہ ان سب کو اگنور کرنا چاہتا تھا۔وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا ہی تھا۔ جب دادا جان نے اسے روک لیا۔

"غزوان کہاں تھے صبح کے" رحمان شاہ نے روب دار لہجے میں کہا۔

"وہ میں علی کے ساتھ تھا شوپنگ کرنے تھی میں نے" اس کے چہرے میں غصہ چھپا ہوا تھا۔

"تو شاپنگ بیگز کہاں ہیں" عالم شاہ نے اسے غور سے دیکھا۔

"پلیز میں کوئی بچہ نہیں ہوں چھوٹی چھوٹی باتیں پوچھتے ہیں حد ہے ویسے" اس نے غصے سے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

"غزوان۔۔۔غزوان بات سنو" عالم شاہ نے غصے سے اسے پکارا مگر اس نے کسی کی نہ سنی اور ٹھا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔

"اسے کیا ہوا۔۔۔پہلے کبھی ایسے نہیں ہوا یہ" وکرم نے حیرانگی سے کہا۔

"میں پوچھتا ہوں بس اسے تھوڑا نارمل ہونے دیں" سفیان نے اخبار اٹھاتے ہوئے کہا۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑا ہوا اس کی نظر اپنے گال پر پڑی اور ایک ہی پل میں وہ تھپڑ یاد آیا۔اس نے پرفیوم کی بوتل اٹھائی اور زور سے دیوار سے دے ماری۔ہر طرف خوشبو ہی خوشبو پھیل گئی۔۔۔عزوان کی خوشبو۔

"اتنی ہمت۔۔۔اتنی ہمت کہ عزوان شاہ کو تھپڑ مار لیا تم نے۔۔۔"اس نے اپنے بال پکڑ کر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو جنت چلو یہاں سے"اسے جنت کا نام یاد آیا۔

"جنت۔۔۔۔میں نے تمہاری زندگی جہنم نہ بنائی تو یاد رکھنا۔۔۔اس تھپڑ کا بدلہ عزوان شاہ ضرور لے گا اور ایسا لوں گا کہ آئندہ کسی کی ہمت نہیں ہوگی مجھے چھونے کی"اس نے سگریٹ نکال کر جلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑکی کے سامنے گیا۔سگریٹ کی کش لے کر ڈھیر سارا دھواں منہ سے نکالا۔وہ اب ایک ہی راستہ تلاش کر رہا تھا جنت کی بربادی۔۔۔۔۔لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ جنت کی بربادی ہی اس کی سب سے بڑی ہار تھی۔۔۔کیونکہ اس کی سب سے لاڈلی اور بڑی طاقت جنت کی دیوانی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔؟؟؟

★★★★★★

وہ دونوں گھر میں آئیں۔جنت نے زور سے شاپر نیچے پھینکے۔

"میں تم سب کے باپ کی نوکر نہیں ہوں جو مجھے بازاروں میں بھیجتے ہو"اس نے دوپٹہ سر سے اتارتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا ہوا کیوں جانوروں کی طرح چلا رہی ہو"فضا بیگم کچن سے باہر نکلی۔

"امی خدا کا واسطہ ہے ان کے ساتھ آپ جایا کریں۔۔۔نفرت ہے مجھے بازاروں سے"

"ہوا کیا ہے اپنی مرضی سے ہی گئی تھی تم"فضا بیگم نے شاپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میڈم سڑک پر ایک لڑکے کو تھپڑ مار آئی ہیں۔۔۔اور وہ بھی کوئی عام لڑکا نہیں تھا یہ پورا گھر بیچ دو نہ تب بھی اس جیسی گاڑی نہیں خرید سکتے ہم"سائرہ نے جنت کو کوستے ہوئے کہا۔ساتھ کھڑی ماہم کی آنکھیں کھل گئیں۔

"ایک منٹ دی وہی لڑکا تو نہیں تھا بلیک فراری والا"ماہم نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں بلیک فراری ہی تھی۔۔۔کیوں پہلے سے جانتی تھی کیا تم اسے" سائرہ نے شکیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ توکل بھی اس سے لڑی تھیں۔۔۔۔اتنا خوبصورت تھا قسم سے آخر میں دی کو کہتا ہے غصہ آپ پر اچھا لگتا ہے کیری آن واہ کیا ادا تھی اس کی"

"اچھا بس بد تمیز ہے انتہائی حد درجے کا بھرے بازار میں ایسے کوئی ہاتھ پکڑتا ہے بھلا" جنت نے سر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"جو بھی ہے تمہیں اسے ایسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا کتنی غلط بات ہے سب کے سامنے تم نے اسے اتنے زور کا تھپڑ مارا وہ بھی منہ پر" سائرہ نے اسے نصیحت کی۔

"بس کرو سائرہ اس کے ہاتھ چومتی کیا میں ہاں فضول میں بس امیر لڑکوں کے پیچھے پاگل ہی ہوگئی ہو تم سب" یہ کہہ کر وہ کمرے میں چلی گئی۔

"کیا چیز ہے یہ امی اچھا چلیں چھوڑیں دیکھیں میں آپکے لیے چوڑیاں لائی تھی" سائرہ نے ایک بلو شاپر کھولتے ہوئے کہا۔

وہ کمرے میں گئی اور دروازہ بند کر کے بیڈ پر اوندھے منہ گری۔

"یہ کیا کر دیا جنت تم نے ہی صبح دعا کی تھی کہ وہ تمہیں دوبارہ نظر آئے پھریوں بھرے مجمع میں تم نے اسے تھپڑ مار دیا۔۔۔۔کتنا شرمندہ ہوا ہوگا نہ وہ۔۔۔۔اب میں کیا کروں" وہ خود سے باتیں کر رہی تھی اپنی غلطی پر شرمندہ تھی۔وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"کیا کروں اب دوبارہ اس سے کیسے منہ لگاؤں گی۔۔۔۔معافی کیسے مانگوں اس سے میں۔۔۔۔چار دن تو شادی کی چھٹیاں لے لی میں نے۔۔۔۔اللہ جی پلیز کوئی وسیلہ بنائیں میں اپنے کیے کی معافی مانگ لوں پلیز" اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر واش روم میں گھس گئی اور اللہ نے تو جنت کی زندگی میں ایسا وسیلہ بنایا جسے خود سید خاندان دیکھ کر حیران رہ گیا۔

★★★★★★★

قسط نمبر: 3

مہندی کا فنکشن عروج پر تھا ہر طرف لائٹس ہی لائیٹس کی سجاوٹ تھی۔ دلہن کو تیار کر کے بیٹھا دیا گیا تھا۔ ڈھولکی کا خوب اہتمام تھا۔ لڑکے والے بھی مہندی لے کر آ چکے تھے اب ڈانس مقابلہ چل رہا تھا۔ لڑکی اور لڑکے والوں کی طرف سے ایک ایک ڈانس پرفوم کر رہی تھی خوب زور و شور تھا کبھی خود گانا گاتے اور کبھی ڈیگ لگا دیتے۔ احد کو تو صوبیہ کو دیکھنے سے ہی فرصت نہیں مل رہی تھی۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی وہ دونوں کافی ہنسی خوشی باتیں کر رہے تھے۔ جنت اور اس کی فیملی تو سب سے پہلے وہاں آئی تھی۔ مہندی کلر کی میکسی نیچے ہائی ہیل۔ لمبے گھنے بال اس نے کھول کر پیچھے پھینکے تھے جنہیں بڑی نفاست سے سٹریٹ کیا گیا تھا۔ چہرے پر ہلکا سا میک تھا۔ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی وہ۔ اس کو جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ وہ بھی ان ڈانس والوں میں شریک تھی جب نیے گیسٹس کو دیکھ کر ان کے پاس گئی۔

"اسلام علیکم سوری میں نے آپکو دیکھا نہیں۔۔۔کوئی مسئلہ تو نہیں نہ آپ لوگوں کو" اس نے بڑی تمیز سے کہا۔

"وا علیکم اسلام بیٹی نہیں ہمیں کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں آپ کا بہت شکریہ" فضیلہ شاہ نے بڑے ہی پیار سے کہا۔

"اور آپ دونوں یہاں کیوں بیٹھی ہیں وہ اتنا اچھا فنکشن چل رہا ہے وہاں چلیں نہ" اس کی نظر فاریہ اور رومیلہ پر پڑی تو اس نے ان دونوں سے کہا۔

"نہیں وہ شرم آتی ہے" رومیلہ کی بات سن کر فاریہ نے اسے کہنی ماری۔

"ارے شرم کس بات کی آئیں میرے ساتھ آئیں آپ دونوں" اس نے ان دونوں کا ہاتھ پکڑا اور اسی مجلس میں لے گئی۔ فضیلہ شاہ جنت کو دیکھے لگاتار مسکرا رہی تھیں۔

"امی جان خیریت ہے آپ آج کافی خوش نظر آ رہی ہیں" زلیخہ نے سرگوشی کی۔

"زلیخہ یقین مانو مجھے یہ بچی بہت خوبصورت لگی اس کی نیلی آنکھیں تو دیکھو" وہ اب بھی ہنستی ہوئی جنت کو دیکھ رہی تھیں۔

"ہاں امی خوبصورت تو بہت تھی اور اخلاق بھی بہت اچھا تھا" یہ سن کر فضیلہ نے زلیخہ کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے سر ہلا یا۔ زلیخہ ان کو سمجھ گئی اور وہ بھی ہنس دی۔ ساتھ بیٹھی راصیہ بھی ان کے اشاروں کو سمجھ گئی۔

★★★★★★★

"یار اب تم لوگوں کی طرف سے کسی لڑکی کی باری ہے اور یہ فائینل ہے" لڑکے والوں کی طرف سے ایک لڑکے نے کہا۔

"ہاں بھئی ہمارے پاس ایک لڑکی ہے" ارم نے جوش سے کہا۔

"تو پھر لاؤ اسے دیکھتے ہیں ہماری ماریہ سے زیادہ فٹ ہے یا نہیں"

"دیکھ لیتے ہیں جنت چلو تمہاری باری آجاؤ آگے" اس نے رومیلہ اور فاریہ سے باتیں کرتی ہوئی جنت کو بلایا۔

سب کی نظر جنت پر پڑی وہ کنفیوز ہوئی مگر خود کو سنبھال کر آگے بڑھی۔

"احد بھائی اور صوبیہ صرف آپ دونوں کی وجہ سے اپنا ٹیلنٹ دیکھا رہی ہوں میں" اس نے ان دونوں کو سخت نظروں سے دیکھا۔

"چلو ڈی جے گانا شروع کرو" ایک زوردار ہوٹنگ ہوئی۔ جنت نے ڈانس شروع کیا۔

""""بے بی ڈول میں سونے دی"""""

گانا شروع ہوا۔ جنت نے اتنا زبردست ڈانس شروع کیا کہ سب ہکے بکے رہ گئے اوپر سے اس کے لمبے بال۔ ہوٹنگ ہونا شروع ہوئی۔ ایک تو جنت کے چہرے کے خوبصورت ایکسپریشن۔ فاریہ اور رومیلہ تو اس کی فین ہو گئی۔ وہ اتنی تیزی سے ڈانس کر رہی تھی کہ اسے ہوش ہی نہ رہا تھا۔ گانے کے آخری شعر چل رہے تھے۔ جنت اتنی تیزی سے گھومی کے بے قابو ہو گئی اور جونہی وہ پیچھے ہوئی اس کی زور سے کسی سے ٹکر ہوئی۔ لڑکے لڑکیاں خاموش ہو گئے۔

جنت نے گردن اٹھا کر دیکھا تو بس دیکھتی ہی رہ گئی۔ کالی قمیض شلوار پر مہرون شال بال اوپر کیے ہوئے ہمیشہ کی طرح وہ انتہائی حسین لگ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر جنت کا ہاتھ پکڑا اور اسے اتنی تیزی سے گھمایا ہر طرف اونچی سی ہوٹنگ ہوئی رومیلہ اور فاریہ تو اپنی جگہ سے ہی کھڑی ہوگئیں۔ ماہم اور سائرہ نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ان دونوں کو۔ اس نے جنت کو گھما کر اپنے بازو پر پھینکا۔ اس کا ایک ہاتھ جنت کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا ہاتھ جنت کی کمر میں۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا بنا پلک جھپکائے جنت بھی اسے حفظ کر رہی تھی۔

"اے غصے والی جنت ڈانس اچھا کر لیتی ہو" غزوان نے اسے ہوش میں لایا۔ وہ یک دم سے سیدھی ہوئی۔

"واہ واہ واہ۔۔۔۔۔کیا ڈانس ہوا قسم سے مزہ آگیا" ایک لڑکی نے اونچی آواز میں کہا۔

"فائنلی اب فیصلہ کون کرے گا" ارم نے کہا۔

"غزوان شاہ آپ کریں گے فیصلہ " ماریہ نے جنت کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ غزوان ہنس دیا۔

"یہاں جو غصے والی جنت ہیں انہوں نے زبردست ڈانس کیا"

"اوہھھھھ... ہم جیت گئے" ماہم نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ ہر کوئی ایک دوسرے کو چھیڑنے لگا۔ جنت نے مسکرا کر غزوان کو دیکھا اور وہاں سے چلی گئی غزوان بھی اس کی اس شرمیلی حرکت سے مسکرا دیا۔ اب وقت کی سوئی چلنا شروع ہوگئی تھی۔

★★★★★★★

وہ سائیڈ پر کھڑی تھی۔ آج جو کچھ ہوا تھا اس کے بارے میں سوچ کر رہی وہ مسکرا اٹھتی تھی۔ اب وہ ایک ہی راستہ ڈھونڈ رہی تھی کہ غزوان سے معافی کیسے مانگے۔

"غصے والی جنت" اسے اپنے پیچھے کسی کی آواز آئی وہ ایک دم پیچھے مڑی۔

"بہت اچھا ڈانس کیا قسم سے" غزوان نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

www.urdunovelsmania.com

"تمہیں برا تو نہیں لگا کچھ بھی"

"نہیں۔۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہ۔۔۔"اس نے بات آدھے میں ہی چھوڑ دی۔

"وہ۔۔۔کیا"

"وہ آپ سے معافی مانگنی تھی"عزوان اس کی بات پر ہنس دیا۔

"نہیں اٹس اوکے کوئی بات نہیں غلطی میری بھی تھی"عزوان نے بازو پیچھے بند کیے۔

"نہیں مجھے آپکو ایسے سب کے سامنے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا مجھے بہت برا لگا"عزوان نے اپنے پیچھے مٹھیاں بھینچ لیں۔دماغ ابل گیا مگر پھر بھی مسکرایا۔

"خیر ہے کوئی بات نہیں۔۔۔اچھا یہ بتائیں آپ نے کتنی پریکٹس کی ہے اس ڈانس کی"اس نے پاؤں زمین پر رگڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں بس ایک دو بار کیا ویسے مجھے یہ سب آتا ہے"

"ہممم۔۔۔کافی ماہر ہیں آپ"اس نے مسکرا کر کہا۔جنت بھی مسکرائی کیا خوبصورتی تھی اس کی مسکراہٹ۔۔۔نازک سی لڑکی تھی وہ۔۔۔دل کی تاریں تو وہ عزوان کی بھی ہلا رہی تھی۔۔۔وہ اسے بنا پلک جھپکائے دیکھ رہا تھا۔جنت کو اس کی نظریں چبھیں۔وہ وہاں سے جانے لگی۔

"سنو۔۔۔"عزوان کی آواز پر وہ ایک دم سے رک گئی۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔صدقہ اتار لینا کہیں نظر نہ لگ جائے"اس نے ایک آنکھ دبائی اور مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔جنت جہاں تھی وہیں کی وہیں رہ گئی۔اس انسان کے لفظ تھے یا تیر جس نے سیدھا جنت کے دل پر وار کر دیا۔۔۔وہ خود کو سنبھالتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

★★★★★★★

وہ محل نما گھر ایک عجیب سی کیفیت کا حامل محل تھا۔ ہر چیز اس میں موجود تھی مگر پھر بھی کھنڈرات لگتا تھا۔ ایسے میں کمرے میں ایک عورت ریسٹ چیئر پر بیٹھی۔ سر چیئر کی پشت کے ساتھ ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔

"جاؤ۔۔۔۔اسی کے پاس جاؤ وہ امیرزادہ تمہیں ہم سے زیادہ خوش رکھ سکتا ہے" آوازوں کے سلسلے اس کے کانوں میں گھونج رہے تھے۔

"تم اب۔۔۔ میرے بچے کی ماں بننے والی ہو لحاظہ اپنی فضول ضد چھوڑ دو تو بہتر ہے۔۔۔ مجھے تمہارا پیسہ نہیں چاہیے عورت" اسے دھاڑتا ہوا وہ شخص یاد آیا جو کہیں زندگیوں کی جان بننے والا تھا۔

"نہیں۔۔۔ میں اپنا ٹیلنٹ اس گھر میں ضائع نہیں ہونے دے سکتی" اس نے آنکھیں کھول کر اس اندھیرے میں ڈھوبے کمرے کو دیکھا۔ اتنے میں اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اس نے مڑ کر نہ دیکھا بس یونہی بیٹھی رہی۔

"یہ کیا ہے یار خاوند کا گھر آنے کا ٹائم ہوتا ہے تو عورتیں سارا گھر روشن کر دیتی ہیں۔۔۔ اور تم نے میرے کمرے میں ہی اندھیرا پھیلایا ہوا ہے" اس نے بورڈ پر ہاتھ مار کر ساری لائٹس آن کر دی۔ عورت کی آنکھیں چندھیا گئیں مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ وہ آدمی چل کر اس کے سامنے آیا اور کوٹ بیڈ پر پھینکا۔ وائٹ سوٹ شرٹ کے نیچے گرے پینٹ۔۔۔ بال اوپر کیے ہوئے۔۔۔ فرنچ داڑھی نفاست سے کٹی ہوئی وہ شخص ہی تو سب کچھ تھا۔۔۔

"ایسے کیوں بیٹھی ہو۔۔۔ ملازمہ نے بتایا کہ تم نے صبح سے ایک نوالہ نہیں کھایا" عورت نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"کل صبح سے مسٹر فاتح۔۔۔۔ کل صبح سے" وہ اسے جتا کر بول رہی تھی۔

"تو کیوں نہیں کھا رہی۔۔۔۔ گھر میں سب ختم ہو گیا ہے کیا ہاں" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیونکہ مجھے تمہارے بچے پیدا کرنے میں کسی قسم کا کوئی شوق نہیں ہے" فاتح نے کرب سے آنکھیں میچ کر گہرا سانس لیا جیسے خود کو ٹھنڈا کر رہا ہو۔

"رانیہ کیوں کر رہی ہو ایسا۔۔۔۔میں چاہتا ہوں تم عزت سے رہو اس چار دیواری کے اندر اور تم۔۔۔"اس کے الفاظ ٹوٹ گئے۔لہجے میں بے بسی اتر آئی۔رانیہ کھڑی ہوئی اور چل کر اس کے قریب کھڑے ہو کر اس کا چہرہ دیکھا۔"فاتح۔۔۔۔میں ہمیشہ شوبز میں رہی ہوں۔۔۔۔جسٹ لائک ایکٹرس۔۔۔۔اور تم سے شادی کے بعد میں اتنی گم نام ہو گئی ہوں جس کا کوئی حال نہیں۔۔۔۔میں اس لئے نہیں پیدا کی گئی کہ اس گھر کی چار دیواری کے اندر رہ کر تمہارے بچے پیدا کروں۔۔۔۔باہر کی دنیا میرا گھر اور میری پہچان ہے"وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہہ رہی تھی۔

فاتح نے آنکھیں سکوڑ کر اسے دیکھا اور پھر افسردگی سے سر نفی میں ہلا یا۔

"کچھ نہیں کہہ سکتا میں تمہیں۔۔۔۔تھنگ لیکن یاد رکھنا میں یہ لہجہ ڈیزرو نہیں کرتا ہوں سمجھ آئی"اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی۔

"دیکھیں مسٹر فاتح بن الیاس۔۔۔۔۔میں نے آپ کو نہیں کہا کہ مجھے یہاں رکھیں دیں مجھے طلاق اور کسی ایسی لڑکی سے شادی کریں جو دکیانوس ہو"وہ چل کر ڈریسنگ ٹیبل کے سٹول پر بیٹھی۔

"دکیانوس تو تم ہو۔۔۔۔دکیانوس ان عورتوں کو کہتے ہیں جو جہالت کے زمانے میں تھیں۔۔۔۔بے حیا نافرمان نہ کہ وہ عورتیں جو حیادار اور اپنی عزت کا خیال رکھنے والی ہوں۔۔۔سمجھ آئی بات"اس کی بات پر رانیہ کے چودہ طبق روشن ہوئے۔

"فاتح میں خدا کی قسم کچھ اور کر جاؤں گی۔۔۔۔۔میرا دماغ مزید مت خراب کرو"وہ شیرنی کی طرح چلائی۔فاتح نے گہرا سانس لیا۔

"تم کبھی بخشی نہیں جاؤ گی رانیہ اس محل میں عیش سے رہنے کے باوجود بھی تم اس قدر ناشکری ہو"وہ وارڈروب کی طرف جانے لگا۔

"لعنت بھیجتی ہوں میں اس محل کو۔۔۔۔۔ باہر تم دوپٹے کے ساتھ ساتھ چادر بھی اوڑھوا دیتے ہو۔۔۔۔یہ سب میں افورڈ نہیں کر سکتی۔۔۔۔ڈونٹ میک مائے لائف لائک ہیل" فاتح نے نفرت سے بھری نگاہ اس پر ڈالی اور زور سے وارڈروب کا دروازہ بند کر دیا۔

"سیلفش مین" اس نے زور سے ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ مارا۔

★★★★★★★

قسط نمبر: 4

ولیمے کا فنکشن ایک بڑے ہال میں تھا۔ ہر طرف روشنیاں ہی روشنیاں تھیں۔ بڑا سا سٹیج سجا یا گیا تھا جس میں پنک اور وائٹ پھولوں کی سجاوٹ تھی۔ صوبیہ اور احد اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ بہت خوشی تھی صوبیہ کے چہرے پر۔ وہ بھی چل کر صوبیہ کے پاس گئی اس سے گلے لگ کر ملی۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو صوبیہ" اس نے صوبیہ کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"شکریہ اور خود کو تو چھوڑ ہی دو تم کوئی نظر وظر کا دم کروا لینا" صوبیہ کی بات پر وہ ہنس دی۔

"جاؤ یار تمہیں جب نظر نہیں لگی تو مجھے کیوں لگے گی بھلا" اس نے آہستہ آواز میں کہا۔ دونوں ہنس دی پھر وہ سٹیج سے اتر کر نیچے آئی۔ اس کی نظریں آج بھی ایک ہی شخص کو ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ دور دور تک نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ بے دھیانی میں چل رہی تھی بلکل بے دھیان جب اچانک اس کی ٹکر ہوئی اس نے فوراً غصے سے اوپر دیکھا۔ سامنے کھڑے شخص نے جب اسے دیکھا تو دنیا کی ہر چیز دیکھنا بھول گیا۔

کسٹرڈ گرین کلر کا شرارہ نیچے ہائی ہیل۔ بالوں کو کرل کیا ہوا اور آگے سے بیک کومنگ چہرے پر لائٹ ولیمے والا میک اپ۔ ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں۔ نیلی جھیل جیسی آنکھیں جس میں سامنے کھڑا شخص ڈھوب چکا تھا۔

"آپ سن رہے ہیں یا نہیں۔۔۔" اس نے غصے سے کہا۔

"ج۔۔۔۔جی آپ ٹھیک تو ہیں" اس نے ہوش میں آتے ہی کہا۔

"توبہ ہے اس وقت سے میری کوئی بات نہیں سنی" اس نے حیرانگی سے کہا۔

"نہیں سن رہا تھا آپ شاید کچھ کہہ رہی تھی"

"ظاہری سی بات ہے کچھ کہہ ہی رہی تھی جو آپ نے نہیں سنا" اس نے آنکھیں پھیرتے ہوئے کہا۔

"ایک بات بتائیں" اس آدمی نے بڑی دلچسپی سے کہا۔

"جی پوچھیں" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"یہ آپکی ریل آئیز ہیں" اس نے جنت کی آنکھوں کو غور سے دیکھا۔

"نہیں دراصل میں نے آڈر پر منگوائی تھیں" اس کی بات پر سامنے کھڑا شخص ہنس دیا۔

"یعنی ریل ہیں"

"بلکل۔۔۔اس میں پوچھنے والی کوئی بات تھی کسی کی نقلی آنکھیں ہوتی ہیں کیا" وہ سخت غصے میں تھی اور سارا غصہ سامنے والے شخص پر نکال رہی تھی۔

"نہیں میرا مطلب تھا لینس تو نہیں ڈالے"

"اچھا لینس ڈال ہی نہ لوں میں۔۔۔ لینس" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں زبردستی کسی نے۔۔۔" وہ اتنا بول ہی رہا تھا کہ اسے سامنے سے احد آتا ہوا دیکھائی دیا۔ "ارے سفیان تو۔۔۔ بڑی بات ہے" سفیان آگے ہوا اور دونوں بغلگیر ہوئے۔ جنت نے غنیمت سمجھی اور وہاں سے نکل گئی۔

"یہاں کیا کر رہا ہے دلہا بھائی اپنی جگہ سے کیوں اٹھا" سفیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"یار وہ آرہا ہے نہ شادی پر" سفیان نے بھنویں سکیڑلیں۔

"کون آرہا ہے جو تجھے اٹھنا پڑا"

"مسٹر فاتح بن الیاس" یہ سن کر سفیان کی آنکھیں کھل گئیں۔

"کیا تو نے اسے بھی بلایا" اس نے تقریبا چلاتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کرتا اور وہ شاید آ بھی گیا ہے" باہر گاڑیوں کی آوازیں سن کر احد اور سفیان پیچھے مڑے۔ تین گاڑیاں رکی۔ سب لوگ ادھر مڑ گئے۔ اندر سے ایک گارڈ نکلا جس نے پچھلا دروازہ کھولا جنت بھی دیکھ رہی تھی بڑی رشک کی نظر سے۔ اندر سے فاتح بن الیاس نکلا۔ بلیک تھری پیس سوٹ۔ بلیک گلاسس۔ چہرے پر داڑھی اور کالے بال کھڑے کیے ہوئے۔ لمبا چوڑا قد۔ مسکراتا فخریہ پر کشش چہرہ۔ ساتھ میں ایک لڑکی بھی نکلی۔ جس نے بلیک ساڑھی پہن رکھی تھی موتیوں سے بھری ساڑھی چمک رہی تھی وہ۔ بال کندھوں سے تھوڑے نیچے جنہیں مہرون کلر کیا ہوا تھا۔ چمکتا ہوا زیور۔ یہ تھے فاتح بن الیاس اور اس کی بیوی۔۔۔۔ جنت کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ قسمت انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے شاید وہ نہیں جانتی تھی۔ فاتح اس کے قریب سے گزرا۔ اس کا سر خود ہی جھک گیا۔ فاتح کی خوشبو اس کے اندر تک سراہیت کر گئی۔

"واہ۔۔۔۔ یار" اس نے ساتھ کھڑی لڑکی کو کہا تو فاتح رک گیا۔ رانیہ بھی اس کے ساتھ رک گئی۔ فاتح نے پیچھے مڑ کر اس نیلی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا۔ جنت کی ریڑھ کی ہڈی سے سنسنی خیز لہر گزری۔ وہ بڑی نیلی آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ فاتح ہلکا سا مسکرایا اور واپس مڑ گیا۔

★★★★★★

وقت نے اپنا جشن شروع کر دیا تھا۔ چاند پورے زور و شور سے آسمان پر چمک رہا تھا۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہیں اپنا صدقہ اتار لینا" وہ ہنس دی۔ آج چودھویں کا چاند تھا۔ وہ ٹیرس پر بیٹھی چاند کو دیکھ رہی تھی۔ جب اس کے موبائل کی بیل بجی۔ اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو ان ناؤن نمبر تھا۔ اس نے کال اٹینڈ کی۔

ہزاروں کا ہجوم ہے دل کے آس پاس

دل پھر بھی دھڑکتا ہے ایک ہی نام سے

دوسری طرف سے یہ آواز آئی۔

"جج۔۔۔جی کون" جنت نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"ارے واہ اتنی جلدی بھول گئیں"

"کون۔۔۔میں آپکو نہیں جانتی" اس نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"جسکو کل آپکی نظریں ڈھونڈ رہی تھیں میں وہی ہوں۔۔۔غزوان شاہ" وہ یک دم مسکرادی۔

"ارے آپ۔۔۔میں سمجھی پتہ نہیں کون ہے"

"اچھا آپ اپنی سمجھ درست کر لیں"

"میرا نمبر کہاں سے ملا آپکو"

"نمبر ڈھونڈنا کون سا مشکل کام ہے آپ یہ بتائیں کل ولیمے پر گئیں تھیں"

"ہاں پر آپ مجھے نظر نہیں آئے کیوں نہیں آئے آپ"

"وہ دراصل میرے فرینڈ کی برتھ ڈے تھی بس اسی لیے میں نہیں آسکا"

"اوہ۔۔۔اچھا"

"شاید آپ میری منتظر تھیں ہے نہ" جنت مسکرادی۔

"ہاں تھی تو پر آپ نہیں آئے کوئی بات نہیں"

"آپ کل کیسی لگ رہی تھیں"

"مجھے کیا پتہ میں کون سا خود کو دیکھ سکتی تھی"

"میں تو دیکھ سکتا ہوں نہ آپ مجھے اپنی کوئی تصویر بھیج دیں"

"ٹھیک ہے بھیج دوں گی۔۔۔" دونوں اطراف خاموشی چھا گئی۔

"جنت۔۔۔" غزوان کے منہ سے اسے اپنا نام بہت اچھا لگا۔

www.urdunovelsmania.com

"جی۔۔"

"آپ چودھویں کا چاند دیکھ رہی ہیں" جنت نے چاند کو دیکھا۔جو کامل چمک رہا تھا۔

"جی ہاں دیکھ رہی ہوں"

"یہ آپ سے کتنا ملتا ہے نہ "اس کا دل ایک دم سے دھڑک اٹھا۔وہ خاموش ہوگئ۔

"کیا ہوا خاموش کیوں ہوگئیں"

"آپ بھی تو اسی چاند جیسے ہیں" دوسری طرف سے قہقہہ گونجا۔وہ بھی ہنس دی۔یہ اس نے کیا بول دیا تھا۔

"چلیں آپ نے کہا تو مان لیتا ہوں "اس نے ہنسی کو قابو کرتے ہوئے کہا۔

"جنت۔۔۔۔جنت "اسے اپنی امی کی آواز آئی۔

"چلیں عزوان امی بلا رہی ہیں میں چلتی ہوں"

"ٹھیک ہے جائیے اور اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ"

"آپ بھی رکھنا۔۔۔اللہ حافظ "ان دونوں نے کال کاٹ دی۔جنت نے موبائل سینے سے لگایا اور گہرا سانس لیا۔

عزوان نے سگریٹ کا کش لگایا اور ڈھیر سارا دھواں باہر نکالا۔

ایک طرف محبت تھی اور دوسری طرف انتقام۔۔۔

★★★★★★★

سب لوگ ناشتے کے ٹیبل پر براجمان تھے۔سفیان گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا۔وہ چہرہ اس کی آنکھوں سے ہٹ ہی نہ رہا تھا۔وہ آنکھیں،وہ ہونٹ،وہ چہرہ،وہ اکھڑا ہوا لہجہ سب کچھ بے حد خوبصورت حسن سچ میں بہت ظالم ہوتا ہے۔

"عالم بیٹا میں نے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے "عالم شاہ نے اپنی ماں کی طرف ادب سے دیکھا۔

"جی امی جان کہیے۔۔۔"

"اب ہم نے اپنے بڑے پوتے کی شادی کا سوچ لیا ہے" سفیان نے ایک دم سر اٹھا کر اپنی دادی کو دیکھا۔

"دادی جان شادی۔۔۔" سفیان سخت کنفیوز ہو گیا۔

"ہاں بیٹا تمہاری عمر گزر رہی ہے" زلیخہ نے سفیان کو سخت لہجے میں کہا۔

"فضیلہ تمہاری نظر میں کوئی لڑکی ہے" رحمان شاہ نے اپنی بیوی سے پوچھا۔

"جی بلکل ہے۔۔۔احد کی خالہ ساس کی بیٹی ہے شادی پر دیکھی تھی" عزوان کی بھنویں سکڑ گئیں۔اس نے سر اٹھا کر اپنی دادی کو دیکھا۔

"کون دادی وہ جنت جس نے ڈانس کیا تھا" عزوان نے ایک دم سے فاریہ کو دیکھا۔

"ہاں ہاں وہی۔۔۔کیا بچی تھی وہ آہا اس کی نیلی آنکھیں" زلیخہ نے اپنی رائے پیش کی۔

"نیلی آنکھیں۔۔۔" سفیان کو ایک پل میں وہ نیلی آنکھوں والی یاد آئی۔

"جی ہاں ہم جلد ہی اس کے گھر رشتہ لے کر جائیں گے اپنی سفیان کے لیے" عزوان نے مٹھیاں بھینچ لیں۔سفیان کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔اس نے سر اٹھا کر سفیان کر دیکھا۔

"بھائی وہی لڑکی۔۔۔جس کے ساتھ آپ نے ڈانس کیا تھا" رومیلہ نے عزوان کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔اچھا وہ ہاں وہ تو بھائی کے ساتھ سوٹ بھی کرتی ہے ہے نہ رومیلہ" عزوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں کرتی تو ہے پر آپ۔۔۔۔"

"کیا ہو گیا ہے رومیلہ میں۔۔۔نے تو ایسے ہی اس کے ساتھ ڈانس کیا تھا اس کا یہ مطلب نہیں کہ۔۔۔" وہ خاموش ہو گیا۔

"ٹھیک ہے پھر سفیان کا رشتہ طے ہو گا فاتح بن الیاس کی میٹنگ کے بعد کب ہے بیٹا اس کی میٹنگ" عالم شاہ نے اپنی رائے پیش کی۔

"پتہ نہیں۔۔۔وکرم کب ہے میٹنگ" اس نے کھانا کھاتے وکرم کو دیکھا۔

"وہ میٹنگ تو تین ماہ بعد ہے"

"ٹھیک ہے تین ماہ بعد فوراً سفیان کی شادی ہو گی انشااللہ "فضیلہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔عزوان کا موبائیل بجا۔

"ایکسکیوزمی "اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہاں سے نکلا۔سفیان نے گہرا سانس لیا۔اس نے جو چاہا وہ اسے ایک پل میں مل گیا مگر ایک دیوار تھی ایک طوفان تھا جو ان کی زندگیوں میں تھا اور وہ طوفان اس کا اپنا بیٹے جیسا بھائی تھا۔

★★★★★★★

وہ کچن میں برتن دھو رہی تھی۔جب اس کا موبائیل بجا۔اس نے کال اٹینڈ کی۔ساتھ ہی فضا بیگم کھڑی تھیں۔اس نے موبائیل کان کے ساتھ لگایا۔

"ہاں ہیلو "اس نے فضا کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہائے جنت کیسی ہو۔۔۔"عزوان نے آئسکریم کھاتے ہوئے کہا۔

"ام۔۔۔رابیہ میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں تھوڑی مصروف ہوں "عزوان نے موبائیل پر نظر ڈالی کہیں نمبر تو غلط نہیں۔

"جنت رابیہ نہیں ہوں۔۔۔۔عزوان ہوں "جنت نے اپنی ماں کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہیں امی ابھی میرے پاس ہی کھڑی ہیں "عزوان سمجھ گیا کہ معاملہ کیا ہے۔

"اوہ۔۔۔اچھا جی تو یہ بات ہے چلو میں ویٹ کرتا ہوں "یہ کہہ کر عزوان نے کال بند کر دی۔جنت نے شکر کے کلمے پڑھے۔

"یہ سچ میں رابیہ ہی تھی یا۔۔۔۔"فضا بیگم نے شکیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں امی رابیہ ہی تھی آپ خود دیکھ لیں "اس نے موبائیل فضا کی طرف بڑھایا۔

"ارے میں کیا دیکھوں۔۔۔پتہ ہے پڑھنا جو نہیں آتا "فضا بیگم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے امی آپ کیوں شک کرتی ہیں آپکو اپنی جنت پر یقین نہیں۔۔۔"اس نے مکھن لگاتے ہوئے کہا۔

"ذرہ برابر بھی نہیں ہے یقین بس ایک بار شادی ہو تو میرا بھی فرض ادا ہو" جنت نے ایک نظر سبزی کاٹتی ماں کو دیکھا۔

"ارے واہ امی اتنی تنگ ہیں آپ مجھ سے"

"تنگ ہی تو ہوں۔۔۔ تئیس سال کی ہوگئی ہو اور اب تک گھر میں ہی ہو۔۔۔۔وہ صوبیہ کو دیکھا ہے کتنی اچھی جگہ شادی ہوگئی اس کی ماشااللہ اللہ نصیب اچھے کرے اس کے"

"اتر جائے گا بوجھ فکر نہ کریں جو قسمت میں ہوگا وہ مل کر رہے گا" اس نے آخری برتن دھویا اور کمرے میں چلی گئی۔ اسے اپنی ماں کا یوں تنگ ہونا بہت برا لگا بس اس نے اب فیصلہ کر لیا کہ وہ غزوان سے بات کرے گی۔

★★★★★★★

قسط نمبر: 5

کلب میں خوب دھوم دھام تھی۔ شراب کی سرائیاں کھول دی گئیں تھی۔ ہر طرف ناچتے ہوئے لڑکے اور لڑکیاں نظر آرہے تھے۔ وہ بھی انہیں میں ایک طرف ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ سرخ شراب کا گلاس ہاتھ میں تھا۔ گانوں کا شور ہر طرف تھا۔ جب ہی ایک لڑکی چلتی ہوئی آئی۔ اس کا لباس انتہائی تنگ اور چست تھا۔

"ہائے غزوان۔۔۔" غزوان نے اپنا نام سن کر اوپر دیکھا تو خود کو قابو کیا۔

"ارے الینہ تم۔۔۔" شراب کا نشہ اسے اتنی آسانی سے نہ چڑھتا تھا۔

"واہ غزوان یونیوسٹی چھوڑ کر یہ حرکتیں شروع کر دی تم نے" الینہ نے شراب کے گلاس کو حقارت سے دیکھا۔

"تو کیا پڑھائی مکمل جو کر لی تھی میں نے" غزوان نے شراب کا گلاس دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں پڑھائی تو ختم ہوگئی اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان نشے شروع کر دے کوئی بزنس وغیرہ کرو اپنے بھائی کی طرح"

"لگتا ہے تمہیں میرا بھائی کافی پسند ہے ہے نہ" الینہ مسکرا دی۔

"وہ کسے نہیں پسند خیر تم یہ بتاؤ شادی وادی کا پلین نہیں"

"نہیں یار سب سے پہلے بھائی کی ہوگی اور اس کے بعد ہی گھر والے مجھے دیکھیں گے" الینہ نے سر ہلا دیا۔

"اوکے رائٹ میں چلتی ہوں" یہ کہہ کر وہ چلی گئی دروازے پر پہنچی تو گارڈز نے خود ہی دروازہ کھولا۔ یہ اہتمام اس کے لیے تو نہیں تھا۔ سامنے سے سفیان کو آتا دیکھ کر تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ سفیان سخت غصے میں تھا۔ الینہ راستے سے ہٹ گئی۔

"ارے یہ کیا نارمل ڈوز دے رہے ہو اسے ہائی کرو" غزوان نے گلاس زور سے رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تاکہ جناب نشے میں دھت ہو کر اوروں کی طرح بے غیرتیاں کریں" سفیان کی آواز سن کر تو غزوان کے رنگ ہی اڑ گئے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ سفیان پاکٹس میں ہاتھ ڈالے غصے سے کھڑا تھا۔

"وہ۔۔۔ بھائی آپ یہاں کیسے" اس نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"فاتح کے گھر سے اسی لیے جلدی بھاگ رہے تھے ہے نہ"

"نہیں بھائی وہ میں دوستوں۔۔۔"

"بکواس بند رکھو۔۔۔ یہ کوئی جگہ ہے آنے والی شرم حیا تو ان لڑکیوں کو چھو کر بھی نہیں گزری۔۔۔" یہ کہہ کر اس کی نظر الینہ پر پڑی۔ "سنو ایسے لباس سے بہتر تھا تم لباس ہی نہ پہنتی" الینہ کے تو حواس ہی اڑ گئے اس نے اپنے لباس کو دیکھا جو اس کی نظر میں ٹھیک تھا۔

"غزوان میں گھر جا رہا ہوں۔۔۔ اگر تم مجھے گھر نہ ملے تو اچھا نہیں ہوگا سمجھے" یہ کہہ کر سفیان جانے لگا۔

"ہیلو مسٹر میری ذرا بات سنیں" الینہ اپنی ذلالت برداشت نہ کر سکی۔ سفیان پیچھے مڑا۔

"بولو۔۔۔"

"اگر تمہیں اس جگہ سے کوئی تکلیف ہے تو تمہیں کسی نے یہاں آنے کی دعوت نہیں دی تھی سمجھے۔۔۔ اور رہی بات میرے لباس کی تو تمہاری پسند نہ پسند کو میں تھوکتی بھی نہیں ہوں۔۔۔ جو میرا دل کرے گا میں وہی پہنوں گی میرے دوست کے بھائی ہو اسی لیے معاف کر دیا کوئی اور ہوتا تو میں اس کی زبان کھینچ لیتی۔۔۔ گھر کی عورتوں

پر تو حکم چلتے نہیں آیا مجھ پر انگلی اٹھانے والا بکواس انسان ہو تم ایک نمبر کے بھری محفل میں کوئی کسی کو ایسے کہتا ہاں "الینہ نے ایک سے دوسری بات کسی کی نہ سنی اور وہاں سے جانے لگی۔

"سنو ایسے ممی ڈیڈی لوگوں کو کلب میں مت آنے دیا کرو "اس نے گارڈ کو غصے سے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

سفیان نے عزوان کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔سفیان نے سر ہلایا اور وہاں سے چلا گیا۔

"واہ الینہ میرے لیے مصیبت بنا کر چلی گئی "اس نے یہ کہا اور کلب کا بل پے کر کے وہ بھی گھر کی طرف چلا گیا۔

★★★★★★★

وہ گھر پہنچا ہی تھا جب اسے معلوم ہو گیا کہ آج اس کی خیر نہیں ہے۔وہ چپ چاپ اندر داخل ہوا تو سامنے ہی اسے سفیان کی پشت نظر آئی۔وہ پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔وہ ان کے قریب آیا۔عالم شاہ کبھی عزوان کو دیکھ رہے تھے اور کبھی سفیان کو۔سفیان نے کچھ محسوس ہونے پر پیچھے دیکھا۔

"آ گئے موصوف ہاں؟"اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"بھائی وہ۔۔۔ میں تو ایسے ہی گیا تھا۔۔۔ان سب سے دور تھا میں "اس نے ایسے انداز میں بولا جیسے بچہ غلطی پکڑے جانے پر بولتا ہے۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔۔ میرے سامنے تم شراب پی رہے تھے اور کہتے ہو ان سے دور تھا۔۔۔۔ پچھلی بار بھی میں نے تمہیں موقع دیا تھا یاد ہے نہ "سفیان نے اونچی آواز میں کہا۔شراب کا نام سن کر عالم شاہ کے اعصاب تن گئے۔زلیخہ کا تو منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"بھائی۔۔۔ شراب کب پی رہا تھا وہ تو جوس۔۔۔"

"بکواس بند رکھو عزوان میرے سامنے جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہے ہو شرم آنی چاہیے تمہیں۔۔۔ آج تک دیکھی بھی نہیں ہے ہم نے شراب اور تم ہو کہ پیے جا رہے ہو پانی کی طرح "سب لوگ ایسے خاموش تھے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔عزوان نے سر جھکا لیا۔عالم شاہ کھڑا ہوا اور اس کے قریب آیا۔ایک زوردار مردانہ تھپڑ کی آواز

پورے لاؤنج میں گھونجی۔"عالم صاحب یہ کیا کر رہے ہیں آپ" زلیخہ ایک دم تڑپ اٹھی۔غزوان کا تو منہ ہی پھر گیا۔

"پیچھے رہو تم۔۔۔سب تمہاری ہی دی ہوئی تربیت ہے منع کر تا تھا تمہیں میں کہ نہ گھومنے دو اس علی کے ساتھ لیکن نہیں دوست ہی تو تھا وہ۔۔۔شراب پی کر آیا ہے تمہارا لاڈلا۔۔۔میرا بس چلے تو گلا ہی دبھا دوں میں اس کا"غزوان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔اس نے سفیان کو دیکھا جواب بھی غزوان کو ہی غصے سے دیکھ رہا تھا مطلب آج اسے بیٹے جیسا بھائی یاد نہیں آرہا تھا۔

"ارے تو کیا ہوا شراب ہی تو تھی نہ کوئی زہر تو نہیں تھی جو یوں میرے بچے کو مار دیا آپ نے" زلیخہ نے غزوان کا گال سہلاتے ہوئے کہا۔

"خاتون اپنی حد میں رہو۔۔۔بیٹا ہے یہ میرا اس کا اچھا برا جانتا ہوں۔۔۔زہر کھالو تو انسان مرجاتا ہو لیکن شراب پی کر انسان جیتے جی مرجاتا ہے۔۔۔۔کوئی شوقیہ میں نے نہیں مارا اس کو" عالم شاہ نے غصے کو قابو کرتے ہوئے کہا۔

"اور تم۔۔۔۔اگر اس کے بعد کبھی ان واحیات جگھوں کے قریب بھی بھٹکے نا تو پھر بھول جاؤں گا کہ تم میرے بیٹے ہو اور میں تمہارا باپ۔۔۔۔ سمجھ آئی تمہیں" غزوان نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں وہ خاموش تھا۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں لڑکے سمجھ آئی یا نہیں" عالم شاہ دھاڑا۔رومیلہ تو ایک دم سے ٹھٹھک ہی گئی۔

"جج۔۔۔جی بابا سمجھ گیا" عالم شاہ نے سر ہلایا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔غزوان نے ایک نظر سفیان کو دیکھا اور آنکھیں پھیر کر وہاں سے چلا گیا۔

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ انہیں آکر بتاؤ" زلیخہ اب سفیان کو جھڑک رہی تھی۔

"ہاں تو ماما میں کیا کرتا اس نے میری تو سننی نہیں تھی"

"پڑ گیا اس بیچارے کو تھپڑ خوش ہو جاؤ تم بھی" انہوں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماما لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے" اسنے موبائیل نکالتے ہوئے کہا اور صوفے بیٹھ کر موبائیل استعمال کرنا شروع ہوگیا۔۔۔۔ زلیخہ نے نہ میں سرہلایا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

★★★★★★★

بارش کا خوبصورت موسم تھا۔ وہ سکول سے واپس آرہی تھی۔ آج سائرہ سکول نہ گئی تھی۔ جب راستے میں ایک گاڑی آئی وہ پہچان گئی کہ یہ اس شخص کہ گاڑی ہے جس کو اس نے اپنا سب کچھ دے دیا تھا۔ جس پر وہ آنکھیں بند کر کے یقین کرتی تھی۔ غزوان نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔

"ارے تم کیا اتفاق ہے" غزوان نے آگے ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں۔۔۔" اسے کوئی بات ہی یاد نہیں آرہی تھی۔

"چلو آؤ میں نے تمہیں کچھ دیکھانا ہے" غزوان کی بات پر اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

"نہیں میں ایسے کیسے۔۔۔"

"اٹس او کے جنت آؤ تو صحیح۔۔۔۔ تمہیں پتہ چلے آج کیا دن ہے"

"کیا دن ہے آج تو منگل۔۔۔" اس نے حیرانگی سے کہا۔

"واقع ہی تمہاری زندگی کا سب سے خوبصورت منگل ہے آج آجاؤ شاباش" غزوان کی بات سن کر اس نے انکار نہ کیا اور گاڑی کی دوسری سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"یہ ہوئی نہ پیاری جنت والی بات" وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے جب کچھ دیر کے بعد غزوان نے گاڑی ایک بڑے سے گودام کے باہر روکی۔

"یہ کہاں۔۔۔۔" جنت نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"اکم آن ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے چلو" اس نے دروازہ کھولا جنت گاڑی سے اتری اور وہ دونوں گودام کے اندر داخل ہوئے۔اچانک پیچھے سے گودام کا دروازہ بند ہوگیا۔گودام میں گپ اندھیرا چھا گیا۔جنت ڈر گئی۔اسے عزوان بھی نظر نہ آیا وہ بھی غائب ہوگیا۔

"عز۔۔عزوان کہاں ہیں آپ" اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہاں لے آئے آپ مجھے۔۔۔۔عزوان پلیز ایسے مت کریں" اس نے روندی آواز میں کہا۔اس نے جونہی اپنا موبائیل آن کیا۔اتنی تیزی سے روشنی پھیل گئی کہ جنت کی آنکھیں چندھیاں گئیں۔سامنے اسے بڑا سا کوئی بورڈ دیکھائی دیا جس پر سرخ کپڑا تھا۔اسے سائیڈ سے عزوان آتا ہوا نظر آیا۔

"میرے ساتھ آؤ جنت۔۔۔"اس نے جنت کا ہاتھ پکڑا اور اسے ایک دائرے میں کھڑا کیا۔"یہیں رکو۔۔۔"اور چل کر اس بڑے سے بورڈ کے سامنے گیا اور اس کا کپڑا پکڑا۔

"آر یو ریڈی۔۔۔"جنت بنا پلک جھپکائے اس بورڈ کو دیکھ رہی تھی۔جب عزوان نے تیزی سے سرخ کپڑا کھینچ کر نیچے کیا اور جنت کو یوں لگا کہ اس کی زندگی وہیں رک جائے گی۔وہ آنکھیں جھپکانا بھول گئی۔اس کی نیلی آنکھیں نم ہو گئیں۔وہ جنت کی تصویر تھی۔جس میں وہ نیچے دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی اور اس کے نیچے لکھے لفظ پڑھ کر جنت نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

(Dear janat I love you so much)

عزوان چل کر اس کے پاس آیا اور گھٹنا ٹکا کر اس کے سامنے بیٹھا۔

"جنت جب سے تمہیں دیکھا ہے۔۔۔۔زندگی کا ہر مقصد صرف تم لگنے لگی ہو۔۔۔عجیب احساس ہے جو اندر تک پھیل گیا ہے شاید اسی احساس کو محبت کہتے ہیں۔۔۔۔تو سن لو سید عزوان شاہ تم سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔۔۔اور آج تم سے تمہارا ہاتھ مانگتا ہے۔۔۔۔بولو جنت کیا تم مجھ سے شادی کروگی" جنت کا تو سانس بھی رک گیا۔اس نے جس پر یقین کیا تھا۔وہ بھی اس سے محبت کرتا تھا۔وہ مسکرا دی اور سر ہلایا۔ایک دم سے اوپر

سے گلاب کی پتیاں گرنے لگیں اور فرش روشن ہوا جب اس نے غور سے دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ وہ ایک دل کے اندر کھڑی تھی۔ چاروں اطراف سے شعلے اٹھنے لگے۔

"میں تم شادی کروں گی غزوان اور میں بھی تم سے بے حد محبت کرتی ہوں" غزوان مسکرا دیا اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی۔

یہ دن جنت کی زندگی کا سب سے خوبصورت دن تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کوئی اس سے اتنی محبت بھی کرے گا۔ اس نے اپنا تمام یقین ایک ایسے انسان کو دے دیا جو جانور زیادہ انسان کم تھا۔۔۔۔

★★★★★★★

وہ جب گھر پہنچی تو بغیر کسی کو جواب دیے کمرے میں چلی گئی۔ اس نے خود کو شیشے میں دیکھا۔ اسے وہ ایک ایک لفظ یاد آئے جو غزوان نے اسے کہے تھے۔ وہ اونچا اونچا چیخنے لگی۔ باہر بارش ہو رہی تھی۔ خوبصورت بوندیں تھیں وہ۔

غزوان گاڑی میں بیٹھا تھا۔ ایک ماہ سے وہ اس دن کے انتظار میں تھا اور آج غزوان شاہ نے اپنی محبت کا اظہار کر ہی دیا تھا۔ اسے جنت کا وہ مسکراتا ہوا چہرہ یاد آیا وہ بھی مسکرا دیا۔

سفیان شاہ کھڑکی میں کھڑا اس بارش کی بوندوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسے یوں لگا جیسے وہ چہرہ وہ نیلی آنکھیں اس کے سامنے کھڑی ہیں۔ وہ ایک پل بھی خود کو نارمل نہ کر پایا۔ وہ بہت خوش تھا بس اب اسے جنت کو حاصل کرنا تھا۔

آج فاتح بن الیاس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی جب ڈاکٹرز نے اسے ننھی سی کلی لا کر دی۔ ہاں فاتح کی بیٹی ہوئی تھی۔ فاتح کی ماہی۔۔۔۔ مگر ایک ہی پل میں اس کی تمام خوشی مٹی میں مل گئی تھی جب اسے پتہ چلا تھا کہ اس کی جان سے پیاری بیوی اس بچی کو پیدا کرتے ہی دنیا سے کوچ کر گئی۔

کہانی تو خدا نے لکھی تھی قسمت تو اس نے لکھی تھی۔ اب جس کو وہ جیسے رکھے جس کے ساتھ رکھے اس کے فیصلوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ جہانوں کا زبردست مالک ہے۔ جس نے اس کی بنائی ہوئی قسمت پر یقین رکھا وہ اپنی زندگی

میں اتنا کامیاب ہوا کہ اسے خود بھی یقین نہ ہوا اور جس نے خود کو قسمت بنانے والا سمجھا اسے خدا نے عرش سے اٹھا کر فرش پر گرا یا یوں کہ اس کی کمر بھی ٹوٹ گئی۔

★★★★★★

سب مرد بیٹھے تھے۔ جب سفیان کمرے سے تیار نکلا۔

"ڈیڈ غزوان کہاں ہے؟" سفیان نے جلدی جلدی میں کہا۔ اتنے میں وکرم بھی تیار ہو کر کمرے سے نکلا۔

"وہ تو اپنے کمرے میں ہے تم دونوں کہاں جا رہے ہو" فارس نے ان دونوں کو یوں جلدی جلدی میں جاتے دیکھا۔

"وہ ڈیڈ۔۔۔فاتح سر کی وائف کی ڈیتھ ہو گئی ہے وہیں جا رہے ہیں"

"کیا فاتح کی بیوی وہ جو شادی پر آئی تھی۔" احمد نے حیرانگی سے کہا۔

"ہاں جی وہی۔۔۔آپ لوگوں میں سے بھی کسی کو جانا چاہیے" سفیان نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"غزوان۔۔۔۔غزوان اب چلو بھی جلدی کرو" سفیان نے اونچی آواز میں کہا۔

"بس آ گیا بھائی۔۔۔" وہ جلدی سے کمرے سے باہر آیا۔ تینوں نے سفید قمیض شلوار پہنی ہوئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ تینوں فاتح کے محل میں پہنچ گئے۔ غزوان لوگوں کے گھر کو تر پل کرو تب جا کر فاتح کے گھر کے برابر تھا۔ مگر آج اس گھر کی رونق چلی گئی تھی۔ اس دنیا میں اپنی ایک نشانی چھوڑ کر۔

"فاتح ہمیں بہت افسوس ہے تمہاری وائف کا" سفیان نے دل آزاری کی۔

"یہ تو قسمت میں لکھا تھا سفیان۔۔۔۔اسی نے بھیجا رانیہ کو اور اسی نے واپس لے بھی لیا بھلا اپنی چیز کوئی مستقل دے سکتا ہے" اس نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"سر گھر کی رونق عورت ہوتی ہے چاہے وہ جتنا ہی بڑا گھر ہی کیوں نہ ہو ایک عورت پورے گھر کی رونق ہوتی ہے۔۔۔آپ اور آپکی بیٹی کو عورت کی سخت ضرورت ہے سر" وکرم نے بھی سفیان کے انداز میں کہا۔

"میری قسمت میں جو لکھی تھی وہ مجھے ملی۔۔۔اور اب چلی بھی گئی میں کچھ نہیں کر سکتا" غزوان نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہر چیز قسمت نہیں ہوتی اپنی حق کی کچھ چیزیں چھیننی بھی پڑتی ہیں اگر قسمت کی بات ہوتی تو لوگ محنت کیوں کرتے" غزوان کی بات پر فاتح مسکرا دیا۔

"ہر مرد کی قسمت میں عورت ہوتی ہے اگر میری قسمت میں دوسری عورت ہوئی تو اسے دنیا کا کوئی مرد نہیں چھین سکے گا یاد رکھنا غزوان شاہ تم ابھی بہت چھوٹے ہو قسمت کے کھیل نہیں جانتے" غزوان نے سر ہلا دیا اور فاتح کی قسمت میں تو دوسری عورت لکھ دی گئی تھی جو اسے جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔۔۔۔

★★★★★★★

قسط نمبر:6

وہ ناشتہ کر رہا تھا۔جب اسے بچی کے رونے کی آواز آئی۔اس نے گہرا سانس لیا۔ایک نظر اٹھا کر ٹیبل کو دیکھا۔وہ اتنے بڑے ٹیبل پر اکیلا بیٹھا تھا۔اگر آج رانیہ ہوتی تو دوڑ کر اپنی بچی کے پاس جاتی۔آہستہ آہستہ بچی کے رونے کی آواز بند ہو گئی۔اس نے دل ہی دل میں شکر کے کلمے پڑے۔وہ کھانا کھا کر اب نیپکین سے ہاتھ صاف کر رہا تھا جب اس کا موبائیل بجا۔اس نے کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو۔۔۔کونسی۔۔۔۔نہیں ابھی نہیں دیکھی۔۔۔۔ہاں راحت نے کہا تھا وہ ریڈ کر دے گی۔۔۔۔۔کر لی چلو صحیح ہے۔۔۔۔۔۔۔میرے سائن کے بغیر سفیان کو مت دینا۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔۔بس میں پہنچتا ہوں پندرہ منٹ تک۔۔۔۔۔ٹھیک ہے" یہ گفتگو کر کے اس نے موبائیل پاکٹ میں رکھا اور اپنی گاڑی کے پاس گیا۔

"اسلم آج میں خود جاؤں گا چابی دے دو" فاتح نے اپنے ڈرائیور کے پاس آتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب" اس نے پاکٹ سے چابی نکال کر فاتح کو دی۔وہ اپنی بڑی کالی گاڑی نکال کر سڑک کا سینہ چیرنے لگا۔وہ آفس سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا جب سرخ اشارے کی وجہ سے اسے رکنا پڑا۔وہ اب ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

جب نظر بلیک فراری پر پڑی۔اس میں جو آدمی بیٹھا تھا اسے تو وہ پہچان چکا تھا۔اس کے ساتھ لڑکی بھی تھی جو ہنس کر اس آدمی کو کچھ کہہ رہی تھی۔وہ اسے دیکھنے لگا۔اب اس لڑکی نے ایک چپس ٹائپ چیز اس لڑکے کے منہ میں ڈالی اور ساتھ میں اشارے کر کے اسے کچھ بتا بھی رہی تھی۔کتنی پیاری لگ رہی تھی وہ۔گال اس کے ہنس ہنس کر لال ہو گئے تھے۔فاتح مسکرا دیا۔عورت چاہے جو بھی ہو رونق ہی ہوتی ہے۔ہزار مردوں میں ایک عورت ان ہزاروں کا سہارا ہوتی ہے۔اس کی ہنستی چہچہاتی آواز کے بغیر بڑے بڑے محل بھی بے رونق ہوتے ہیں۔اس کی ماں تا کے بغیر بڑے بڑے بزنس مین بھی نہ مکمل ہوتے ہیں۔اس کی محبت سے سخت سے سخت مرد کو بھی موم ہو جاتے ہیں۔ اللہ نے تو خود کہہ دیا کہ جب وہ انسان بہت خوش ہوتا ہے تو اسے بیٹی دیتا ہے۔

فاتح یہ سوچ رہا تھا اور اس ہنستی ہوئی جنت کو دیکھ رہا تھا۔جو غزوان کے ساتھ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔تب ہی اسے ہارن کی آواز آئی۔وہ ایک دم ہوش میں آیا اور گاڑی سٹارٹ کی۔غزوان لوگوں کی گاڑی آگے نکل گئی تھی۔

فاتح نے بھی گاڑی کا رخ اپنے آفس کی طرف کر لیا۔

اور وہ کیا جانتا تھا کہ اس کی قسمت کے پنوں میں خدا نے کیا لکھ دیا ہے وہ تو بس اس کا صبر دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

★★★★★★★

وہ دونوں کراچی کے ساحل پر بیٹھے ہوئے تھے۔تیز ہوا ہر طرف چل رہی تھی۔جنت کے بال بار بار ہوا میں اڑ رہے تھے۔وہ دونوں گاڑی کے سامنے والی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔سوا ماہ چکا تھا۔جب پہلی بار ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ کتنا خوبصورت سفر تھا یہ جنت کے لیے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسے غزوان جیسا انسان ملے گا۔جو اس کے دل کو پڑھ لیتا تھا۔جو اسے بلکل بور نہیں ہونے دیتا تھا۔جنت نے تو اپنا سب کچھ اسے دے دیا تھا۔یقین، محبت، جزبات، احساسات اور اب عزت کی باری تھی۔

جنت نے گہرا سانس لیا۔

"کیا ہوا تھک گئی ہو" غزوان نے جنت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں تو بس کچھ سوچ رہی تھی" اس نے رسان سے کہا۔

""""کیا۔۔۔"""""

"کہ شاید دنیا کی سب سے خوشنصیب لڑکی میں ہوں"

"اور ایسا کیوں سوچتی ہو" جنت نے عزوان کو دیکھا۔اس کے بال بھی ہوا کی وجہ سے اڑ رہے تھے۔جنت نے عزوان نے کندھے پر سر رکھا۔

"کیونکہ مجھے سید عزوان شاہ مل گیا ہے۔۔۔ جس سے میں اپنی جان سے زیادہ محبت کرتی ہوں۔۔۔آنکھیں بند کر کے یقین کرتی ہوں" عزوان مسکرا دیا اور ہاتھ بڑھا کر جنت کا ہاتھ پکڑا۔

"جنت۔۔۔زندگی کا کیا پتہ ہے کیسے کیسے دورا ہے پر لے جائے ہمیں پر تم وعدہ کرو کہ تم میرا ہاتھ کسی بھی مشکل میں نہیں چھوڑو گی" جنت نے سر اٹھا کر عزوان کو دیکھا۔

"کٹ کے مر جائے گی جنت مگر بے وفائی نہیں کرے گی۔۔۔" عزوان نے سر جھکا لیا۔

"عزوان میری امی میری شادی کہیں اور کروا دیں گی آپ پلیز اپنے گھر والوں سے بات کریں نہ" اس کی بات سن کر عزوان کی آنکھیں ہی کھل گئیں۔

"ہاں۔۔۔ میں نے بھی سوچا تھا۔۔۔آج یا کل ضرور کروں گا" اس نے بلکل جھوٹا بہانا بنا یا۔جنت مسکرا دی اور سمندر کو دیکھا.

"اف کتنا خوفناک ہے نہ یہ" اس کی بات پر عزوان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا۔۔۔؟؟؟"

"یہ سمندر۔۔۔لوگ اس کے اندر کیسے جاتے ہیں" عزوان اس کی بات پر ہنس دیا۔

"اچھا چلو میں بتاتا ہوں کیسے جاتے ہیں" وہ گاڑی سے نیچے اترا اور سمندر کی طرف گیا۔جنت بھی اتری۔

"نہیں۔۔۔ نہیں عزوان وہاں پلیز۔۔۔واپس آجاؤ پلیز" وہ اس منتیں کرنے لگی۔

"جسٹ کول۔۔۔کچھ بھی نہیں ہوگا آؤ میرے ساتھ آؤ" اس نے جنت کے دونوں ہاتھ پکڑے۔

"نہیں عزوان میں نہیں جاتی میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔ پلیز میں نہیں جاتی" عزوان نے اس کی ایک نہ سنی اور اسے سمندر کے تھوڑا سا اندر لے کر گیا۔ پانی جنت کے گھٹنوں کے تھوڑا سا نیچے تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔

"جنت آنکھیں کھولو۔۔۔۔ جلدی سے کھولو شاباش" جنت نے جب آنکھیں کھول کر دیکھا تو چیخ مار کر عزوان کے بازوؤں کو زور سے پکڑ لیا۔

"دیکھا کچھ نہیں ہوتا"

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے عزوان پلیز باہر چلتے ہیں نہ۔۔۔۔ مجھے باہر لے جاؤ پلیز" وہ بلکل بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ بلکل بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ عزوان اسے دیکھ کر ہنس دیا۔

""ارے اتنا کیوں رو رہی ہو سمندر تمہیں کھینچے گا تو نہیں" عزوان نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے باہر لے جاؤ نہ پلیز۔۔۔" اس نے عزوان کی شرٹ پکڑ لی اور رونا شروع ہو گئی۔

"اچھا چلو پاگل لڑکی" عزوان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے باہر لے گیا۔ جنت کی سانس میں سانس آئی۔ اس نے اپنے آنسوں پونچھے۔

"پاگل اتنا بھی کوئی ڈرتا ہے۔۔۔" عزوان نے اپنی پینٹ کے پائنچے نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں ڈرتی ہوں۔۔۔ اب چلتے ہیں گھر دیر ہو گئی ہے بہت" وہ گاڑی کی طرف بھڑی۔

"ہاں چلو۔۔۔ مجھے بھی آفس جانا ہے" وہ بھی گاڑی کے پاس گیا اور دونوں سمندر میں ایک یاد چھوڑ کر چل دیے۔

★★★★★★★

سفیان نے فائل سائیڈ پر رکھی اور رسان سے سانس لے کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے پھر وہ زمین میں تم سے خرید لوں گا" سفیان نے پین اٹھایا۔ فاتح نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے تم سے یہی امید تھی سفیان" سفیان مسکرا دیا۔

"تم مجھ سے امیدیں مت باندھو فاتح۔۔۔امیدیں ٹوٹ بھی جایا کرتی ہیں "اس نے فائل پر سائن کیے۔

"سفیان شاہ۔۔۔وہ یقین ہوتا ہے جو ٹوٹ جائے تو دکھ ہوتا ہے۔۔۔۔جن پر امید ہوان سے ٹوٹنے کی امید بھی ہوتی ہے "سفیان نے ہنستے ہوئے سر ہلایا۔

"ویل یو ناؤ واٹ فاتح یو آر دا بیسٹ ڈائیلاگر "وہ زخمی سا ہنسا اور کھڑا ہو کر کھڑکی کے سامنے گیا۔

"زندگی جب آپ کو تھکا دے نا سفیان تو آپ کے الفاظ اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ لوگوں کو وہ ڈائیلاگ لگتے ہیں" اس نے دور کسی کو سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا واقع۔۔۔پر فاتح تمہیں کیا دکھ ملے ہیں جو ایسے بولتے رہتے ہو"فاتح نے مڑ کر سفیان کر دیکھا۔جو کرسی سے ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں اپنے دکھ اپنے اندر چھپاتا ہوں سفیان۔۔۔جو تمہیں نظر نہیں آئیں گے"

"اندر چھپا چھپا کر ہی ایسے الفاظ بولتے ہو مجھے بتاؤ کیا ہوا تمہارے ساتھ "فاتح نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا اور انہیں کھولا جو مسکرا رہی تھیں۔"بہت لڑا تھا میں اسے حاصل کرنے کے لیے۔۔۔وقت سے والدین سے سسرال سے خود سے اور اس سے بھی۔۔۔اور جانتے ہو سفیان میں نے اسے حاصل کر بھی لیا تھا۔۔۔بے انتہا محبت کرتا تھا میں اس سے پر وہ مجھ سے خفا رہتی تھی کیونکہ وہ ہمیشہ سے کسی اور کو پسند کرتی تھی۔۔۔اور جب اسے مجھ سے محبت ہوئی تو ایک غلط فہمی کی وجہ سے میں نے اسے اتنے زور کا تھپڑ مارا یہ سوچے بنا کہ وہ امید سے ہے اور وہ تڑپتی رہی اتنا تڑپی درد سے کہ اس کی چیخیں آج بھی مجھے سنائی دیتی ہیں اور آخر مرنے سے پہلے اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھ سے محبت کرنے لگی تھی۔۔۔۔میرے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی تھی اور مرگئی میری باہوں میں میرے سامنے اس کی آسانس نکل رہی تھی اس کی روح قبض کی جا رہی تھی۔۔۔۔میں نے مار دیا اسے کاش میں اس کی باتیں برداشت کر لیتا۔۔۔"""اس نے آنکھیں بند کر کے سر جھکا لیا۔سفیان اپنی جگہ سے اٹھا اور چل کر فاتح کے پاس آیا۔

"""""فاتح۔۔۔جو ہوا سو ہوگیا۔۔۔تمہارا تھپڑ اس کی موت نہیں تھی اس کی تقدیر میں ایسے ہی موت لکھ دی گئی تھی۔۔۔اور جانتے ہو وہ تو شہید ہوئی ہے۔۔۔کیونکہ پیٹ کے درد سے مرنے والے شہید ہی ہوتے ہیں۔۔۔تمہیں دکھ کرنے کی ضرورت نہیں جنت میں تمہیں وہی ملے گی میرا وعدہ ہے بس اب آگے بڑھو اور یوں دکھی مت ہوا کرو۔۔۔۔تم فاتح بن الیاس ہو اور فاتح بن الیاس کو خدا نے ایک خاص مقصد کے لیے بھیجا ہے اسے تلاش کرو کامیابیوں نے تو پہلے ہی تمہارے قدم چوم لیے ہیں"""""سفیان کی بات نے فاتح کے سفیان کی بات نے فاتح کے دل میں خوب اثر کیا۔

"""""شکریہ سفیان۔۔۔مجھے خوشی ہے کہ تم میرے ہمدرد ہو"""""سفیان نے سر ہلا دیا۔

"""""چلو اب کچھ پینا چاہیے۔۔۔۔بتاؤ کیا پیو گے چائے یا کافی"""""سفیان نے فاتح کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"""""چائے منگوا دو۔۔۔"""""

"""""ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا تم چائے کے عاشق ہو"""""فاتح مسکرا دیا۔سفیان نے انٹرکوم اٹھاتے ہوئے کہا۔

سفیان کو کیا پتہ تھا کہ خدا نے اس کو کس مقصد کے لیے بھیجا ہے۔۔۔اگر جان لیتا تو کبھی اس کی ہمدردی نہ کرتا۔

★★★★★★★

وہ موبائل پر بیٹھی لگاتار کسی سے میسیجز پر باتیں کر رہی تھی۔جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سائرہ ایک سرخ سا شاپر لیے آ رہی تھی۔

"ارے یہ کیا ہے تم بازار کب گئی۔۔۔"جنت نے موبائل رکھتے ہوئے کہا۔

"میں کہاں بازار گئی۔۔۔۔یہ تو تمہارے لیے آیا ہے ایک آدمی آیا تھا دینے"جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔اس نے جھٹ سے شاپر لیا۔

"کون۔۔۔کون بندہ تھا" سائرہ نے نا معلوم کندھا ہلادیا۔ جنت نے وہ شاپر کھولا تو اس میں کالے رنگ کی ڈبیہ تھی۔ سائرہ بڑی تجسس سے دیکھ رہی تھی۔ جنت نے جب ڈبیہ کھولی تو اس میں چمکتی ہوئی پائل تھی۔ انتہائی حد تک خوبصورت تھی وہ ساتھ میں ایک چین تھی جس پر 'جی' لکھا ہوا تھا۔ وہ مسکرادی۔ 'جی' سے غزوان بھی اور جنت بھی۔ اس نے نظریں اٹھاکر سائرہ کو دیکھا۔ وہ شکیہ نظر سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اندر سے ایک کاغذ بھی نکلا۔ جنت نے وہ کھولا۔

دل چاہتا ہے کہ تمہارے صدقے اتاروں

بھلا اس قدر بھی خوبصورت ہوتا ہے یار کسی کا

اس نے وہ کاغذ سینے سے لگالیا اور پھر اسے چوما۔

"جانتی ہو یہ کس کا ہے سائرہ"

"نہیں مجھے الہام ہوگا" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے شہزادے کا ہے غزوان شاہ کا" سائرہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"غزوان شاہ وہی نہ جسے تم نے تھپڑ مارا تھا"

"ارے میں نے معافی مانگ لی تھی۔۔۔ یقین مانو میں بہت خوشقسمت ہوں جو مجھے وہ ملا۔۔۔ بہت اچھا ہے یار وہ تمہاری سوچ ہے" سائرہ نے سرہلادیا۔

"بڑی بات ہے۔۔۔ کافی بڑا چھکا مارا ہے تم نے" اس نے پائل دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جی۔۔۔ پر امی کو مت بتانا تمہیں تو پتہ ہی ہے۔۔۔ وہ کتنی ہائیپر ہو جاتی ہیں" اس نے سرہلایا۔

"نہیں بتاتی پر کوئی شادی وغیرہ کا سین ہے"

"ہاں کہہ رہا تھا بات کروں گا اور کل اس کا ریس کا مقابلہ بھی ہے مجھے بھی ساتھ لے کر جائے گا اللہ خیر کرے بس"

"خیر ہی کرے گا اچھا میرا سالن جل جائے گا" سائرہ نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں یار مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے" جنت نے پیٹ ہر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں جی اٹھ کر زرا آؤ روٹی بنانی ہے تم نے" جنت نے یک دم سر پر ہاتھ رکھ لیا۔ سائرہ نے شیطانی مسکراہٹ بھری اور وہاں سے نکل کر چلی گئی۔

★★★★★★★

قسط نمبر: 7

عزوان شیشہ کلب میں علی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہر طرف لڑکے منہ سے دھوئیں نکال رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں بھی شیشے کا پائپ تھا۔ اس نے ایک کش لیا اور ڈھیر سارا دھواں منہ سے نکالا۔ وہ گہری سوچ میں تھا۔ وہ سرخ دوپٹہ۔۔۔ اور اسکا سفید چہرہ۔۔۔ وہ نیلی آنکھیں۔۔۔ عزوان نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔

"عزوان۔۔۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں بہت زیادہ۔۔۔" اسے اپنے کندھے پر جنت کا لمس محسوس ہوا۔

"ارے جاؤ۔۔۔ تم سے کون ڈرتا ہے ابھی لڑکی سے تھپڑ کھا کر آئے ہو" اس نے اپنی آنکھیں کھول لیں۔ دھوئیں کی دھند اس کے ارد گرد پھیل چکی تھی۔ اس نے ایک گھنٹے میں ریسنگ گراؤنڈ بھی پہنچنا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا جس میں موبائیل پکڑ رکھا تھا۔ اس نے آن کیا سامنے ہی جنت کی تصویر تھی۔ اسی سرخ دوپٹے میں۔ علی بل پے کر کے آیا۔

"چل عزوان۔۔۔ فاتح پہنچ گیا ہے" اس نے عزوان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ عزوان نے سر ہلا کر کوئلہ بجھایا اور پانچ منٹ بعد وہ وہاں سے نکل گئے۔

وہ دونوں گاڑی کے باہر کھڑے تھے۔ جب ایک ان دھیانی چلتی عورت کی ٹکر عزوان سے ہوئی۔ وہ گرتے گرتے بچی۔ عزوان نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ عورت سر سے پاؤں تک سفید لبادے میں ڈھکی ہوئی تھی۔ عورت نے سر

اٹھا کر عزوان کو دیکھا۔ عزوان کو اس میں عجیب سی کشش نظر آئی۔ خوبصورت بلکل نہ تھی وہ۔ مگر اس کا سنجیدہ چہرہ سب کچھ بتا رہا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں عزوان پر ٹھہر گئیں۔ علی بھی اس عورت کو دیکھ رہا تھا۔ عورت نے عزوان کی گاڑی دیکھی اور پھر اس کو دیکھ کر مسکرائی۔ عزوان کو یہ حرکت عجیب سی لگی۔ اس عورت نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عزوان کا ہاتھ پکڑا۔ عزوان نے یک دم علی کو دیکھا۔

"یہ آپ کیا۔۔۔"" شششششش۔۔۔۔"اس عورت نے سخت انداز میں کہا اور عزوان کی ہتھیلی سیدھی کر کے دیکھی۔ اس کے اعصاب آہستہ آہستہ تن گئے۔ اس نے نظر اٹھا کر عزوان کو دیکھا۔

"یہ زندگی بہت بڑی نعمت ہے میرے بچے اسے یوں مت گوانا۔۔۔۔"عزوان نے ایک بار پھر علی کو دیکھا۔

"مطلب کیا ہے آپ کا"

"انتقام۔۔۔ انتقام کی ایسی آگ جلائے گی وہ کہ تم خود اس کے اندر کود جاؤ گے"عزوان نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

"ارے او میڈم یہ بچوں کی کہانیاں مجھے مت سناؤ جاؤ کسی اور کو بے وقوف بناؤ میرے پاس پیسے تو ہیں پر تمہیں نہیں دوں گا سمجھی نکلو اب"اس عورت کی آنکھیں ہی کھل گئیں۔ اس نے سر ہلایا اور علی کی طرف دیکھا۔

"یہ دوست۔۔۔۔۔ یہ پیسہ۔۔۔۔۔۔ یہ خوبصورتی۔۔۔۔۔۔ یہ جواں مردی کچھ بھی تیرے کام نہیں آئے گا۔۔۔۔ کیونکہ اس کا انتقام ہی اتنا سخت ہو گا۔۔۔ جانتا ہے کیوں۔۔۔۔ اس رب کی سلطنت کا قانون ہے کہ وہ مظلوم کی بددعا سنتا ہے چاہے۔۔۔ وہ کافر کی زبان سے ہی کیوں نہ نکلی ہو۔۔۔ یاد رکھنا انتقام ہے عزوام کی زندگی کا خلاصہ"عزوان نے بھنویں بھینچ کر علی کو دیکھا۔

"ارے معاف کرو بہن۔۔۔۔ اسے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ یہ لو پیسے رکھ لو"علی نے پاکٹ سے پیسے نکال کر عورت کی طرف بڑھائے۔ اس عورت نے پانچ ہزار کا نوٹ لیا اور اسے عزوان کے چہرے کے سامنے کر کے دو ٹکڑوں میں

پھاڑ دیا۔ان دونوں کے تو منہ ہی کھلے کے کھلے رہ گئے۔اس نے وہ پیسے عزوان کے منہ پر مارے اور واپس مڑ گئی۔
عزوان نے پہلے نوٹ کو دیکھا اور پھر نظر اٹھا کر اس عورت کو دیکھا۔وہ اس کا نام کیسے جانتی تھی.... وہ عجیب سی تھی عزوان کی زندگی کا خلاصہ جو بتا گئی تھی مگر وہ پھر سے اس کی بات پر ہنس دیا اور 'بلڈی فول' کا لقب اسے دے کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

کاش وہ اس کی بات سن لیتا۔۔۔۔۔ لیکن وہ بھی کیا جانتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی تھی اب جو تباہی اس کی قسمت میں تھی۔۔۔۔اسے فاتح کا مقصد کہتے ہیں۔۔۔اور جنت کا انتقام.

★★★★★★★

فاتح ریسنگ گراؤنڈ میں تھا۔ریسنگ میں صرف پندرہ منٹ تھے۔بڑے ریسرز کا مقابلہ تھا۔فائنل مقابلہ۔۔۔اس کی بیوی کو مرے ایک ماہ ہوگیا تھا۔بیٹی اس نے نوکرانی کے حوالے کی۔سفیان کے اسرار پر اس نے ریسنگ پر حصہ لیا تھا مگر وہ کام کی وجہ سے خود نہ آسکا۔شادی سے پہلے وہ ایسے حصے لیتا رہتا تھا۔آج بھی اس کا سنیئرز میں نام تھا"""" فاتح بن الیاس """"اور سنیرز میں تو ایک اور نام بھی تھا"""" سید عزوان شاہ """"اس کو تو ریس ماسٹر کہا جاتا تھا۔۔مگر صرف نئے لوگ۔۔۔۔

وہ دونوں ریسنگ گراؤنڈ میں پہنچے۔جنت نے بلیک چوڑی دار پائجامے کے اوپر بلیک فراک پہن رکھا تھا۔بال کھول کر پیچھے پھینک دیے تھے۔نیلی آنکھوں میں بھر کر کاجل۔کیا لگ رہی تھی آج وہ۔۔۔عزوان نے براؤن شرٹ کے نیچے بلیک جینز پہن رکھی تھی۔عزوان شیشہ کلب سے سیدھا وہیں گیا تھا۔وہ چل کر فاتح کے قریب آیا۔۔۔۔
""""""کافی کنفیوژ لگ رہے ہیں """""فاتح عزوان کی آواز سن کر پیچھے مڑا۔ساتھ میں جنت کو دیکھا اس کی نیلی آنکھیں جسے دیکھ کر سفیان بھی بے یقین ہوگیا۔۔۔۔گھنے کالے بال۔۔۔۔۔
""""""نہیں جناب آپ اپنی خیر منائیں۔۔۔۔کہیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔۔۔۔میم کے سامنے """""اس نے جنت کی طرف اشارہ کیا۔جنت نے مسکرا کر فاتح کو دیکھا۔

""""کم ازکم میں آپ سے نہیں ہار سکتا مسٹر فاتح۔۔۔"""""فاتح ہنس دیا۔

""""غزوان تم جیسے پانچ لڑکے اور ہیں یہاں۔۔۔۔فکر مت کرو چونٹیوں کی طرح مسلوں گا تم سب کو""""جنت کا ابرو اٹھ گیا۔

""""دیکھ لیتے ہیں۔۔۔۔""""غزوان نے فاتح کو دیکھتے ہوئے کہا۔

""""گو بے بی۔۔۔۔وہ ہے تمہاری جگہ """"غزوان نے انگلی سے کرسی کی طرف اشارہ کیا اور خود چینج کرنے چلا گیا۔فاتح نے جنت کی طرف دیکھا وہ بہت معصوم سی تھی۔اس نے نفی میں سر ہلا یا اور اپنی گاڑی کے پاس گیا۔ ریسنگ سٹارٹ ہونے لگی۔وہ دونوں اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھے۔گلاسس آنکھوں میں لگائیں۔بیلٹ باندھے۔ غزوان نے سر گھما کر جنت کو دیکھا۔جنت نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔فاتح نے بھی جنت کو دیکھا غزوان نے جو نہی فاتح کو دیکھا تو اس نے نظریں پھیر لیں۔غزوان نے آنکھیں پھیریں۔ریس سٹارٹ ہوئی۔گاڑیوں نے ریس پکڑی۔ گاڑیاں ہوا کی تیزی سے گراؤنڈ میں چلیں۔غزوان نے گاڑی کو فاتح کے برابر کیا اور اس کو دیکھ کر شیطانی مسکراہٹ بھری۔فاتح بھی ہنسا۔غزوان کی گاڑی فاتح سے آگے نکل گئی۔پہلا،دوسرا گول غزوان کا بنا۔جنت بہت خوش ہوئی۔ فاتح کا غصہ عروج پر تھا۔غزوان نے جنت کی طرف دیکھا وہ خوش تھی اس کی جیت سے اور فاتح کی ہار سے۔۔۔۔ فاتح کی نظر جنت پر پڑی وہ خوش تھی۔۔۔۔۔اگر وہاں رانیہ ہوتی تو دکھ میں ہوتی۔۔۔۔اس نے آگے غزوان کی تیز چلتی گاڑی کو دیکھا۔""""فائنل گول از ناؤ""""گراؤنڈ میں آواز گھونجی۔

فاتح نے گہرا سانس لیا اور لاسٹ لمٹ تک ریس لے گیا ریڈ نشان گاڑی میں چمکنے لگا۔گاڑی نے تیزی سے غزوان کی گاڑی کو کراس کیا۔غزوان کی تو آنکھیں ہی کھل گئی۔فاتح کی گاڑی بہت تیزی سے چل رہی تھی۔سامنے گول لائن نظر آرہی تھی۔فاتح کی نظر صرف گول لائن پر تھی۔غزوان نے سپیڈ بڑھائی۔وہ فاتح کے برابر ہوا۔جنت کھڑی ہوگئ۔ اس کی تو سانس بھی رک گئی تھی۔ایک۔۔۔۔۔دو۔۔۔۔۔تین۔۔۔۔چار۔۔۔۔۔۔پانچ اور۔۔۔۔۔۔۔غزوان اور فاتح ایک دوسرے کے مقابلے میں تھے۔فاتح نے سپیڈ مزید تیز کی اور جنت کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔فاتح نے گول لائن

کراس کر دی۔ ہر طرف چیخوں کی آواز آئی۔ فاتح کے نام کے نعرے لگ گئے۔ جنت نے بیٹھ کر سر پکڑ لیا۔ عزوان نے سیٹرنگ پر زور سے ہاتھ مارا۔

""""""فاتح بن الیاس ون دز ریس """""فاتح نے جنت کی طرف دیکھا۔ جس کا منہ بن گیا تھا اور عزوان کی گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔ فاتح کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چھا گئی۔ گاڑیاں رکیں۔ فاتح گاڑی سے نکلا۔ اسے ونر کی ٹرافی دی گئی۔ عزوان نے زور سے گاڑی کو مکہ مارا۔

"""""اٹس اوکے عزوان یہ تو صرف گیم ہے"""" جنت نے اسے قابو کیا۔ فاتح نے ٹرافی گارڈ کو دی اور چل کر عزوان کے پاس آیا۔

"""""عزوان تم کم از کم مجھ سے تو نہیں جیت سکتے"""""اس نے ہنستے ہوئے گلاسس پہن کر کہا اور وہاں سے نکل کر اپنی لینڈ کروزر میں بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔ عزوان کو پہلے ہی فاتح کی کامیابی سے سخت چڑھ تھی اب مزید بڑھ گئی۔ اس نے جنت کو گھر ڈراپ کیا راستے میں انہوں نے کوئی بات نہ کی۔ وہ غصے میں تھا۔ اترتے ہوئے بھی جنت نے اسے تسلی دی۔ اس نے بس سر ہی ہلا یا۔

اب تو بہت بڑی ہار تھی جو اسے فاتح سے ملنی تھی۔۔۔۔۔ جو اس کی قسمت کے پنوں میں لکھ دی گئی تھی.

★★★★★★★

وہ گھر آیا اور بغیر کسی کو جواب دیے کمرے میں چلا گیا۔ عزوان شاہ کو اپنی ہار بلکل منظور نہ تھی۔ اس نے چینج کیا اور وارڈروب سے باہر آیا موبائیل پر لگاتار جنت کی کال آرہی تھی۔ اس نے کال اٹینڈ کی۔

"ہاں بولو جنت۔۔۔"اس نے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک تو ہو نہ "اس کے لہجے میں فکر مندی تھی۔ عزوان نے ایک نظر کھڑکی سے باہر دیکھا۔

"ہاں مجھے کیا ہوا تھا"اس نے ریسٹ چیئر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ تم غصے میں تھے مجھے لگا"دوسری طرف آواز میں پریشانی تھی۔ عزوان نے گہرا سانس لیا۔

"تمہیں کیا لگا" اس نے چاند کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں" جنت نے دھیمی آواز میں کہا۔

"جنت ایک گڈ نیوز دوں"

"کیا۔۔۔؟" عزوان اٹھا اور کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔

"میں آج موم ڈیڈ سے بات کروں گا شادی کی" اس نے ویران سے لان کو دیکھا۔ جو افسوس بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"سچ میں۔۔۔" جنت نے تقریبا چلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں سچ میں۔۔۔۔ دعا کرو وہ مان جائیں" چاند کے آگے بادل چھا گئے۔ وہ اس شخص کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"اور اگر نہ مانیں تو۔۔۔" اب دوسری طرف مایوسی تھی۔

"تو کیا۔۔۔ عزوان تو تمہیں حاصل کر کے ہی دم لے گا" اس کے اعصاب تن گئے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کھڑکی کھولی تو ٹھنڈی ہواؤں نے اس کا جسم کو چھوا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو عزوان" جنت نے فکر مندی سے کہا۔

"جو بھی سوچ رہا ہوں بلکل ٹھیک سوچ رہا ہوں بس جنت۔۔۔ میں تمہیں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اور اپنی ہار میں قبول نہیں کرتا" اسے آج میڈل اٹھایا ہوا فاتح یاد آیا تو اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"اللہ سے اچھا گمان رکھو۔۔۔ تمہارے موم ڈیڈ ضرور مانیں گے" عزوان کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چھا گئی۔ "او کے میں بعد میں بات کرتا ہوں نیچے مجھے بلا رہے ہیں" اس نے ایک وقت میں نا جانے کتنے جھوٹ بول لیے۔ کال بند کر کے اس نے موبائیل بیڈ پر پھینکا اور کالر ٹھیک کر کے نیچے چلا گیا۔ نیچے اچھا بھلا شور تھا۔

"ایک منٹ میں بتاتی ہوں کون سا ہال ہونا چاہیے" رومیلہ نے موبائیل کھینچنے کی کوشش کی۔

"پیچھے رہو چوہیا۔۔۔۔ بڑوں کے بیچ میں نہیں بولتے۔۔۔" حمدان نے موبائیل پیچھے کیا۔

"اوہو بڑے تو دیکھو۔۔۔۔بغیر ماں کے صحیح سے کھانے پینے کا بھی نہیں پتہ تمہیں۔۔۔بڑا آیا۔۔دو ادھر مجھے" رومیلہ نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا اور واپس موبائل کھینچنے لگی۔

"اوہو۔۔۔۔سفیان بھائی آپکی اس چوہیا کی زبان بہت زیادہ چلنا شروع ہو گئی ہے۔۔۔" حمدان نے غصے سے رومیلہ کو دھکا دیا تو وہ وکرم کے پاس جا کر گری۔

"بس بہت ہو گیا اب تم نے حد پار کر لی۔۔۔میری تھی سی گڑیا کو اتنے زور کا پھینکا۔۔۔دیکھا وٗ بیٹا ہڈی تو نہیں ٹوٹی" وکرم نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا تو رومیلہ نے چونک کر اسے دیکھا۔حمدان نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"وکرم بھائی آپ بھی۔۔۔۔سب بہت برے ہیں" وہ روندی سی شکل بنا کر سامنے آتے ہوئے غزوان کی طرف مڑی۔

"میں ابھی بھائی کو بتاتی ہوں۔۔۔۔" وہ غزوان کے پاس گئی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"بھائی۔۔۔اس گر بچھو کی شکل والے نے مجھے اتنی زور کا دھکا دیا۔۔۔۔میرا تو دل کرتا ہے اسے نوچ کے کھا لوں۔۔۔ہال میرے بھائی کے لئے ڈھونڈنا ہے اور باپ یہ بن رہا ہے"

اس نے حمدان کو اپنے لمبے ناخن دیکھاتے ہوئے کہا۔

"ارے یار تم لوگ کتنے بھی ہال ڈھونڈ لو۔۔۔۔ہوگا تو وہی جو دادی جان کی مرضی ہوگی" اکرم جو کب سے خاموش بیٹھا ان کی وارداتیں دیکھ رہا تھا آخر کار بول پڑا۔

"ہال کس چیز کے لیے" غزوان نے رومیلہ کو اپنے ساتھ بیٹھاتے کہا۔

"سفیان بھائی کی شادی کے لئے۔۔۔۔" غزوان نے ایک دم سفیان کو دیکھا جو ہلکی مسکراہٹ چہرے پر لیے سب کو دیکھ رہا تھا۔

"پہلے رشتہ تو ہو جائے پھر ہال وغیرہ بھی ہو جائے گا اتنی بھی کیا جلدی ہے بھائی" غزوان کے اندر کوئی پہاڑ نہ ٹوٹا تھا۔وہ بس صحیح وقت کی تلاش میں تھا۔

"ارے یار دادی جان نے ویسے ہی ہال کی بات کر دی تو یہ اور حمدان پاگل ہو گئے۔۔۔"سفیان نے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"ویسے کوئی بات ہوئی کب رشتہ لے کر جانا ہے" وکرم نے مصروفانہ انداز میں سفیان کو دیکھا۔

"اس مہینے کے آخر تک کا کہہ رہے تھے" غزوان سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"یعنی صرف پندرہ دن" اس نے دل میں سوچا۔

"غزوان۔۔۔آج تیری ریس تھی کیا بنا" سفیان نے غزوان کو مخاطب کیا۔

"بھائی ذرہ فاصلے سے ہار گیا میں قسم سے بہت غصہ آیا" غزوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہائے اللہ بھائی آپ ہار گئے کس سے؟" رومیلہ نے روندی شکل بنائی۔

"اس فاتح سے۔۔۔۔" غزوان نے دانت دبھاتے ہوئے کہا۔"وہ جیت گیا۔۔۔۔واہ جی۔۔۔۔کتنی کامیابی حاصل کرے گا یہ آدمی۔۔۔۔بندے کی اتنی پیاری بیوی مری ہو تو کھانا کھانے کا دل نہیں کرتا اور وہ۔۔۔"اکرم نے موبائیل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"فاتح قسمت پر یقین رکھتا ہے اور قسمت پر یقین رکھنے والے فاتح ہی ہوتے ہیں" سفیان نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔غزوان کو اس کی حمایت بری لگی۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا ایک ملازمہ وہاں آئی۔

"صاحب کھانا لگ گیا ہے" اس نے سفیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ ہم آتے ہیں" وہ سر ہلا کر چلی گئی اس کے جاتے ہی سب ڈائینگ ٹیبل کی طرف چلے گئے۔

★★★★★★★

وہ ایک اندھیرے کمرے میں کھڑی تھی۔سامنے اسے ایک گھڑا نظر آ رہا تھا وہ بے حد خوفناک اور گہرا تھا۔اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔پسینے سے گیلی ہو چکی تھی وہ۔اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔جب اچانک اس کا ہاتھ کسی نے تھام لیا۔اس نے گردن اٹھا کر دیکھا تو وہ غزوان تھا۔اس کا غزوان اس کی جان اس کا سب

کچھ۔اسے یوں لگا وہ اس وقت فرشتہ بن کر آیا ہے۔غزوان اسے دیکھ کر مسکرایا اور اسے گھڑے کے قریب لے کر گیا۔جنت نے اس کی طرف تعجب سے دیکھا جسے دیکھتے ہی وہ ڈر گئی۔اس کی شکل بلکل بگھڑ چکی تھی۔جنت نے اپنا ہاتھ چھڑایا۔وہ بھاگنے ہی لگی تھی جب غزوان نے اسے زور سے دھکا دیا۔اس نے زور سے چیخ ماری جس کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی۔وہ ایک دم بیٹھ گئی۔پسینے سے اس کا پورا وجود شرابور ہو چکا تھا۔کمرہ اندھیرے میں ڈھوبہ ہوا تھا۔اس نے بال منہ سے ہٹائے۔ساتھ سائرہ گہری نیند سو رہی تھی۔

"یہ کیسا خواب تھا۔۔۔اف"اس نے دل پر ہاتھ رکھا اور آیات الکرسی پڑھنا شروع ہو گئی۔اس کے بعد جنت صبح تک سکون سے نہ سو سکی جب بھی آنکھ لگتی غزوان کا چہرہ سامنے آ جاتا۔

★★★★★★★

قسط نمبر:8

وہ سب ناشتے کے ٹیبل پر براجمان تھے۔

"غزوان بیٹا۔۔۔اب تم بھی ذرہ بزنس کی طرف دھیان دینا شروع کر دو"عالم شاہ نے بریڈ کا سلائس لیتے ہوئے کہا۔

"جی ڈیڈ۔۔۔میں کوشش کروں گا"عالم شاہ نے سر ہلا دیا۔

"سفیان بھائی مجھے لگتا ہے کوئی آپ سے ناراض ہے"فاریہ نے چمچ رکھ کر غزوان کو دیکھا۔غزوان نے نظر اٹھا کر فاریہ کی طرف دیکھا جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کون۔۔۔؟"سفیان نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ارے یہ محترم اتنے خاموش ہیں کوئی بات نہیں کر رہے آپ سے آپکو محسوس نہیں ہوا"فاریہ نے غزوان کی طرف اشارہ کیا جواب تک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔یہ وقت تھا جو ہمیشہ فاریہ پر بھاری رہا تھا۔۔۔آخری وقت وہ ہزار بار اس کی اس نظر پر پچھتائی تھی۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"ہاں محسوس تو کیا تھا۔۔۔مگر مجھے لگا شاید میرا وہم ہے اگر ناراض ہے تو راضی ہو جائے میں نے جو کیا اس کی بھلائی کے لیے کیا" سفیان نے مصروفانہ انداز میں کہا۔فاریہ مسکرا کر واپس کھانا کھانے لگی۔غزوان اب تک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔رومیلہ جو فاریہ کے ساتھ بیٹھی تھی کسی احساس سے اس نے غزوان کی طرف دیکھا جو فاریہ بنا پلک جھپکائے آنکھیں سکوڑے دیکھ رہا تھا۔وہ اسکی نظر بھانپ گئی۔

"بھائی۔۔۔جوس پکڑا دیں۔۔۔" رومیلہ نے جوس کیطرف اشارہ کیا۔غزوان گہری سوچ میں تھا۔فاریہ خاموشی سے کھانا کھا رہی تھی۔

"بھائی۔۔۔غزوان بھائی میں آپ سے بات کر رہی ہوں" رومیلہ نے چلا کر کہا۔سب نے رومیلہ کے اس انداز پر اوپر دیکھا۔غزوان نے چونک کر نظریں پھیر لیں اور جوس کا جگ اسے دیا۔

"اچھا ڈیڈ میں چلتا ہوں۔۔۔چلو وکرم" وکرم بھی سفیان کے ساتھ اٹھ گیا۔وہ دونوں باہر کی طرف بڑھے۔

"بس میرے سفیان کی ایک بار شادی ہو جائے چین کی سانس نصیب ہو گی مجھے" ذلیخہ نے سفیان کی پشت دیکھتے ہوئے کہا۔وہ کیا جانتی تھیں کہ کیا طوفان ہے جوان کی راہ دیکھ رہا ہے۔

"بس انشااللہ اگلے مہینے کی شروع تک بات پکی کر کے سیدھا نکاح ہی کریں گے" رحمان شاہ نے بہو کی پریشانی محسوس کرتے ہوئے کہا۔"اف دادا جان یہ مہینہ کیسے گزاریں گے جلدی سے گزرے اور بھابھی آئیں۔۔۔ویسے بھی جنت مجھے بہت اچھی لگی تھی" رومیلہ کی بات سن کر غزوان کا کھانے میں چلتا ہاتھ رک گیا۔فاریہ نے بھی مسکرا کر رومیلہ کی بات تصحیح کی۔

"ہاں قسم سے دادا جان اس کی سمائل آپ دیکھتے" فاریہ نے رحمان شاہ کی طرف دیکھا تو انہوں نے بھی مسکرا کر سر ہلایا۔

"ارے یار یہ کون سی حور آگئی ہے سفیان بھائی کے لئے کوئی مجھے بھی دکھا دے" حمدان نے زور سے چمچ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں نہ بس بول بول کر ہمارا تجسس بڑھا رہی ہیں یہ فضول ترین لڑکیاں۔۔۔عزوان تم نے دیکھی ہے وہ لڑکی" سب کی نظریں اب عزوان کی طرف تھیں۔فاریہ نے عزوان کو دیکھا جس نے فوراً نظریں موڑ لیں۔

"اوہ عقل مند لڑکوں۔۔۔۔انہوں نے ہی تو سب سے پہلے دیکھی۔۔۔احد بھائی کی مہندی پر بھائی نے اس کے ساتھ ڈانس کیا تھا" ان دونوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔فاریہ نے عزوان کو دیکھا جس کے چہرے پر الجھن تھی۔

"ہاں۔۔۔بہت پیاری ہے نیلی سی آنکھیں ہیں اس کی" عزوان نے نظریں جھکا کر کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

"اکرم فارس اور صوفیہ نے کب آنا ہے" عالم شاہ نے اکرم کو مخاطب کیا۔عزوان نے شکر کا کلمہ پڑھا۔۔

"ستائیس تاریخ کو ان کی فلائٹ ہے چاچو" عالم شاہ نے سر ہلا دیا۔عزوان اپنی جگہ سے اٹھا۔

"کہاں۔۔۔۔برخوردار اتنی صبح کہاں چلے" رحمان شاہ نے سر اٹھا کر عزوان کو دیکھا۔

"داداجان تھوڑا کام ہے مجھے۔۔۔جلدی آجاؤں گا" عزوان نے کرسی اندر کی طرف گھسیٹی۔

"بیٹا آجکل تمہارے حالات کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے احتیاط کرنا ذرہ" فضیلہ بیگم نے اسے دیر . ہے بغیر کہا۔اس نے بس جی دادی جان کہہ کر وہاں سے نکلنا غنیمت سمجھی۔۔۔آج تو اسے بہت بڑا کام سرانجام دینا تھا۔۔۔جس سے نہ جانے کتنی زندگیاں تباہ ہونی تھیں۔

★★★★★★★

وہ لڑکیوں کی جماعت کو پڑھا کر سیدھا سٹاف روم کی طرف گئی۔وہاں سب ٹیچرز براجمان تھیں۔وہ جلدی سے اندر گئی اور اپنا بیگ اٹھایا۔

"ارے جنت تم کہاں چل دی" ایک موٹی سی عورت نے اسے روک لیا۔وہ جانتی تھی یہ سوال ضرور ہوگا۔

"یار مجھے گھر میں تھوڑا کام ہے اس لئے جا رہی" اس نے سائرہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔وہ خاموشی سے اپنے موبائیل پر لگی تھی۔

"پرنسپل سے پرمیشن لے لی" دوسری لڑکی نے پوچھا جو اسی کی عمر کی تھی۔

"ہاں لے لی۔۔۔" جنت نے عجلت میں کہا۔اس لڑکی نے سر ہلایا۔

"سائرہ تم بھی جاؤ گی" پھر سے اس موٹی نے پوچھا۔

"نہیں یار جانا تو تھا مگر میں نے فزکس کی کلاس کب سے نہیں لی اب اور تاخیر نہیں کرتی۔۔۔اکیلی ہی جائے جنت" سائرہ نے کتابیں اٹھائیں اور سٹاف روم سے نکل گئی۔جنت نے سر پر دوپٹہ لیا بیگ کی سٹرپس کندھے پر ڈالیں اور سکول سے باہر نکل گئی۔پورا اسکول اسے روک رہا تھا مگر اسے صرف غزوان کی آواز سنائی دیتی تھی اور کسی کی نہیں۔۔۔۔

تقریبا پندرہ منٹ میں وہ گھر پہنچ گئی۔گھر میں صرف فضا بیگم ہی تھیں۔

"اسلام علیکم امی" اس نے چکن میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم اسلام بیٹا اتنی جلدی آگئی" فضا بیگم نے ہاتھ سکھاتے ہوئے کہا۔

"جی امی بس کسی کام سے باہر جانا تھا" اس نے بیگ سے کچھ پیسے نکالتے ہوئے کہا۔

"سائرہ بھی آئی ہے" انہوں نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں امی اسے پڑھانا تھا اسی لیے نہیں آئی" فضا بیگم نے سر ہلادیا۔

"یہ لیں امی یہ کچھ پیسے۔۔۔۔" اس نے ہزار کے نوٹ فضا بیگم کے ہاتھ میں دیے۔

"ارے یہ کیا تمہیں تنخواہ مل گئی ہے کیا" فضا بیگم نے پیسوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

★★★★★★

"اوہ تو معاملہ کافی خفیف لگتا ہے" الینہ نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"ہاں بس تمہارا جو کام ہے تم وہ کردینا پلیز۔۔۔۔" غزوان نے التجا کی۔

"یوڈونٹ وری میں اپنا کام پورا کردوں گی اور کنگریچولیشن عزوان۔۔۔"اس نے عزوان کا کندھا تھپکتے ہوئے کہا۔

"یوروپلکم۔۔۔"اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

جنت فٹ پاتھ پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔جب اسے کالی فراری آتی ہوئی نظر آئی۔وہ مسکرا اٹھی۔عزوان نے گاڑی اس کے قریب روکی۔

"آجاؤ جنت۔۔۔"اس نے دوسری طرف کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔جنت گاڑی میں جاکر بیٹھی۔عزوان نے گاڑی سٹارٹ کی۔وہ دونوں پورے راستے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے جب اچانک عزوان کے موبائیل کی بیپ بجھی۔

"ہاں ہیلو۔۔۔۔۔بس پہنچ گئے۔۔۔ٹھیک ہے انہیں جانے مت دینا"یہ کہہ کر اس نے کال بند کردی۔

"ہم کہاں جارہے ہیں عزوان"جنت نے کوئی ہزار بار یہ سوال کیا تھا۔

"عزوان کی جان تمہیں جلد پتہ چل جائے گا"اس نے جنت کا گال سہلاتے ہوئے کہا۔وہ خاموش ہوگئی۔وہ دونوں ایک ہوٹل کے سامنے رکے۔عزوان نے جنت کو گاڑی سے اتارا اور ہوٹل کے اندر لے گیا جب سامنے اسے علی نظر آیا۔

"ارے عزوان اتنی دیر کیوں لگائی مولوی صاحب جانے لگے تھے"علی کی بات سن کر جنت کے آبرو تن گئے۔"

مولوی صاحب"اس نے سوالیہ انداز میں کہا اور عزوان کی طرف دیکھا۔

"یہاں آؤ میرے ساتھ"وہ اسے سائیڈ پر لے گیا۔

"جنت میں نے اپنے موم ڈیڈ سے بہت اصرار کیا مگر وہ لوگ نہیں مانے صبح تک مناتا رہا مگر ان کا کہنا ہے کہ خاندان سے باہر شادی نہیں ہوگی۔۔۔"

"تو۔۔۔"جنت نے بھنویں بھینچ کر حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"تو یہ کہ غزوان تم سے محبت کرتا ہے اور محبت کا اصل ثبوت نکاح ہوتا ہے۔۔۔ میں تم سے ابھی اسی وقت نکاح کروں گا" جنت کی نیلی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے غزوان۔۔۔ میں نکاح کروں گی ابھی وہ بھی چھپ کے۔۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا" جنت نے سخت لہجے میں کہا۔

"جنت پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔ اگر چھوڑ دیا تو جیتے جی مر جاؤں گا۔۔۔ خدا کا واسطہ ہے نہ مت کرو"

"غزوان نکاح کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے" اب اس کا لہجہ تھوڑا نرم ہوا۔

"آئی نو چھوٹی چیز نہیں ہے۔۔۔ مگر کیا تم میرے بغیر رہ سکتی ہو" اب جنت کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بولو جنت رہ لو گی۔۔۔۔ ٹیل می کہ تمہارے اندر اتنی ہمت ہے" اس نے جنت کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"غزوان یہ بہت بڑا قدم ہے اگر کوئی مشکل پیش آگئی تو" اس نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

"تو تم صرف مجھے ایک میسج کر دینا شوہر اپنی بیوی کے لئے جی جان لگا دے گا" یہ الفاظ سن کر جنت کے دل سے لہر گزری۔ اسے مستقبل میں یہ جملہ ہزار بار یاد آیا تھا۔

"غزوان وعدہ کرو کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑو گے" اس نے غزوان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے جان بھی دینی پڑی تو دے دوں گا جنت آئی سویر" جنت نے نظریں جھکا لیں۔

"ٹھیک ہے میں نکاح کے لئے تیار ہوں" غزوان کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔ اتنی آسانی سے وہ مان جائے گی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"تھینک یو سوچ مجھ پر یقین کرنے کے لئے اب آجاؤ میرے ساتھ" وہ اسے لے کر اس کمرے میں چلا گیا جہاں مولوی اور گواہ بیٹھے تھے۔ وہاں علی موجود نہیں تھا۔ جنت نے صرف غزوان کی وجہ سے ہاں کی تھی۔۔۔ مگر دل میں عجیب کھٹکا تھا کہ کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔۔۔ بہت غلط۔

★★★★★★★

"جنت کاظمی ولد قاسم کاظمی کیا آپکو سید غزوان شاہ ولد سید عالم شاہ سے حق مہر سکہ راجع وقت چار لاکھ روپے یہ نکاح قبول ہے" یہ الفاظ تھے یا تیر۔ اسنے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ الفاظ اس نے سوچے تھے مگر ایسے ادا ہوں گے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ غزوان نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ جنت نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ کہیں امیدیں لئے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے سر جھکا لیا۔ یہ بہت بڑا قدم تھا جس کو اٹھانا اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔

"قب۔۔۔۔ قبول ہے" غزوان کی سانس میں سانس آئی۔

مولوی صاحب نے پھر سے یہی الفاظ دہرائے۔

"قبول ہے" غزوان مسکرا اٹھا۔ مولوی نے تیسری اور آخری بار کہا۔ جنت نے ایک بار پھر غزوان کو دیکھا۔

"میری ننھی سی چڑیا کبھی اپنے بابا کا سر نہیں جھکنے دے گی" یہ الفاظ کبھی اس کے باپ نے کہے تھے۔ اس نے سر جھکا یا۔

"یار جنت تمہاری شادی پر نہ میں خوب ناچ گانا کروں گا قسم سے کتنا مزا آئے گا نہ" یہ بات اس کے بھائی نے مرنے سے کچھ دن پہلے کہی تھی۔ وہ کہیں ڈوروں سے الجھ چکی تھی۔

"ابو۔۔۔۔ بھائی۔۔۔ امی۔۔۔ چھوٹی بہنیں سب کو تم پر مان تھا جنت اور تم نے کیا کیا ایک شخص کی محبت کے لئے ان سب کی محبت کو بیچ دیا افسوس ہے تم پر افسوس۔۔۔۔ اب کم از کم اس کے ساتھ تو نبھاؤ جس کے لئے تم نے سب کو بیچ دیا" اس نے ایک بار پھر غزوان کو دیکھا۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"قبول ہے۔۔۔" عزوان نے گہرا سانس لیا اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔ عزوان سے بھی پوچھا گیا اس نے بھی تینوں بار ہامی بھری۔ گواہوں نے بھی اس نکاح کو قبول کیا۔ نکاح کے بعد دعا ہوئی اور سب عزوان سے مل کر چلے گئے۔ عزوان نے جنت کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"ارے یار تم اب بھی رو رہی ہو۔۔۔۔۔ وجہ بتاؤ رونے کی" اس نے جنت کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

"عزوان یہ کیا کیا میں نے۔۔۔۔ ہمارا عزت سے نکاح ہوتا سب اپنے موجود ہوتے لیکن چھپ کے نکاح۔۔۔۔ یہ کتنا بڑا اقدم ہے مستقبل میں کیا ہوگا" اس نے روتے ہوئے کہا۔

"مستقبل میں جو ہوگا تم سوچ بھی نہیں سکتی" اس کی بات پر جنت نے یک دم اسے دیکھا۔

"میرا مطلب ہماری ملاقات کے بعد تم نے سوچا تو ہوگا کہ ہمارا نکاح ہوگا۔۔۔ تم میرے گھر آؤ گی۔۔۔ فلاں فلاں بس میں کہہ رہا ہوں تمہارا مستقبل اتنا خوبصورت ہوگا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی اس کو" وہ کتنا ماہر تھا اداکاری میں۔۔۔ "اچھا چلو اب بند کرو رونا دھونا میں تمہیں ایک سرپرائز دیتا ہوں جسے دیکھ کر تم بہت خوش ہوگی" اس نے جنت کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر اس کمرے سے باہر نکل گیا۔ کتنی جلدی جنت اس کی باتوں پر یقین کرتی تھی یہ تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ جنت کی سوچ کے مطابق اب اسے جنت کا ہمیشہ ساتھ دینا تھا۔۔۔ ایک روایتی شوہر کے مطابق۔۔۔ مگر تقدیر تو کچھ اور چاہ رہی تھی۔۔۔ کوئی اور تھا جو اس محبت کرنے والی لڑکی کی تقدیر میں تھا۔۔۔ وہ جو اس کے لئے سب کچھ تھا۔۔۔ اس کی دنیا کا واحد سہارا۔

★★★★★★★

رومیلہ خاموشی سے بیٹھی چپس کھا رہی تھی اور ساتھ ساتھ ہارر مووی دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کوئی اور کام ہے اس کے علاوہ" پیچھے سے اسے فاریہ کی آواز آئی۔

"نہیں فی الحال تو یہی کام ہے آؤ تم بھی بیٹھ کر دیکھو مزے کی ہے" اس نے پیچھے مڑے بغیر کہا۔

"میں مووی دیکھنے نہیں آئی بس گھر میں کوئی مل نہیں رہا تھا اس لئے تمہارے پاس آگئی۔۔۔چوہیا کہیں کی" فاریہ نے چپس کے پیکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

" یار ایک بات بتاؤ میں تمہیں اور حمدان کو کہاں سے چوہیا لگتی ہوں۔۔۔ہاں"رومیلہ نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہر جگہ سے۔۔۔"فاریہ اس کے ساتھ بیٹھی۔رومیلہ نے دانت پیسے۔

"خود کیا ہو چھپکلی کی شکل والی "اس نے پیکٹ کھینچ لیا۔

" یار گھر میں اتنی بے رونقی چھائی ہوئی ہے فارس چاچو بھی چلے گئے نا۔۔۔۔مزید سونے پر سہاگہ "فاریہ نے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"اسی لیے تو میں مووی دیکھ رہی۔۔۔کالج کی چھٹیاں بھی پتہ نہیں کب کھلیں گی"رومیلہ نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"ایک تو یہ فارغ لڑکے بھی گھر میں نہیں ٹکتے بندہ انہی کے ساتھ کہیں گھومنے چلا جائے"فاریہ نے رسان سے کہا۔

"فارغ لڑکوں سے مراد "رومیلہ نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔

"حمدان۔۔۔اسے کون سا بزنس چلانا ہے یونیورسٹی سے بھی چھٹیاں ہیں اور غزوان۔۔۔وہ گھر ہوا کب ہے اس چھپے رستم کا چہرہ کوئی دو دن بعد نصیب ہوتا ہے"رومیلہ نے مووی کی آواز بند کی اور اس کی طرف مڑی۔فاریہ نے بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا۔

"اوہ۔۔۔۔تو محترمہ کھل کر کہیں نہ جو کہنا ہے"اس کی بات پر فاریہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔"

"مطلب یہ کہ یہ جو دو خوبصورت آنکھیں ہیں یہ اصل میں ڈھونڈ غزوان شاہ کو رہی ہیں۔۔۔"فاریہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"اوئے یہ کیا بول رہی ہو میں نے تو ایسے ہی بات کی۔۔۔" اس نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میری بات سنو ہر بات بولنے کے لئے بات ہی کرنی پڑتی ہے۔۔۔ خاص باتیں کہیں اور سے تو نہیں نکلتی" رومیلہ نے ریموٹ فاریہ کے سر پر مارا۔ "لیکن میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات کہوں۔۔۔ مجھے لگتا ہے بھائی تمہیں پسند کرتے ہیں" یہ سن کر فاریہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کرنا چاہا اور اس کے مزید قریب ہو کر بیٹھی۔

"کیسے۔۔۔ تمہیں کیوں لگا ایسا" فاریہ کے اندر تجسس پھیل گیا۔

"کیونکہ جب میں نے کل زور سے نہیں کہا تھا بھائی جوس پکڑائیں" وہ دونوں اب ایک دوسرے کے قریب تھیں۔

"ہاں۔۔۔" فاریہ نے سر ہلایا۔

"تب وہ تمہیں ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کہیں کھو گئے ہوں" فاریہ کی سانس اوپر کی اوپر نیچے کی نیچے رہ گئی۔

"سچ میں۔۔۔۔ مجھے کیوں نہیں پتہ چلا یار میں بھی دیکھتی" رومیلہ اس کی بات پر ہنس دی۔

"میرا مطلب اسے دیکھتی کہ وہ مجھے دیکھ رہا تھا یا نہیں" فاریہ ایک بار پھر پکڑائی گئی۔

"ویسے تمہیں بھائی اچھے لگتے ہیں" فاریہ نے گہرا سانس لیا۔

"اچھا تو اچھا ہی ہے میں نے کبھی سوچا نہیں ایسا" فاریہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اور اب کیا خیال ہے۔۔۔" فاریہ نے اسے سخت نظروں سے دیکھا۔

"چپ کر جاؤ رومیلہ کیسی باتیں کر رہی ہو" فاریہ نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ لڑکی شرما گئی۔۔۔۔ اب میں دیکھوں گی تمہارا بھائی کے سامنے کیا ردعمل ہو گا واو اب مزہ آئے گا" رومیلہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے چلے جانا چاہیے یہاں سے" فاریہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور دروازے کے پاس گئی۔

"ہاں ہاں دیکھو بھائی تو نہیں آئے۔۔۔۔" فاریہ اس کی بات پر رکی اور اسی کی جوتی اٹھا کر اسے ماری۔ رومیلہ ہنسنا شروع ہو گئی اور فاریہ کمرے سے نکل گئی۔ اس نے باہر جا کر گہرا سانس لیا اور غزوان کے کمرے کی طرف دیکھا۔ ایک بات تو تھی رومیلہ نے اس کے دل کی تاریں ضرور ہلائی تھیں۔ وہ مسکرا دی اور خیال آیا اب غزوان کا سامنا کیسے کرے گی لیکن وہ کیا جانتی تھی سب سے زیادہ زندگی جس کی جہنم بننے والی تھی وہ وہی تھی۔۔۔ وقت اور انسان ایک جیسے تھوڑی ہی رہتے ہیں۔

★★★★★★★

قسط نمبر:9

غزوان جنت کے سامنے کھڑا ہوا۔

"چلو جنت آنکھیں بند کرو" غزوان نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

"کیوں۔۔۔۔" جنت نے متجسس انداز میں پوچھا۔

"بس بند کرو نہ سرپرائز ہے" اس کی بات سن کر جنت نے آنکھیں بند کر لیں۔ غزوان نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولا اور جنت کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لے گیا۔

"چلو اب کھولو آنکھیں" جنت نے آنکھیں کھولیں تو یوں لگا کہ جنت میں آ گئی ہو۔ وہ سرخ اور سفید پھول سے سجا ہوا بے حد خوبصورت کمرہ۔ زمین بھی پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اوپر چمکتا ہوا فانوس تھا۔ سامنے جنت اور غزوان کی بڑی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔ بیڈ پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ خوبصورت تکیے اس پر رکھے ہوئے تھے۔ جنت نے تو ایسا کمرہ خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔

"کیسا لگا میرا سرپرائز۔۔۔۔" غزوان نے سامنے آتے ہوئے کہا۔

"اٹس سو مچ بیوٹی فل غزوان۔۔۔" اس نے کمرے کو چاروں اطراف سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے نکاح کا پہلا سرپرائز ہے" جنت نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ غزوان نے پاکٹ سے ایک لمبی سی ڈبیہ نکالی اور کھولا تو اس میں ایک چمکتی ہوئی چین تھی۔ اس کے سامنے ڈائمنڈ کا موتی لگا ہوا تھا۔

"یہ میری پیاری سی بیوی کے لئے پیاری سا تحفہ "غزوان نے وہ چین نکالی اور جنت کا دوپٹہ سائیڈ پر کر کے اسے پہنائی۔

"تم پہلے بتاتے میں بھی اپنے پیارے سے شوہر کے لئے پیارا سا تحفہ لاتی" جنت نے غزوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے شوہر تو مان لیا" غزوان نے اپنے ہاتھ اس کی گال پر رکھے۔ "میری طاقت اور میری کمزوری۔۔۔ تم ہو جنت۔۔۔ پہلی بار جب تمہیں دیکھا تھا تو خود سے عہد کر لیا تھا کہ تمہیں حاصل کر کے ہی رہوں گا ہم ایک دوسرے کے لئے بنے ہیں جنت ہر مشکل میں ہر خوشی میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہے۔۔۔" جنت نے مسکرا کر سر ہلا یا۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر سرتاج "کیا خوبصورت الفاظ بولے تھے جنت کے۔ غزوان نے اپنے لبوں سے جنت کے ماتھے پر پیار کی مہر لگائی۔ ایک بار۔۔۔ دوبار۔۔۔ اس نے جنت کی نیلی آنکھوں پر بھی پیار کی مہر لگائی۔

جنت کو اس کا وہ مقام ملا جس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ مگر ہر خوشی کے بعد غمی ضرور آتی ہی جیسے ہر سویرے کے بعد اندھیرہ۔۔۔

★★★★★★★

فضا بیگم بار بار پریشانی کے عالم میں دروازے کو دیکھ رہی تھیں۔

"کہاں رہ گئی ہے کتنی دیر ہو گئی اسے گھر سے نکلے ہوئے "انہوں نے گھڑی کیطرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپکو بتا کر گئیں تھیں کہ کہاں جا رہی ہیں" ماہم نے پلیٹ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں کہہ رہی تھی کوئی ضروری کام ہے سائرہ ذرا اسے کال کر کے پوچھو کہاں ہے مغرب ہو گئی اور لڑکی گھر سے غائب ہے" انہوں نے موبائیل میں مصروف سائرہ سے کہا۔

"امی میں تین چار بار کال کر چکی ہوں کال بند جا رہی ہے۔۔۔۔آپ فکر کیوں کر رہی ہیں آجائے گی نہ" سائرہ نے مصروفانہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب آجائے گی میری جنت اتنی لاپرواہ نہیں تھی اتنی دیر تک وہ کبھی زندگی میں باہر نہیں نکلی" انہوں نے جاہ نماز اٹھاتے ہوئے کہا۔وہ ابھی یہ سب بول ہی رہی تھیں کہ انہیں جنت آتی ہوئی دیکھائی دی۔فضا بیگم کی جان میں جان آئی۔

"اسلام علیکم امی" اس نے بجھے بجھے لہجے میں جواب دیا۔

"وعلیکم اسلام کہاں تھی اتنی دیر سے" وہ جانتی تھی کہ یہ سوال اس سے ضرور ہوگا۔

"اب ان کو کیا بتاؤں کہ کیا کیا کر کے آئی ہوں آج میں۔۔۔۔واہ جنت آفرین ہے تم پر" اس نے دل میں سوچا۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔۔۔۔۔کہاں تھی صبح کی۔۔۔۔تم کچھ دنوں کی سکول سے دیر سے آ رہی ہو۔۔۔۔تمہارے چال چلن کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔۔۔۔آج پورا دن گھر نہیں تھی تم۔۔۔۔بولو کہاں گئی تھی جنت" وہ بلکل خاموش تھی لفظ جو نہیں مل رہے تھے اپنے کارنامے بتانے کے لئے۔

"اسلام علیکم آنٹی" اتنے میں اسے پیچھے سے کسی لڑکی کی آواز آئی۔جنت نے یک دم پیچھے مڑ کر دیکھا تو بے بی پنک پٹیالہ قمیض شلوار کے اوپر مہرون دوپٹہ سلیقہ سے سر پر لیا ہوا مسکراتی ہوئی الینہ کھڑی تھی۔وہ چل کر جنت کے قریب آئی۔

"وعلیکم اسلام آپ کون" فضا بیگم کبھی جنت کو اور کبھی اس کو دیکھ رہی تھیں۔"آنٹی وہ میں جنت کی کالج فرینڈ الینہ۔۔۔۔دراصل میں تین سال بعد اٹلی سے آئی ہوں نہ تو سوچا جنت سے مل لوں اس دن سکول سے آتے ہوئے ملی تھی مجھے تو میں نے کہا تھا بدھ کو پلین بنانا تمہیں سمندر میں لے کر جاؤں گی" ایک لمبی کہانی اور وہ بھی جھوٹی۔۔۔۔۔الینہ نے سنادی جس کا وہم وگمان میں بھی جنت نے تصور نہ کیا تھا۔وہ حیرانگی سے سر جھکائے اسے سن رہی تھی۔

"یہ سچ کہہ رہی ہے۔۔۔جنت" فضا بیگم نے جنت کو دیکھا۔جنت نے تھوک نگلا۔

"جی امی یہ سچ کہہ رہی ہے" جنت نے ہامی بھری۔

"پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا بیٹا" فضا بیگم نے نرم لہجے میں کہا۔

"آنٹی پڑھائی میں بہت مصروف رہتی تھی۔۔۔۔۔سوچتی تھی کہ جنت کے گھر جاؤں گی پر ٹائم ہی نہیں ملتا تھا پھر اٹلی چلی گئی اب سوچا کہ جنت کی کوئی بات مانے گا نہیں میں خود ہی چلی جاؤں جنت کی صفائی دینے" فضا بیگم نے سرہلادیا۔جنت کے دونوں آبرو اٹھے کیا زبردست جھوٹ تھا۔

"آؤ بیٹا بیٹھو کھانا کھا کر جانا۔۔۔ویسے بھی ٹائم ہو گیا ہے کھانے کا" فضا بیگم کچن کی طرف بڑھنے لگی۔

"نہیں آنٹی بہت شکریہ بس میں جا رہی ہوں ماما ویٹ کر رہی ہونگی میرا"

"آؤ میں تمہیں دروازے تک چھوڑ دوں" جنت اس کے ساتھ دروازے تک گئی۔الینہ نے رک کر جنت کو دیکھا۔

"اوہ۔۔۔تو آپ ہیں مسز غزوان شاہ۔۔۔۔ویسے مجھے غزوان کی پسند پر ہمیشہ سے یقین تھا" الینہ نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"میں نے آپکو پہچانا نہیں۔۔۔۔" جنت نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"اوہ۔۔۔۔سوری میں بتانا بھول گئی۔۔۔۔میں الینہ ہوں غزوان کی کالج فرینڈ اسے پتہ تھا کہ تمہاری امی تم سے پوچھ تاچھ ضرور کریں گی سو ہی از یور ہسبنڈ اسے تمہاری فکر تھی اس نے مجھے بھیج دیا۔۔۔اب جب بھی تم اور غزوان کہیں جاؤ گے تو میں تمہیں لینے آؤں گی رائٹ۔۔۔۔" جنت کا آبرو اٹھ گیا۔اس نے ہاں میں سرہلایا۔

"ٹھیک ہے اللہ حافظ اب اگلے ٹور کے لئے تیار رہنا مجھے اپنی شہزادی کو بہت جگہوں میں گھمانہ ہے" پیچھے فضا بیگم کو آتے دیکھ کر اس نے بات بدل لی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔انشااللہ ضرور جائیں گے" جنت نے دروازہ کھولا الینہ کے جاتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور اندر چلی گئی۔

★★★★★★★

وہ سات بجے کے قریب گھر کے اندر داخل ہوا۔ بھوک کے مارے اس کا پیٹ پھٹا جا رہا تھا وہ جلدی سے کچن کی طرف گیا۔فاریہ آج اپنے لئے نیوڈش بنا رہی تھی۔ جب اسے اپنے پیچھے عزوان کی آواز آئی۔

"اوہ ماشااللہ دیکھو تو صحیح آج کچن میں کون کھڑا ہے" فاریہ نے ایک دم پیچھے دیکھا۔رومیلہ کی کہی ہوئی ہر بات اسے یاد آگئی۔

"عزوان تم۔۔۔کہاں تھے صبح سے" اس نے چمچ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیوں تم میرا انتظار کر رہی تھی" عزوان اس کے قریب گیا۔

"جی بلکل بھی نہیں سفیان بھائی اور چاچو پوچھ رہے تھے اس لئے" اس نے بات بدل دی۔

"اچھا تو وہ دونوں تم سے پوچھ رہے تھے کہ میں کہاں ہوں واہ جی۔۔۔" اس نے چمچ پر انگلی مار کر اسے چاٹا۔

"یہاں کیوں آئے ہو۔۔۔۔" فاریہ نے غصے سے کہا۔

"مجھے شیلس پرفیوم کی خوشبو آرہی تھی اسی لیے یہاں آگیا" فاریہ نے اسے دیکھا۔وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔

"بہت خوش لگ رہے ہو معشوقہ پٹ گئی ہے کیا" فاریہ کی بات سن کو وہ ہنس دیا۔

"وہی تو کوشش کر رہا ہوں مگر سمجھ نہیں آرہی کیسے پٹاؤں" فاریہ اس کی بات پر مسکرائی اور پھر غصے سے اس کے ہاتھ سے چمک کھینچی۔

"اچھا چھوڑو ساری باتیں۔۔۔۔ مجھے کھانا دو بہت بھوک لگی ہے" عزوان نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا بیٹھو میں دیتی ہوں۔۔۔۔ویسے خانسامہ نے ابھی کھانا بنا یا تو نہیں پر پھر بھی میں دیکھتی ہوں کچھ ہوگا"

عزوان کرسی کھینچ کر بیٹھا۔فاریہ کھانا گرم کر کے لائی اور عزوان کے سامنے رکھا۔

"تم کیا بنا رہی ہو جس کی اتنی خوشبو ہے" غزوان نے سالن پلیٹ میں ڈالا۔

"میں کراچی کی مشہور کڑاھی بنا رہی تھی مگر پتہ نہیں وہ کیا بن گئی ہے" غزوان اس کی بات پر ہنسا۔فاریہ نے سخت نظروں سے اسے دیکھا۔

"پھر چپ چاپ اسے یہیں پر بیٹھ کر کھالو موم نے دیکھ لیا تو تمہیں کبھی قبول نہیں کریں گی۔۔۔" فاریہ کا ہانڈی میں چلتا ہاتھ رک گیا۔

"کیا۔۔۔۔؟" غزوان کا نوالہ منہ میں جاتے جاتے رک گیا۔فاریہ اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں یار کام کرو مذاق کیا تھا۔۔۔۔ڈراؤ تو مت نہ" اس نے ہاتھ سے چولہے کی طرف اشارہ کیا۔

"تم آج ٹھیک نہیں لگ رہے مجھے غزوان۔۔" فاریہ نے سالن میں پانی ڈالا تو اس میں سے خوب دھواں نکلا۔ دوسرے دیچکے میں چاول ابل رہے تھے۔

"ہوں جب انسان کسی کو پہلی بار غور سے دیکھے نہ۔۔۔تو وہ بندہ اسے ٹھیک نہیں لگتا" فاریہ نے زور سے چمچ چولہے پر رکھی۔"اللہ۔۔۔اللہ حد ہو گئی ہے آج ایک تمہاری بہن میری باتوں کا پتہ نہیں کیا مطلب نکال رہی تھی اور ایک تم۔۔۔ایک جیسے ہو دونوں۔۔۔" اس نے سالن کا دیچکا ڈھک دیا۔

"اچھا تو تم مجھے سیکھا دو کہ مجھے کیسا ہونا چاہیے۔۔۔تمہارے جیسا" فاریہ کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھی۔

"ہونہہ۔۔۔میں تو مر جاؤں گی مگر تم میرے جیسے کبھی نہیں بن سکو گے" فاریہ کی بات پر غزوان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم مر کر تو دیکھو میں نہ ہوا تم جیسا تو کہنا" فاریہ نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔

"توبہ میرے مرنے کی کتنی خواہش ہے تمہیں" فاریہ نے پانی گلاس میں انڈیلا اور اسے لبوں سے لگایا۔

"کیوں نہ ہو تمہارے مرنے کے بعد میں جو سدھر جاؤں گا" کتنی لاپرواہی سے اس نے یہ الفاظ کہے تھے۔فاریہ کچھ کہنے ہی لگی تھی۔

"ماشااللہ۔۔۔ماشااللہ۔۔۔سبحان اللہ دیکھو تو صحیح دو چاند ایک ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں" رومیلہ کی چہکتی آواز سن کر فاریہ نے سر پکڑ لیا۔عزوان کھاتے ہوئے مسکرایا۔

"ویسے فاریہ مجھے لگا کہ تمہیں میری باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن یہاں تو ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا جا رہا ہے واہ۔۔۔واہ" رومیلہ نے فاریہ کے کندھے پر بازو رکھتے ہوئے کہا۔فاریہ نے سر اٹھا کر رومیلہ کو دیکھا جس کے چہرے پر شرارت تھی۔

"نہیں عزوان کو بھوک۔۔۔"

"ارے یار میں نے اسے کہا تھا کہ میں سب کے ساتھ کھالوں گا کھانا مگر اسے میری فکر تھی (فاریہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا) اور اس نے مجھے کھانا گرم کر دیا" عزوان نے پلیٹ سائیڈ پر کرتے ہوئے کہا۔فاریہ یک دم کھڑی ہوئی۔

"اٹھو۔۔۔نکلو یہاں سے اٹھ جاؤ" فاریہ نے انگلی سے باہر کی طرف اشارہ کیا اور سخت لہجے میں کہا۔

"جا رہا ہوں۔۔۔اتنی فکر مت کیا کرو نظر لگ جائے گی" عزوان کرسی دھکیل کر اٹھا۔

"اوہ خدایا کتنے کیوٹ لگ رہے تھے آپ دونوں۔۔۔" رومیلہ نے تالی بجاتے ہوئے کہا۔

"یہ۔۔۔اسے بھی لے کر جاؤ ساتھ۔۔۔نکلو دونوں۔۔۔" اس نے رومیلہ کے بال زور سے پکڑے۔

"آہ۔۔۔چھوڑو مجھے جا رہی ہوں میں۔۔۔کباب میں ہڈی بن گئی نہ اس لئے غصہ آگیا بھابھی کو" فاریہ نے جوتی اتاری۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ مارتی رومیلہ وہاں سے بھاگ گئی۔عزوان ہنسا۔

"منحوس لڑکی" اس نے جوتی زمین پر پٹخی۔عزوان اس کے قریب آیا۔

"تھینک یو" جھک کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کی اور چلا گیا۔فاریہ وہیں شل ہو گئی۔اگر انہیں اتنے قریب کوئی دیکھ لیتا۔۔۔اف

"دور سے بھی بندہ تھینک یو کہہ سکتا ہے" وہ واپس اپنے کھانے کی طرف مڑی۔وہ دونوں چڑیاں شاہ ولا کی رونقیں تھیں اور خون جانتا تھا کہ وہی دونوں سب سے زیادہ تباہ و برباد ہونے والی تھیں۔

★★★★★★★

جنت فریش ہو کر باہر آئی اور شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر بال سکھانے لگی جب اس کی نظر شیشے میں موجود اپنے وجود پر پڑی اس کے بالوں میں چلتے ہاتھ رک گئے۔اسے خود کو دیکھا بھی نہیں جا رہا تھا۔وہ ایک ایک پل یاد آ گیا جو اس نے آج عزوان کے ساتھ گزارا تھا۔

"جنت۔۔۔۔ تمہیں بلکل بھی شرمندگی نہیں ہو رہی "اسے سامنے شیشے میں اپنا ضمیر نظر آیا۔

"شرمندگی کس بات کی شوہر ہے وہ میرا "اس نے دوٹوک جواب دیا۔

"کون جانتا ہے کہ وہ تمہارا شوہر ہے سوائے چند لوگوں کے"

"میں مانتی ہوں اور وہ مجھے اپنی بیوی مانتا ہے۔۔۔۔بس بات ہی ختم "جنت نے اپنی آنکھوں میں ڈر کو ڈھونڈنے کی کوشش کی۔

"ایک بار سوچو صرف ایک بار۔۔۔۔۔کیا ہو گا جب تمہاری ماں کو پتہ چلے گا کہ تم نے چھپ کر نکاح کر لیا ہے اور صرف نکاح ہی نہیں بلکہ۔۔۔۔۔۔تم تو ہر حد پار کر چکی ہو "جنت کے دل سے ڈر کی لہر گزری۔

"عزوان نے واعدہ کیا ہے۔۔۔۔وہ ہو گا میرے ساتھ "اس نے فخر سے کہا جیسے اپنا ڈر چھپا رہی ہو۔

"مجھے تو اس کے کسی واعدہ پر یقین نہیں ہے۔۔۔۔"

"خدا کے لئے چلی جاؤ میری کمر پر بوجھ مت بنو جو ہوا سو گیا بس۔۔۔۔۔۔اور جس نے ہونا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا مجھے قسمت پر بہت یقین ہے جاؤ تم یہاں سے "اس نے سخت لہجے میں کہا۔جب اچانک اسے پیچھے سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔سائرہ کمرے میں داخل ہوئی۔جنت برش اٹھا کر بالوں پر مارنا شروع ہو گئی۔

"ویسے جنت تمہاری یہ دوست الینہ پہلے کبھی نہیں دیکھی "سائرہ نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے کونسا دیکھی تھی "اس نے دل میں سوچا۔

"ہاں اب دیکھ لی نہ بس خوش ہو جاؤ "اس نے بالوں کو کیچر لگا یا۔

"مجھے معاملہ کچھ اور لگتا ہے اتنی دیر تم کسی سہیلی کے ساتھ آج تک نہیں رکی" جنت نے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں تو اب وہ آگئی ہے۔۔۔۔تو بس میں بھی رک گئی" جنت کو کوئی الفاظ سمجھ نہیں آرہے تھے کہ وہ کیا کہے۔

سائرہ نے اسے غور سے دیکھا وہ کمرے سے باہر جانے لگی۔سائرہ جلدی سے اٹھی۔

"مجھے بتاؤ جنت۔۔۔۔تم کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔۔بتاؤ کیا کر کے آئی ہو" اس نے جنت کا بازو پکڑ کر اسے زور سے اپنی طرف موڑا۔

"کچھ نہیں کیا سائرہ۔۔۔۔مجھے چھوڑو" اس نے اپنی بازو چھڑانے کی کوشش کی۔

"یہ آج تم پھر اس لڑکے سے مل کر آئی ہو۔۔۔۔جنت اپنی ملاقات صرف ملنے تک رکھنا۔۔۔۔حد سے تجاوز مت کرنا سمجھ آئی بات ورنہ تم بڑی ہو اور تمہارا اثر ہم چھوٹی بہنوں پر پڑے گا یاد رکھنا" جنت بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔سائرہ نے اس کا بازو چھوڑا جنت جلدی سے باہر نکل گئی۔

★★★★★★★

قسط نمبر:10

وقت گزرنے لگا بغیر کسی آڑ یا مشکل کے۔جنت کبھی کبھار عزوان سے ملنے جاتی رہی اور الینہ روز اس کھیل کا حصہ بنی۔ان کی ملاقاتیں حد سے باہر ہو جاتی تھیں۔جنت کھو گئی تھی کہیں۔وہ جنت جس نے انیس سال کی عمر میں خود کو اور گھر والوں کو سنبھالا تھا۔وہ عزوان کی محبت میں بہت دور چلی گئی تھی۔ہر وقت بس خاموش رہتی ضرورت کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتی تھی اور اس تبدیلی کو سب نے محسوس کیا تھا۔عزوان نے کتنے واعدے نہیں کئے تھے اس سے اور وہ اس کے ہر واعدے پر یقین کر لیتی تھی۔فاریہ اور عزوان کافی آگے نکل چکے تھے۔عزوان تو کبھی کبھار زلیخہ بیگم کو ہلکے ہلکے اشاروں میں کہہ دیتا تھا کہ وہ فاریہ کو پسند کرتا ہے اور وہ تو ماں تھی اس کے اشارے کیسے نہ سمجھتی۔سفیان کے انتظار کے دن ختم ہو گئے تھے اور وہ دن بھی آگیا تھا جس دن اس کی فاتح کے ساتھ میٹنگ تھی۔اس کے بعد تو اسے وہ ملنا تھا جس کی اس نے پہلی بار حسرت کی تھی۔غلط ہو رہا تھا سب۔۔۔۔ صحیح انسان صحیح

وقت میں غلط انسان سے محبت کر رہا تھا۔کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کی قسمت میں کیا لکھا ہے کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★

وہ دونوں ساحل سمندر پر بیٹھے تھے۔کیا سے کیا رشتہ ہو گیا تھا ان کے بیچ۔

"میرا دل بہت پریشان ہے غزوان۔۔۔۔"جنت نے اپنے ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔۔۔۔"غزوان سمندر کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہو گا جب سب کو پتہ چلے گا کہ میرا نکاح ہو گیا ہے"

"کچھ نہیں ہو گا نکاح گناہ نہیں ہے جنت"غزوان نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"پر جیسے ہم نے کیا ہے ویسے گناہ ہی ہے"جنت نے دوبارہ اس کے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھا۔

"ادھر میری طرف مڑو۔۔۔۔"غزوان نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔

"کیوں اتنی پریشان ہو مجھ پر یقین نہیں ہے کیا۔۔۔۔"اس نے جنت کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"خود سے زیادہ یقین ہے غزوان تب ہی تو اتنے بڑے بڑے قدم اٹھا لیے"

"بس آگے بھی بڑے بڑے قدم اٹھانے ہیں سمجھ آئی"جنت نے سر ہلا دیا۔

"غزوان تم اس نکاح کو کب تک چھپاؤ گے۔۔۔"جنت نے سمندر کو دیکھتے ہوئے کہا۔وہی سمندر جو برستی بارش میں ایک بار پھر اس سے ملنے لگا تھا۔یہیں اسی مقام پر کسی اور کے ساتھ۔۔۔۔۔آہ محبت کتنی ظالم ہوتی ہے یہ۔۔۔

"جب تک یہ نکاح ظاہر نہیں ہو گا۔۔۔۔۔"جنت نے یک دم اسے دیکھا۔غزوان نے بھی اس کی طرف دیکھا۔وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا مطلب غزوان۔۔۔۔"

"سمجھ جاؤ۔۔۔۔"جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"اوہ۔۔۔تو موصوف کا مطلب کافی گہرا ہے" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور سناؤ کیسے حالات ہیں گھر کے کسی کو شک تو نہیں ہوا۔۔۔۔" جنت نے نفی میں سر ہلا یا۔

"مجھے پتہ ہے۔۔۔ مائے وائف از سوانٹیلیجنٹ رائٹ نا۔۔۔"

"جی نہیں میرا شوہر زیادہ انٹیلیجنٹ اور کیوٹ ہے" جنت نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے کہا۔۔۔۔ میری بیوی اتنی پیاری ہے کہ دل کر تا ہے ہر وقت اسے دیکھتا رہوں۔۔۔اس کی وہ نیلی آنکھیں جس کی وجہ سے روز میں مدہوش ہو جا تا ہوں۔۔۔" جنت مزید مسکرائی۔خاوند کے منہ سے بیوی اپنی تعریف سن کر یوں ہی خوش ہوتی ہے۔

★★★★★★★

سائرہ نے شربت کے گلاس ان کے سامنے رکھے۔

"اور سناؤ نرگس کیسے آنا ہوا۔۔۔" فضا بیگم نے شربت کا گلاس اس کے سامنے رکھا۔

"ارے بڑی خوشخبری لائی ہوں تمہارے لئے" فضا بیگم اس کی بات سن کر تجسس میں پڑ گئیں۔

"کیا خوشخبری اللہ خیر کرے"

"ارے وہ تمہاری بھانجی نہیں ہے۔۔۔صوبیہ جس کی ابھی شادی ہوئی"

"ہاں۔۔۔" فضا بیگم نے سر ہلا یا۔

"اس کے خاوند کے رشتہ دار ہیں انہوں نے کہیں اپنی جنت کو شادی پر دیکھ لیا۔۔۔۔تو ان کی دادی تو میرے پیچھے ہی پڑ گئی کہ اس کی امی سے بات کرو میرے بڑے پوتے کے لئے" فضا بیگم کے آبر واٹھے۔

"تم نے دیکھا ہے کیسا خاندان ہے۔۔۔۔"

"بہت بڑا خاندان ہے اگلے سید ہیں سید۔۔۔۔انتہائی معزز اور شریف خاندان ہے ایک سے ایک خوبصورت بندہ ہے اس خاندان میں اخلاق بھی انتہائی اچھے ہیں" نرگس نے ہاتھ ہلا ہلا کر تعریفیں کی۔

"اور لڑکا وہ کیسا ہے۔۔۔"

"کیا بتاؤں فضا۔۔۔اتنا خوبصورت جوان ہے اف سوچ ہے تمہاری۔۔۔اپنا بزنس چلاتا ہے۔۔۔۔ خوب محنت کرتا ہے وہ نہیں ہے فاتح بن الیاس۔۔۔اس کے ساتھ کافی گٹھ جوڑ ہے اس کا (فضا بیگم یک دم سیدھی ہوگئیں جیسے انہیں دلچسپی آگئی ہو)۔۔۔۔ لمبے خوبصورت قد والا۔۔۔ میں تو کہتی ہوں جنت کی لاٹری نکل آئی قسم سے" فضا بیگم نے سرہلایا۔

"فضا میں تو کہتی ہوں بلکل نہ مت کرو۔۔۔۔وہ لوگ کل آئیں گے جنت کو دیکھنے ایسا رشتہ صرف قسمت والوں کو ملتا ہے"

"کل آئیں گے۔۔۔۔اتنی جلدی"

"ارے انہوں نے تو تین ماہ پہلے آنا تھا مگر اس لڑکے کی میٹنگ تھی فاتح بن الیاس کے ساتھ اس لئے نہیں آئے وہ۔۔۔"

"ٹھیک ہے آنے دو وا نہیں۔۔۔" فضا بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا شربت تو لو نہ۔۔۔۔" نرگس نے اس کی بات سن کر شربت لیا۔اب فضا بیگم سوچ میں پڑ گئیں تھیں۔

★★★★★★★

گاڑی گھر کے سامنے والی گلی کے باہر رکی۔

"چلیں آگئی آپکی منزل" غزوان نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔جنت نے افسردہ نظر سے غزوان کو دیکھا۔

"کیا ہوا منہ کیوں لٹکا یا ہوا ہے" غزوان نے اس کی طرف دیکھا۔

"دل ہی نہیں کر رہا جانے کا۔۔۔۔" جنت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو نہ جاؤ۔۔۔آؤ ہوٹل میں چلتے ہیں" جنت اس کی بات سن کر شرما دی۔غزوان مسکرا یا اور اپنی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا۔جنت اترنے لگی۔

"جنت یہ لو۔۔۔" اس نے ہزار ہزار کے نوٹ نکال کر اسے دیے۔

"یہ کیا ہے غزوان" اس نے اپنی بڑی نیلی آنکھوں سے غزوان کو دیکھا۔

"پیسے ہیں رکھ لو۔۔۔"

"نہیں میں نہیں رکھتی پاگل تو نہیں ہو" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا مطلب پاگل تو نہیں ہو شوہر ہوں تمہارا تمہیں پیسے دے رہا ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ میں پاگل ہوں ہاں۔۔۔ رکھو انہیں چپ چاپ ورنہ میں بات نہیں کروں گا" غزوان نے سخت لہجے میں کہا۔ جنت نے وہ پیسے لیئے۔

"تھینک یو۔۔۔"

"ویلکم مائے ڈیر۔۔۔۔" غزوان نے مسکرا کر کہا۔ جنت گاڑی سے اتری۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی نرگس بیٹھی ہوئی تھی۔

"ارے اسلام علیکم نرگس آنٹی کیسی ہیں آپ" اس نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام بیٹا میں بلکل ٹھیک ہوں شکر ہے تم آگئی بیٹھو یہاں۔۔۔۔" انہوں صوفے پر اپنے ساتھ جگہ خالی کرتے ہوئے کہا۔ جنت ان کے پاس آکر بیٹھی۔

"بیٹی میں تمہارے لئے ایک بہت اچھا رشتہ لے کر آئی ہوں۔۔۔۔۔" یہ سننا تھا کہ جنت کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔

"کل تمہیں لڑکے والے دیکھنے آرہے ہیں۔۔۔۔ ان کے سامنے تیار شیار ہو کر جانا۔۔۔" جنت کا پورا وجود کانپ گیا۔

"رشتہ۔۔۔۔ میرے لیے۔۔۔" اس نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں جنت بس بہت ہوگیا۔۔۔۔تم چوبیس سال کی ہوگئی ہو اگر یہ رشتہ ہاتھ سے چلا گیا تو کبھی ایسا رشتہ واپس نہیں آئے گا۔۔۔"فضا بیگم کی بات سے اس کے سر پر پہاڑ ٹوٹ دیا۔

"نہیں امی ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔۔میں شادی"جنت نے ایک دم کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں کرنی بہت سن لی تمہاری من مانی۔۔۔شادی ہوگی تو یہیں ہوگی۔۔۔ورنہ بہت برا ہوگا"فضا بیگم نے غصے سے کہا۔جنت نے اپنا سر پکڑلیا اور بھاگ کر کمرے میں چلی گئی۔

"کوئی نہیں وہ لڑکیاں ایسے کرتی ہیں جنہیں والدین بہت عزیز ہوں"نرگس نے فضا بیگم کو تسلی دی۔

"مانے گی کیسے نہیں میں بھی دیکھتی ہوں۔۔"فضا بیگم نے غصے سے جنت کے کمرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں۔۔۔"نرگس نے اٹھتے ہوئے کہا۔اب کھیل شروع ہوگیا تھا۔۔۔ہر قسمت پر یقین رکھنے والے کا کھیل۔

★★★★★★

وہ کمرے میں گئی۔اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔اس نے جلدی سے موبائل اٹھا یا اور غزوان کو میسج کیا۔

"غزوان۔۔۔نرگس آنٹی میرے لیے رشتہ لے کر آئیں ہیں اور امی نے بھی ہامی بھردی کل لڑکے والے دیکھنے آرہے ہیں۔۔۔پلیز میری مدد کرو۔۔۔اب میں کیا کروں بتاؤ مجھے"اس نے یہ لکھ کر میسج سینڈ کیا۔

غزوان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔جب اسے میسج ملا۔اس نے میسج پڑھا۔

"اوہو بیچاری جنت۔۔۔۔اب تم شادی کرو اور غزوان تمہیں ملے گا نکاح کے بعد۔۔۔۔"اس نے موبائل آف کردیا۔

جنت ریپلائے نہ پاکر مزید ٹینشن میں ہوگئی۔اس نے غزوان کو کال کی۔

"آپ کا ملایا ہوا نمبر اس وقت بند ہے برائے مہربانی کچھ دیر بعد کال کریں۔۔۔"اس نے موبائل زور سے بیڈ پر مارا۔

"یہ کال کیوں نہیں اٹھا رہا یا خدا اب میں کیا کروں گی۔۔۔اللّٰہ یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔" جنت سر پکڑ کر رونا شروع ہو گئی۔ جنت کے اچھے دن ختم ہوئے اور برے دن شروع ہو گئے۔

★★★★★★

عزوان گھر میں داخل ہوا۔ گھر میں خوب ہلا گلا لگا ہوا تھا۔ وہ ہال میں آیا۔ سب کزنز بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں ہمیں بھی تو کوئی بتاؤ" عزوان نے فاریہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔ فاریہ الجھن میں پڑ گئی۔

"بھائی سفیان بھائی کی تو شادی ہو جائے گی اس کے بعد کون شادی کرے گا" عزوان نے کن اکھیوں سے فاریہ کو دیکھا تو اس نے سر جھکا لیا۔

"اس کے بعد وکرم اور اکرم بھائی کی ایک ساتھ کروائیں گے اتنا انتظار نہیں ہوتا مجھ سے" حمدان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں بیچارا چالیس سال کا ہو گیا ہے عمر گزر رہی ہے اس سے انتظار نہیں ہوتا" اکرم نے اسی جیسا منہ بنایا۔

"بئی میرے بعد تو وکرم کی باری ہے پکی۔۔۔" سفیان نے وکرم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی پہلے تیری تو ہو جائے خیر خیریت سے" وکرم نے سفیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر ہمارے عزوان کی باری آئے گی۔۔۔" سفیان نے مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھا۔

"ویسے عزوان تجھے کیسی لڑکی پسند ہے۔۔۔" اکرم نے سیدھے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کریکٹ کو نسٹن اکرم بھائی" رومیلہ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"مجھے۔۔۔۔۔۔۔بتا دوں" فاریہ مزید الجھن میں پڑ گئی۔

"اب پوچھا ہی ہے تو بتا دو۔۔۔" سفیان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"مجھے وہ لڑکی پسند ہے جو زیادہ خاموش رہتی ہو۔۔۔اس کی بھوری آنکھیں ہوں۔۔۔بال اس کے کمر تک اور کالے ہوں۔۔۔۔وہ آنکھوں میں بھر بھر کر کاجل لگاتی ہو۔۔۔ہلکا سا دوپٹہ اس کے سر پر ہو۔۔۔ایک گال پر

ڈنپل پڑتا ہو اور ہونٹ کے ذرہ سا نیچے تل ہو۔۔۔۔وہ زیادہ سے زیادہ لائٹ کلر پہنتی ہو۔۔۔ہر وقت خود کو نفاست سے سجا کر رکھتی ہو۔۔۔۔جس کی آنکھ میں شرم ہو۔۔۔۔وہ ہر کسی پر یقین نہ رکھتی ہو۔۔۔۔۔صرف مجھ سے محبت کرے اور آخری چیز جسے نئی ڈشز بنانے کا شوق ہو۔۔۔اور گھر ہر وقت اس کے کھانوں کی خوشبو سے مہکتا ہو۔۔۔۔مجھے ایسی لڑکی چاہیے "سب ایسے خاموش تھے جیسے سانپ نے سونگھ لیا ہو۔

"میں بتاؤں وہ لڑکی کون ہے۔۔۔"اکرم کی بات کر فاریہ نے ایک دم مٹھیاں بھینچ لیں۔

"کون۔۔۔۔مجھے بھی شاید وہی شک ہو رہا ہے جو تمہیں ہو رہا ہے "سفیان نے بھی فاریہ کی طرف دیکھا۔

"ارے فاریہ ذرا اوپر دیکھو "حمدان نے فاریہ کا چہرہ اوپر موڑا۔اس کے ہونٹ کے نیچے تل تھا اور دائیں گال پر ہلکا سا ڈنپل بھی۔حمدان نے اس کی آنکھیں دیکھیں تو ان میں بھر بھر کر کاجل تھا اور ان کا رنگ بھورا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔وہ فاریہ ہی ہے "وکرم نے سفیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔فاریہ نے ایک دم سر جھکا لیا۔غزوان نے مسکرا کر اپنے ساتھ بیٹھی فاریہ کو دیکھا۔

"واہ جی واہ تم تو بڑے چھپے رستم نکلے مجھے لگا تم باہر اس لئے رہتے ہو کہ کوئی لڑکی کا چکر ہے۔۔۔مگر ہمیں تو پتہ ہی نہیں دل لگی گھر میں ہو چکی ہے "اکرم نے آنکھ دبھاتے ہوئے کہا۔"ویسے بیسٹ چوائز ہے آپکی بھائی ہے نہ بھائی "رومیلہ نے اپنے ساتھ بیٹھے وکرم کو کہا۔

"نو ڈاؤٹ۔۔۔۔۔"وکرم نے کندھے ہلاتے ہوئے کہا۔فاریہ نے سفیان کی طرف دیکھا جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے سفیان کو ان سب کو چپ کروانے کا اشارہ کیا۔

"اچھا بس۔۔۔۔ختم کرو اس بات کو میری بہن شرما شرما کر زمین کے اندر چلی جائے گی۔۔۔"سفیان نے فاریہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔فاریہ کا ماتھا پسینے سے بھر گیا۔

"چلیں بھائی آپ بتائیں آپکو کیسی لڑکی پسند ہے۔۔۔"غزوان نے سفیان کو دیکھا۔

"مجھے۔۔۔۔"

"ہاں بئی سفیان اب تم بتاؤ ذرہ یہاں تو کوئی رہی نہیں اب۔۔۔" وکرم نے رومیلہ اور فاریہ کو دیکھا۔
"مجھے وہ لڑکی پسند ہے۔۔۔ جس کا قد مجھ سے صرف تھوڑا سا چھوٹا ہو۔۔۔ جس کی غصے میں آنکھیں لال ہو جائیں۔۔۔ جس کی آنکھوں کا رنگ نیلا ہو۔۔۔ (عزوان کی مسکراہٹ غائب ہوگئی) اس کی پلکیں خوب دراز ہو۔۔۔ جس کے ہونٹ گلاب کی طرح سرخ ہو۔۔۔ بال بھورے رنگ کے خوبصورت ہوں۔۔۔ وہ سر جھکا کر مسکراتی ہوا اپنے آپ میں نرالی ہو۔۔۔ جسے ایک بار دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جائے۔۔۔ جس کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہو۔۔۔ یار مجھے تو اس کے بارے میں صرف اتنا ہی پتہ" سفیان کی بار بھی سب خاموش تھے۔
"جنت آپ نے جنت کی۔۔۔" عزوان کھڑا ہوا۔
"میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔۔" یہ کہہ کر اس نے دوبارہ کسی کو نہ دیکھا اور کمرے میں چلا گیا۔۔۔ اسے آخر برا کیوں لگا تھا۔۔۔ جب اس نے جنت کو اتنی بڑی مشکل میں ڈال ہی دیا تھا تو۔۔۔

★★★★★★★

قسط نمبر: 11

جنت بار بار عزوان کو کالز کر رہی تھی مگر اس کا موبائل بلکل آف تھا۔ وہ ساری رات نہ سو سکی سائرہ اور جنت دونوں کو فضا بیگم نے سکول سے چھٹی کا کہا بہت پریشان تھی وہ کل سے۔ اب بھی وہ بیٹھی پھر کال ٹرائی کر رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ فضا بیگم کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ اس کے پاس آکر بیٹھیں۔
"کیا بات ہے جنت اتنی الجھن میں کیوں ہو۔۔۔" انہوں نے انتہائی پیار سے پوچھا۔
"امی میں یہ رشتہ قبول نہیں کر سکتی۔۔۔" اس نے روندی شکل بنا کر کہا۔
"کیوں وجہ بتاؤ۔۔۔" جنت نے اپنی ماں کو دیکھا۔
"امی۔۔۔ میں کسی اور کو۔۔۔"

"بس جنت بس۔۔۔۔۔ تم چاہے جس کو بھی پسند کرتی ہو یہ بات یہیں ختم کرو یہ لوگ بہت اچھے ہیں۔۔۔۔۔ میں ماں ہوں پال کر محنت کر کے اس لئے بڑا کیا ہے کہ میں اپنی من مانی کروں ماں کبھی برا نہیں چاہتی وہ جو بھی تمہیں پسند کرتا تھا۔۔۔اب تک کیوں نہیں بھیجا رشتہ ہاں۔۔۔۔" جنت نے تھوک نگلا۔

"امی اسکے والدین نہیں مان رہے۔۔۔۔"

"تو بس قصہ ختم کرو۔۔۔۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں جنت تم بڑی بیٹی ہو۔۔۔ شوہر اور بیٹا مر گیا کسی مرد کا سہارا نہیں رہا اس اللہ نے مدد کی ہے تو کیوں ٹھکرا رہی ہو۔۔۔۔ خدا کے لئے مان جاؤ یہ لو دو بیٹیاں اور بیانی ہیں کچھ تو رحم کرو مجھ پر یہ لو ہاتھ جوڑتی ہوں" ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں انہوں نے جنت کے سامنے ہاتھ جوڑ لئے۔ جنت تو بت بن گئی۔ اس کے اندر سانس ختم ہو گیا۔ اس نے سر جھکا لیا۔

"وہ لوگ آرہے ہیں ساتھ لڑکا بھی ہے۔۔۔۔ تیار ہو کر نیچے آجاؤ۔۔۔۔" وہ کھڑی ہوئیں۔

"اور یاد رکھنا جنت اگر تم نے انکار کیا۔۔۔۔ تو اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی۔۔۔۔ اور تم جانتی ہو فضا کاظمی قسم کی کتنی پکی ہے" جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ نکاح کا بھی نہیں بول سکتی تھی کیونکہ نکاح نامہ عزوان کے پاس تھا اور عزوان میں اتنی کھو گئی تھی کہ اس سے گھر کا پتہ بھی نہ پوچھ سکی اب جو ہونا تھا اسے کوئی ٹال نہیں سکتا تھا۔

★★★★★★★

وہ سب لوگ بیٹھے ہوئے چائے پی رہے تھے۔ سائرہ اور ماہم تو بار بار سفیان کو دیکھ رہی تھیں۔ انہیں وہ بہت پسند آیا تھا۔ سفیان کی نظریں بھی لگاتار کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ فاریہ ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

"بیٹی ذرہ اپنی لڑکی کو لے آؤ۔۔۔۔۔ ہم دیکھ تو لیں اسے" فضا بیگم نے سر ہلایا۔

"جاؤ سائرہ جنت کو بلاؤ۔۔۔۔"

"جی امی۔۔۔"وہ یہ کہہ کراوپرکمرے میں گئی۔وہ شیشے کے سامنے موبائیل ہاتھ میں لئے سر جھکائے کھڑی تھی جب سائرہ اندر آئی۔

"جنت چلو تمہیں بلارہے ہیں"سائرہ جلدی سے اس کے پاس آئی۔جنت نے اوپر دیکھا۔آنکھیں اس کی سرخ ہو چکی تھیں۔

"کیوں رو رہی ہو جنت اتنا۔۔۔۔جوگیا سوگیا۔۔۔۔تم ایک دفعہ سفیان بھائی کو دیکھو تو صحیح۔۔۔۔"جنت نے نفی میں سرہلایا۔

"وہ سب کچھ ہے میرے لیے۔۔۔۔"

"جنت خدا کے لئے امی کو دیکھو کتنی خوش ہیں وہ اور ماہم۔۔۔۔وہ تو ان میں گھل مل گئی ہے۔۔۔۔خدا کے لئے ہماری زندگی کو جہنم مت بناؤ آجاؤ پلیز جنت پلیز۔۔۔امی نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم نے نہ کی تو وہ خود کشی کر لیں گی۔۔۔اور ان کی قسم کو تم جانتی ہو کتنی پکی ہے آجاؤ دوپٹہ کرو میں تمہارا انتظار کررہی ہوں۔۔۔"یہ کہہ کر سائرہ باہر چلی گئی۔جنت نے موبائیل دیکھا۔

"کیوں عزوان تم نے تو وعدہ کیا تھا ہر مشکل میں ساتھ دو گے۔۔۔آج اتنی بڑی مشکل میں کہاں چلے گئے۔۔۔۔کاش میں اس سے نکاح نامہ لے لیتی اف میرے اللہ میری غلطیاں"اس نے موبائیل بیڈ پر پھینکا۔سفید دوپٹہ لیا اور اسے سر پر اوڑھ کو باہر چلی گئی۔

"یار کب آئے گی لڑکی۔۔۔"اکرم نے سفیان کے کان میں کہا۔

"ہاں میں تو جیسے پوچھ کر آیا تھا نہ"سفیان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آہی جائے تیری نیلی آنکھوں والی۔۔۔۔"وکرم نے یہ الفاظ بولے ہی تھے کہ جنت اندر داخل ہوئی۔سفید رنگ کے کپڑے۔بالوں کا سٹائل سائرہ نے زبردستی بنایا تھا۔چہرے پر ہلکا سا میک اپ۔وہ جنت ہی تھی کچھ دلوں کی۔ سفیان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔کتنا انتظار کیا تھا اس نے اس پل کا یہ اسی سے کوئی پوچھے۔

فاریہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔وہ جنت تھی جس کی طاقت نے اسے ایسے حال میں پہنچا دینا تھا جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

"اسلام علیکم "جنت سب سے ملی۔۔۔۔جب اس کی نظر سفیان پر پڑی تو اس کے اعصاب تن گئے۔وہ پہلے اسے دیکھ چکی تھی۔

"یہ آپکی رئیل آئیز ہیں۔۔۔"ہاں یہ وہی تھا۔سفیان سمجھ گیا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

"آؤ جنت یہاں بیٹھو۔۔۔"ذلیخہ بیگم نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔

"ماشااللہ بہت پیاری بچی ہے۔۔۔"راصیہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

"بئی مجھے تو قبول ہے یہ رشتہ تم بتاؤ فضا تمہارا کیا کہنا ہے "دادی جان نے فضا کو دیکھا۔فضا بیگم نے اپنی بیٹی کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔"پہلے ایک بار یہ دونوں اکیلے میں مل کر فیصلہ کر لیں پھر میں اپنی رائے بتاؤں گی۔۔۔"فضا بیگم نے سفیان اور جنت کی طرف اشارہ کیا۔

"ارے کیوں نہیں ضرور جاؤ بیٹا۔۔۔"جنت نے نظر اٹھا کر سفیان کو دیکھا۔ایک عکس تھا اس میں۔۔۔۔جسے وہ پہچانتی تھی مگر سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"آپ غلط کر رہے ہیں "اس نے نظر جھکا کر ادب سے کہا۔

"کیا غلط کر رہا ہوں۔۔۔"سفیان نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"آپ بہت اچھے لوگ ہیں۔۔۔۔میں ایک غلط انتخاب ہوں آپ سب کے لئے "

"کیوں کیا برائی ہے آپ میں۔۔"سفیان نے نرم لہجے میں کہا۔

"سفیان میں ایک ہی بات کہوں گی کہ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔۔"سفیان مسکرا دیا۔

"تو دل ہے کسی کو بھی پسند کر سکتا ہے آپ مجھے پہلی بار میں ہی پسند آ گئی تھیں۔۔۔اور اس دن کا بہت انتظار کیا۔۔۔اب آپ بتائیں کیا چاہتی ہیں۔۔۔"سفیان نے ہاتھ پیچھے باندھے۔

"آپ اندر جا کر انکار کر دیں" سفیان اس کی بات پر ہنس دیا۔

"میں آپکو بے وقوف لگتا ہوں۔۔۔ کسی اور کے لئے اپنی پسند چھوڑ دوں۔۔۔ایک بات یاد رکھنا جنت ہم سید جس چیز کو حاصل کرنے کی ٹھان لیں اسے حاصل کر کے ہی رہتے ہیں میں ہرگز نہ نہیں کروں گا۔۔۔ برائے کرم آپ بھی اپنے خاندان کے لئے پریشانیاں مت بنائیں۔۔۔ آپکی بہنیں اور والدہ بہت خوش ہیں انہی کی خوشی کی لاج رکھ لیں اب چلنا چاہیے" ایک لمبا لیکچر دے کر وہ اندر جانے لگا۔

"تو پھر ایک بات یاد رکھنا نکاح ہو تو جائے گا۔۔۔ مگر جنت آپکو انگلی بھی چھونے نہیں دے گی۔۔۔ ساری زندگی اس نکاح کو نہیں نبھاؤں گی میں۔۔۔" سفیان رک گیا اور ایک گہرا سانس لے کر پیچھے دیکھا۔

"منظور ہے۔۔۔۔ واعدہ ہے سفیان کا کہ جب تک آپکی اجازت نہیں ہو گی میں ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا آپکو" یہ کہہ کر سفیان اندر چلا گیا۔ اس کا تو منہ کھلا کا کھلا رہ سوچا تھا یہ ہی انکار کر دے گا مگر وہ کیا جانتی تھی یہ پھر غزوان سے پانچ سال بڑا ہے۔ وہ بھی اندر جا کر بیٹھی۔

"ہاں بچو کیا رائے ہے۔۔" دادی جان نے دونوں کو دیکھا۔

"دادی جان مجھے قبول ہے" جنت نے سفیان کو غصے سے دیکھا۔ اس نے نظریں پھیر لیں۔

"اور آپ کی بیٹا کیسا لگا میرا پوتا" جنت نے سفیان کو دیکھا۔

"ایک نمبر کا کھڑوس سوچا تھا یہی پسند کا سن کر پیچھے ہٹ جائے گا مگر یہ تو اوروں سے بھی بڑھ کر ہے۔۔۔۔ یا اللہ "اس نے نظریں جھکا کر دل میں سوچا۔

"بیٹا دادی کچھ پوچھ رہی ہیں" فضا بیگم کی آواز پر وہ ٹھٹکی۔ اس نے اپنی ماں کو دیکھا۔

"اگر تم نے انکار کیا تو قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی" اس نے سر جھکا لیا۔

"جنت کاظمی ولد قاسم کاظمی کیا آپکو سید عزوان شاہ ولد سید عالم شاہ سے حق مہر سکہ راجع وقت چار لاکھ روپے یہ نکاح قبول ہے"

"جی مجھے قبول ہے یہ رشتہ "سب کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی۔"بس فضا جمعے کو نکاح ہو گا"ایک اور دھماکہ جنت کے سر پر پھٹا۔

"کیا۔۔۔جمعہ تو چار دن بعد ہے"فضا بیگم نے حیرانگی سے کہا۔

"ہاں تو بس ہم آئیں گے بیٹی لے کر جائیں گے اور سنو کوئی جہیز دینے کی ضرورت نہیں ہے اتنی اچھی بیٹی ساری زندگی کے لئے دے رہی ہو اور کسی چیز کی ضرورت نہیں سمجھ آئی "جنت نے سائرہ کو دیکھا۔

"لیکن یہ تو۔۔۔"

"لیکن ویکن کچھ نہیں جو کہا وہ ہو کر رہے گا بس بیٹی اتنا پریشان مت ہو "اس کے بعد فضا بیگم کچھ نہ بول سکیں۔۔۔جنت کے ساتھ سب الٹا ہو رہا تھا اس نے سوچا تھا ذیادہ وقت ہو گا تو عزوان سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔۔۔مگر وہ کیا جانتی تھی قدرت نے یہ سب کچھ کس کے لئے کیا تھا۔۔۔۔وہ انسان جو صرف جنت کے قابل ہی تھا جنت اس کے مزید قریب ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

★★★★★★★

سفیان جب سے وہاں سے آیا تھا بلکل خاموش تھا اور اس خاموشی کو عزوان نے سخت نوٹ کیا تھا۔وہ لان میں بیٹھا اپنی مخصوص کافی پی رہا تھا۔لان میں لگے پھولوں کی مہک ہر جگہ پھیلی ہوئی تھی۔لان کی ایک شیشے کی بڑی سی کھڑکی تھی جس سے لاؤنج نظر آتا تھا۔

"میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں "سفیان بلکل کھویا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے میں نکاح تو کرلوں گی اس کے بعد جنت آپکو انگلی بھی چھونے نہیں دے گی میں اس نکاح کو نہیں نبھاؤ گی" سفیان نے گہرا سانس لیا۔ غزوان اندر سے گزر رہا تھا جب اس کی نظر شیشے سے باہر موجود سفیان پر پڑی۔ اس نے یہی موقع غنیمت سمجھا اور چل کر اس کے پاس آیا۔ سفیان نے غزوان کو دیکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"آؤ غزوان بیٹھو۔۔۔" اس نے آنکھوں سے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا ہوا بھائی میں دیکھ رہا ہوں جب سے آئے ہیں پریشان ہیں۔۔۔" اس نے سفیان کو غور سے دیکھا۔

"نہیں تو تمہیں کس نے کہا۔۔۔" اس نے اپنی پریشانی چھپا کر چہرے پر مسکراہٹ لانے کی کوشش کی۔

"بھائی پچس سال آپکے ساتھ گزارے آپ کب خوش ہوتے ہیں اور کب اداس بہت اچھے سے پہچان لیتا ہوں" سفیان نے غزوان کو دیکھا اب اس سے اور مسکرایا نہیں جا رہا تھا۔

"زندگی میں پہلی بار کسی کو پسند کیا تھا۔۔۔ مگر وہ بھی بٹی ہوئی نکلی" غزوان کے اعصاب تن گئے۔

"کیا مطلب"

"جنت سے اکیلے میں بات ہوئی کہتی ہے کہ۔۔۔ میں آپ کے لئے غلط انتخاب ہوں۔۔۔ آپ بہت اچھے ہیں لیکن میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں" غزوان کے آبرو اٹھ گئے وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور چور نظروں سے سفیان کو دیکھا۔

"اور تو اور اس نے مجھے دھمکی بھی دے دی ہے کہ میں نکاح تو کرلوں گی مگر اس کے بعد انگلی بھی نہیں لگانے دوں گی۔۔۔" غزوان نے سر ہلایا۔

"وہ نکاح کے لئے مان بھی گئی واہ۔۔۔" غزوان کی بات سفیان کو بہت عجیب لگی اس نے گردن موڑ کر غزوان کو سوالیہ اور عجیب نظروں سے دیکھا۔

"میرا مطلب کسی اور کو پسند کرنے کے بعد بھی وہ آپ سے نکاح کے لئے مان گئی" غزوان نے فورا بات بدلی۔ "جو بھی ہو۔۔۔ مجھے وہ اچھی لگی تو بس میں اسی سے شادی کروں گا نکاح کے بولوں میں بہت طاقت ہوتی

ہے۔۔۔ کبھی تو وہ مجھ سے بھی محبت کرے گی نہ "غزوان نے نظریں پھیریں۔کچھ دیر کے لئے دونوں میں خاموشی چھا گئی۔

"اچھا بھائی میں چلتا ہوں۔۔۔"غزوان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔سفیان نے سر ہلادیا۔

"اور آپ ہرگز فکر مت کریں۔۔۔آپ اتنے سویٹ ہیں کہ وہ آپ سے ضرور محبت کرے گی آئی سویر وہ دن ضرور آئے گا۔۔"غزوان نے ہاتھ سے سفیان کے کندھے پر تھپکی دی۔

"انشااللہ بھائی انشااللہ۔۔۔"سفیان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"غزوان انتقام۔۔۔تو لے رہے ہو ساتھ اپنے بھائی کی زندگی بھی تباہ کر رہے ہو۔۔۔چھوڑو یار بھائی مر تو نہیں جائیں گے اس کے بغیر انہیں اور کوئی لڑکی بھی مل جائے گی ڈونٹ یووری۔۔۔"اس نے گاڑی کی طرف جاتے ہوئے دل میں سوچا۔

★★★★★★

جنت خاموش بیٹھی چاند کو دیکھ رہی تھی۔وقت غلط راستے پر چل پڑا تھا۔اس نے سوچا تھا کہ غزوان کے ساتھ اب خوبصورت زندگی گزارے گی مگر اب۔۔۔ایک طرف اس کی ماں۔۔۔۔اور دوسری طرف اس کا شوہر۔اس نے ایک تلخ سانس اندر کھینچا۔اس نے موبائیل اٹھایا اور غزوان کے نمبر پر کال کی۔

"آپ کا ملایا ہوا نمبر اس وقت بند ہے برائے مہربانی کچھ دیر بعد کوشش کریں"اس نے موبائیل پھر سے رکھا۔

"جنت واعدہ کرو ہم۔۔۔ہر خوشی اور غمی میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے"اس نے آنکھیں درد سے میچ لیں۔"یہ کیا کیا غزوان۔۔۔۔اب میں گناہ کروں گی نکاح پر نکاح انکار کیا تو امی۔۔۔۔وہ اپنی قسم کی پکی ہیں۔۔۔میں کیسے روکوں گی اس شخص کو یااللہ میری مدد کر پرسوں نکاح ہے اف۔۔۔"اس نے سر ہاتھوں میں گرا لیا اور آواز نکال کر رونا شروع ہوگئی اتنا روئی کہ آنکھیں سوجھ گئیں۔غزوان کے ساتھ گزارا وقت یاد آیا۔اسے دکھ اس بات کا نہیں تھا کہ اس کا نکاح ہو رہا ہے مگر نکاح پر نکاح حرام تھا یہ تو وہ جانتی تھی اور اگر سفیان نے

زبردستی کی تو ایک پل میں جان جائے گا کہ وہ پہلے سے نکاح میں ہے۔۔۔ یا بدکردار ثابت کر دے گا۔۔۔بہت بڑی حالت تھی اس کی۔۔۔مگر وہ کیا جانتی تھی کہ اسے خدا فرش سے اٹھا کر عرش پر بیٹھانا چاہتا ہے

★★★★★★★

فاتح آفس کی راہداری پار کر کے اندر آیا۔ سفیان اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا اور کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکا اور خود کنٹرول چیئر پر جا کر بیٹھا۔

"بولو سفیان کافی انتظار کرنا پڑا تمہیں۔۔۔" اس نے کہنیاں ٹیبل پر ٹیکاتے ہوئے کہا۔

"میں نے فیکٹری کا کام شروع کر دیا ہے۔۔۔ اس کی بنیادیں میں شادی کے بعد بنوانا شروع کروں گا" اس نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"شادی۔۔۔" فاتح نے آبرو اٹھائے۔

"جی ہاں۔۔۔ شادی پرسوں نکاح ہے اور انشااللہ ولیمہ" فاتح نے اثابت میں سر ہلایا۔

"کنگریچولیشن۔۔۔ لیکن تمہیں نہیں لگتا یہ بہت جلدی اور اچانک ہے" فاتح کی بات پر سفیان مسکرایا۔

"آپ نے کونسا بہت بڑی خریداری کرنی ہے بس ترسوں ولیمہ پر حاضری دے دینا۔۔۔" فاتح نے لمبی سانس اندر کھینچی۔

"میں ضرور آتا سفیان پر میری ہفتے کو ہی میٹنگ ہے امریکہ میں اس لئے میرا وہاں جانا بہت ضروری ہے۔۔" اس نے معذرت خواہ انداز میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ اس میٹنگ کو بھی اسی دن ہونا تھا" سفیان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

خاموشی۔۔۔۔۔۔۔ خاموشی۔۔۔۔۔ خاموشی۔۔۔۔

"فاتح سر آپکی بیٹی وہ کیسی ہے۔۔۔" سفیان اس انداز میں بولا جیسے بہت خاص بات یاد آگئی ہو۔

www.urdunovelsmania.com

"بلکل اپنی ماں جیسی۔۔۔ تھوڑی بہت مجھ سے بھی ملتی ہے" فاتح نے سر جھکا کر شیشے کے کناروں پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔

"آپ امریکہ اسے چھوڑ کر جائیں گے۔۔۔۔"

"نہیں میں اسے یہاں اکیلے نوکروں کے حوالے نہیں کر سکتا" اس کا چہرہ بلکل سنجیدہ تھا۔

"لیکن وہ تو بہت چھوٹی ہے وہاں مسئلہ بنے گا آپ کے لئے۔۔۔" فاتح اس کی بات پر مسکرا دیا۔

"سفیان اتنے لمبے لمبے سفر اگر میں تہہ کر رہا ہوں تو صرف اس لیے کہ میری ماہی کی زندگی پر سکون ہو وہ ان لڑکیوں کی طرح زندگی نہ جیے جو چھوٹی چھوٹی عمروں میں ہی اپنی خواہشات کو مار دیتیں ہیں۔۔۔ اسے اتنا پیار دینا چاہتا ہوں کہ اس کی آنکھوں سے کبھی یہ سوچ کر آنسوں نہ نکلے کہ کاش میری ماں ہوتی۔۔۔" فاتح کے ہر الفاظ میں جادو ہوتا تھا۔ سفیان نے سر ہلا دیا۔ فاتح بن الیاس تو ہر کسی کی نظر میں عزت رکھتا تھا۔ جب اس کے دشمن محفلیں سجاتے تو انہیں بھی فاتح بن الیاس کے خلاف الفاظ نہ ملتے۔۔۔۔ اور کہتے ہیں کہ قدرت کا نظام ہے جیسا مرد خود ہوتا ہے اسے ویسی ہی عورت ملتی ہے۔۔۔ اور ایک تھی جو اس کے مقابل کھڑے ہونے کا شرف رکھتی تھی مگر اس تک پہنچنے کے لیے اس عورت کو بہت سے سخت مراحل سے گزرنا پڑا۔

★★★★★★★

قسط نمبر: 12

شاہ ولا میں گھما گھمی مچی ہوئی تھی۔

"ارے یار میرا دوپٹہ کہاں رکھا ہے فاریہ" رومیلہ چلاتی ہوئی فاریہ کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"یہ پڑا ہے استری کر کے رکھا ہے۔۔۔" فاریہ نے کانوں میں جھمکے ڈالتے ہوئے دوپٹے کی طرف اشارہ کیا۔ رومیلہ نے دوپٹہ لیا اور ذلیخہ بیگم کے کمرے میں گئی۔

"موم مجھے دوپٹہ کروادیں۔۔۔" اس نے دوپٹہ ذلیخہ بیگم کو دیا انہوں نے اسے دوپٹہ کروایا اور اپنی طرف موڑا۔

"ماشااللہ۔۔۔۔کہیں نظر نہ لگ جائے میری شہزادی کو۔۔"انہوں نے اسے ماتھے پر پیار دیا اور آخری قل پڑھ کر اس کے اوپر پھونک ماری۔

فاریہ نے دوپٹہ سر پر لیا اور خود کو شیشے میں دیکھا۔آج وہ ایک امیر شہزادی لگ رہی تھی۔ایک سیاستدان کی بیوی جو سروں پر سلیقہ سے دوپٹہ لیتی ہیں اور کانوں میں جھمکے پہنتی ہیں۔اس نے جونہی نظریں اٹھا کر شیشے میں دیکھا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کا سانس ایک پل کے لئے تھم گیا۔غزوان راہداری سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔کالی قمیض شلوار کے اوپر مہرون چادر کندھے پر پھیلائی ہوئی۔داڑھی کو سلیقے سے کٹوایا ہوا۔بالوں کو جیل سے پیچھے کیا ہوا۔وہ آج شہزادہ لگ رہا تھا۔وہ چل کر اس کے قریب آیا۔مہرون رنگ کے خوبصورت جوڑے میں وہ خوب جچ رہی تھی۔چمک پھیلی ہوئی تھی اس کے چہرے پر۔

"لگتا ہے چاند زمین پر اتر آیا ہے۔۔۔"غزوان نے چہرہ جھکا کر اسے دیکھا۔

"غزوان دن کے ٹائم چاند نہیں ہوتا"اس نے اپنی ہی ادا سے کہا۔

"کیونکہ آج دن کا چاند میرے سامنے جو کھڑا ہے"فاریہ کے گال بلش کرنے لگے۔فاریہ نے ہلکا سا تھپڑ غزوان کے سر پر مارا۔

"مکھن لگانا تو کوئی تم لڑکوں سے سیکھے۔۔۔"غزوان ہنس دیا۔

"فاریہ چلو بھائی۔۔۔"رومیلہ بھاگتی ہوئی آئی جب سامنے ان دونوں کو یوں دیکھ کر بریک لگائی۔

"سوری وہ میں سمجھی تم اکیلی ہو۔۔۔"اور وہیں سے الٹے قدم واپس مڑنے لگی۔

"رومیلہ۔۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں تم کو کیا کہنا تھا"فاریہ رومیلہ کے پاس آئی۔

"وہ فارس چاچو کہہ رہے تھے ہم دونوں غزوان بھائی کے ساتھ جائیں گے اسی لیے بلانے آئی تھی۔۔۔مگر آپ دونوں تو یہیں ہیں"اس نے غزوان سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر چلو ہم نکلتے ہیں۔۔۔۔سفیان بھائی نکل گئے"رومیلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو پھر ہم بھی نکلتے ہیں۔۔۔۔ حمدان کو بھی بلالو" غزوان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر گاڑی کی چابی نکالی اور نکل گیا۔ رومیلہ فاریہ کو دیکھ کر مسکرائی اور چپ چاپ وہاں سے چلی گئی۔

★★★★★★★

اسے سرخ جوڑے میں لپیٹ دیا گیا۔ اس نے اپنے آپکو شیشے میں دیکھا۔

"ارے یار وہ لوگ نکل چکے ہیں۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں گے" جنت نے آنکھیں میچ لیں۔

"ارے ارے ہماری جنت کو تو کوئی دیکھو اس کی تو آنکھیں دیکھ کر ہی سفیان صاحب سب بھول جائیں گے"

آمنہ کی بات پر سب ہنس دیں۔ جنت کے گلے میں کچھ اٹکا۔

"ویسے جنت تم اسے کیا کہو گی ارم۔۔۔۔ شاہ صاحب کہنا۔۔۔ اس پر سوٹ کرتا ہے" ایک اونچا قہقہہ ہوا میں گھونجا۔

اس نے خود کو مشکل سے قابو کیا آنکھ کا کونا گیلا ہو گیا۔

"یار جنت بہت زیادہ قسمت کھلی ہے تمہاری۔۔۔۔ اتنا خوبصورت ہے ہینڈسم امیر اور پڑھا لکھا بھی۔۔۔۔۔ اور فاتح بن الیاس کے ساتھ گٹھ جوڑ بھی ہے اس کا۔۔۔" ارم نے ہاتھ جھلا جھلا کر باتیں کیں۔ جنت کی آنکھیں سرخ ہونے لگی۔

"محبت بہت نازک رشتہ ہوتا ہے جنت۔۔۔۔ اس میں کسی تیسرے کی مداخلت اس رشتے میں دراڑ ڈال دیتی ہے اور وہ دراڑ ایک بڑے چھید کی شکل اختیار کر لیتی ہے ہمارے بیچ کوئی تیسرا نہیں آنا چاہیے" جنت کو غزوان کے کہے الفاظ یاد آئے۔ اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ اتنے میں فضا بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔

"ارے بچیوں وہ لوگ پہنچنے لگے ہیں میری جنت تیار ہو گئی۔۔۔" انہوں نے سرخ جوڑے میں لپٹی جنت کو دیکھا۔

"اوہ۔۔۔۔ ماشاللہ میری بیٹی کتنی حسین لگ رہی ہے نگت تم نے تو کمال ہی کر دیا" انہوں نے پاس بیٹھی نگت کے میک اپ کی تعریف کی۔ فضا بیگم نے جنت کا چہرہ اوپر کیا تو ایک ہی پل میں سانس تھم گئی۔ اس کی آنکھیں خون کی مانند سرخ تھیں۔

"امی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت بڑا گناہ کرنے جا رہی ہوں میں خدا کے فیصلوں کو ٹھکرا کر آپ کا مان رکھ رہی ہوں۔۔۔۔ یاد رکھنا کل کو کچھ بھی کچھ بھی ہوا تو جنت مر تو جائے گی مگر کبھی اس گھر میں دوبارہ قدم نہیں رکھے گی۔۔۔۔آپکے لئے میں بوجھ تھی حلانکہ بابا اور بھائی کے جانے کے بعد وہ میں ہی تھی جس نے آپ سب کو سنبھالا تھا اور کیا صلہ دیا مجھے۔۔۔۔ کبھی نہیں آؤں گی۔۔۔۔اگر آپ خودکشی کر سکتی ہیں تو کل کو کسی انہونی پر میں بھی خودکشی کر سکتی ہوں۔۔۔۔"اس نے بس اتنا ہی کہا اور پیچھے سے ماہم بھاگتی ہوئی آئی۔

"امی وہ لوگ پہنچ گئے۔۔۔۔۔۔"جنت نے اپنی ماں کو دیکھا فضا بیگم نے نظریں جھکا لیں۔

"تھوڑی دیر تک اسے نیچے لے آنا"انھوں نے آمنہ سے دھیمی آواز میں کہا اور چلی گئیں۔جنت نے ایک بار پھر موبائیل دیکھا لیکن کچھ ہی دیر میں اس کے ساتھ جو ہونے والا تھا وہ اس کے لئے سب سے بڑی انہونی تھی۔۔۔۔

★★★★★★★

نکاح کے لئے سب بیٹھے ہوئے تھے سوائے عزوان کے وہ قرآن لینے چلا گیا تھا اور اس نے ایسا جان بوجھ کر کیا تھا۔

"ارے فضا لے آؤ جنت کو نکاح کے لئے"انھوں نے اثابت میں سر ہلایا اور سائرہ کو اشارہ کیا۔

"چلو جنت۔۔۔۔نکاح کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔"سائرہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔جنت کھڑی ہوئی۔بھری بھری لمبے قد والی خوبصورت لڑکی تھی وہ آج تو مزید سونے پر سہاگا ہو گیا تھا۔اسے نیچے لے کر گئے۔سفیان بے اختیار کھڑا ہوا۔گولڈن اور ریڈ کام دار میکسی میں وہ پری لگ رہی تھی نیلی آنکھوں والی پری۔سفیان زیر لب مسکرایا۔جنت کو سفیان کے ساتھ بٹھا یا گیا۔

"چلیں مولوی صاحب شروع کریں۔۔۔۔"عالم شاہ نے کہا۔

"جنت کاظمی ولد قاسم کاظمی کیا آپکو سید سفیان شاہ ولد سید عالم شاہ(جنت نے یک دم اوپر دیکھا والد کے نام ایک جیسے "تو دو لوگوں کے باپوں کے نام ایک جیسے نہیں ہو سکتے کیا"اس نے اپنا خیال خود جھٹکا) سے حق مہر سکہ راجع

وقت دس لاکھ روپے میں یہ نکاح قبول ہے" جنت نے نظریں جھکا لیں۔اسے محسوس ہوا اس کے ساتھ غزوان بیٹھا ہے اور وہ اسی کمرے میں جہاں پہلے تھی۔

" تمہیں آگے بھی بہت بڑے بڑے قدم اٹھانے ہیں"

"آگر تم نے انکار کیا تو قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی" اس نے اپنی ماں کو دیکھا۔

"اگر میں ہاں کہہ بھی دوں تو کون سا نکاح ہو جائے گا واہ غزوان واہ" اس نے دل میں سوچا۔

"قبول ہے۔۔۔" سب کے چہرے کھلکھلا اٹھے۔دوسری بار پوچھا گیا اس نے ہاں کی تیسری بار پوچھا۔اس نے ہاں کی۔۔۔فضا بیگم نے شکر کے کلمے پڑھے۔سفیان سے پوچھا گیا اس نے ہامی بھری سائن ہوئے۔رسم ورواج ہوئے۔سفیان نے وکرم کو سائیڈ پر کیا۔

"یہ غزوان کہاں گیا ہے۔۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"سفیان وہ قرآن لینے گیا ہے" وکرم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" ویسے حد ہو گئی ہے گھر پہنچو سب ذرا پھر دیکھتا ہوں" اس نے دانت دباتے ہوئے کہا اور واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔جنت نے اس کا بے چین چہرہ دیکھا۔

" یا خدا میں اس معصوم کے ساتھ دھوکہ کر رہی ہوں یا اللہ میرا ضمیر مجھے مار دے گا" اس نے دوسری طرف چہرہ دیکھ لیا۔

"بیٹا اب چلنا چاہیے۔۔۔قرآن آگیا ہے" ذلیخہ نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"جی موم۔۔۔چلیں اور آپ کا نواب زادہ نکاح کے وقت بھی غائب تھا" جنت نے اس کا غصے سے بھرا چہرہ دیکھا۔

"ارے باجی آپ لوگ کھڑے کیوں ہیں۔۔۔کھانا کھالیا ہے نہ صحیح سے "فضا بیگم نے دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں بس اب چلنا ہے فضا بیگم "ان کی بات سن کر جنت نے آنکھیں بند کر لیں۔

قرآن لایا گیا۔جنت کو کھڑا کیا گیا۔

"نہ میرا کوئی بیٹا ہے اور نہ ہی جنت کا بھائی قرآن کون رکھے گا "فضا بیگم نے بھیگی آواز میں کہا۔دادی جان مسکرائی۔"اگر لڑکی کا بھائی نہیں تو کیا ہوا لڑکے کا تو ہے نہ۔۔۔آگے آؤ برخوردار بہن کے سر پر قرآن رکھو۔۔۔"عزوان مسکرایا اور قرآن ہاتھ میں لیا اور چل کر جنت کے پاس آکر قرآن اس کے سر پر رکھا۔جنت نے کسی احساس سے اوپر دیکھا تو اس کی دنیا رک گئی۔اسے ایسے لگا کسی نے اس کی روح کھینچ لی ہے۔اس کی سانسیں تھم گئیں۔پورا وجود برف بن گیا۔جنت کی آنکھیں ایک ہی جگہ پر تھیں۔وہ مسکرا رہا تھا۔کوئی ٹینشن کوئی پریشانی نہیں تھی اس کے چہرے پر۔جنت نے تو اپنا ایمان بھی اس کے حوالے کر دیا تھا۔

"چلیں۔۔۔۔۔۔"عزوان نے مسکرا کر کہا۔وہ عزوان تھا۔نہیں اس کا ہم شکل جو اسے پہچان نہیں رہا تھا۔جنت کا پورا وجود کانپنا شروع ہو گیا اس کے لئے وہاں کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔اس نے مرے قدم آگے بڑھائے۔فضا بیگم اس کے سامنے آئیں۔

"خوش رہو میری بیٹی۔۔۔"انہوں نے اس کا گال تھپتھپایا۔جنت یک دم ان کے گلے لگ کر روئی سارا درد نکل رہا تھا مگر اس درد کی کوئی حد نہیں تھی۔

"بہت برا ہوا میرے ساتھ امی۔۔۔۔بہت برا "اس نے ہچکی روکتے ہوئے کہا۔فضا بیگم نے گہرا سانس لیا وہ سائرہ اور ماہم سے ملی۔عزوان نے اب بھی قرآن اس کے سر پر رکھا ہوا تھا۔وہ اسے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھی اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں گیا گھر میں کام تھے اس لئے اس نے لے جانے سے انکار کیا۔

پورا سفر اس کی عجیب حالت رہی۔سر درد سے پھٹنا شروع ہو گیا۔۔۔

★★★★★★★

سفیان غصے سے بھرا رہا تھا۔ جنت کو صوفے پر بٹھا یا گیا۔ گھر میں کوئی مہمان نہیں تھا۔ غزوان اندر آیا۔ سفیان نے اس کی طرف دیکھا۔

"ویسے غزوان لعنت تم جیسے بھائی پر" جنت نے ہلکی سی نظریں اٹھا کر غزوان کا چہرہ دیکھا۔

"کیوں بھائی کیا ہوا ہے" اس نے بلکل انجام بنتے ہوئے کہا۔

"نکاح ہوا رسم ہوئی۔۔۔ کھانا کھا یا گیا۔۔۔ لیکن ایک پل کے لئے بھی تم وہاں موجود نہیں تھے۔۔۔ لوگ کیا کہیں گے کہ لڑکے کا بھائی اس وقت نظر آیا جب سر قرآن پر رکھنا تھا۔۔۔" وہ چلا رہا تھا۔

"لڑکے کا بھائی۔۔۔ غزوان سفیان کا بھائی ہے اور جب اس گھر میں میرے رشتے کی بات ہوتی رہی تو یہ باخبر تھا۔۔۔ اس کی بہن مجھے جانتی تھی۔۔۔ اب کیا کروں بتا دوں کہ میں اس کے نکاح میں ہوں اور اگر اس نے انکار کر دیا تو یا اللہ غزوان چاہتا کیا ہے" وہ اب بھی اس کے اتنے بڑے دھوکے سے باخبر نہ ہوئی۔ سر میں درد بڑھا۔

"بھائی میں قرآن۔۔۔"

"ارے یار جاؤ چار گھنٹے لڑکا قرآن ڈھونڈ تا رہا۔۔۔ قرآن نہیں کوئی ہیرا لینے بھیجا تھا جو تمہیں اتنی مشکل سے ملا۔۔۔ یہ کلام پاک تو ہر جگہ موجود ہوتا ہے" وہ اب بھی دھاڑ رہا تھا۔

"سفیان بس کر دو جنت تھک گئی ہو گی کمرے میں لے کر جاؤ۔۔۔ یہ کوئی وقت ہے ایسی باتیں کرنے کا" عالم شاہ نے غصے سے کہا۔

"ڈیڈ آپکی سوچ سے بھی زیادہ مان تھا مجھے اس پر۔۔۔ شادی سادگی سے کی اس کا مطلب یہ نہیں کہ۔۔۔"

"بھائی میں پہلے آ گیا تھا۔۔۔ مگر بھابھی کے گھر والوں نے روک لیا۔۔۔" جنت یک دم کھڑی ہو گئی۔ اب اس کے لئے برداشت کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ غزوان اور سفیان دونوں اس کی طرف مڑے۔ وہ سرخ جوڑے میں لپٹی لاش لگ رہی تھی۔ رنگ سفید ہو گیا تھا اس کا۔ اس نے اپنی نیلی آنکھوں سے پہلے غزوان کو دیکھا پھر سفیان کو۔۔۔

"بھابھی۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"جنت تم ٹھیک۔۔۔" سفیان نے اتنا بولا ہی تھا کہ اگلے ہی پل جنت چکرا کر زمین پر گر گئی۔ عزوان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"جنت۔۔۔۔" سفیان بھاگ کر اس کے پاس گیا۔

"یا اللہ اسے کیا ہو گیا۔۔۔" فضیلہ بیگم نے سر پکڑ لیا۔

"بھائی آپکو اس وقت یہ باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں بھابھی کیا سوچیں گی کہ پہلا دن ہی اتنا منحوس ہے اس گھر میں۔۔۔" رومیلہ نے غصے سے سفیان کو کہا۔ عزوان کے تو پاؤں چل ہو گئے تھے۔ وہ بے ہوش کیوں ہو گئی۔ عزوان کے خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ سفیان نے جنت کو اٹھایا اور کمرے میں لے گیا۔ ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ وہ جنت کو چیک کر کے باہر آیا۔ عزوان کا سانس تو رکا ہوا تھا۔ سفیان جلدی سے ڈاکٹر کے پاس آیا۔

"ڈاکٹر اسے کیا ہوا تھا۔۔۔" سفیان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ "ڈپریشن۔۔۔ سخت قسم کے ڈپریشن کا شکار ہوئی ہیں وہ۔۔۔ کوئی صدمہ ایسا ضرور ہوا ہے جس کو ان کا دماغ برداشت نہیں کر سکا۔۔۔۔ ان کا بہت خیال رکھے لڑائی جھگڑوں اور پریشانیوں سے دور رکھیں... حالت زیادہ بھی خراب ہو سکتی ہے" سفیان کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ عزوان نے آنکھیں بند کر کے اندر ہی اندر شکر کیا۔

"ڈپریشن۔۔۔ جنت ڈپریشن کا شکار ہے" سفیان نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"اللہ بہتر کرے گا آپ یہ دوا ان کو باقاعدگی سے دیں اور کھانے پینے کا صحیح خیال رکھیں۔۔۔ یاد رہے ان سے کوئی ضد نہ کرے اور نہ ایسی بات کرے جس کی انہیں ٹینشن ہو۔۔۔ وہ بہت نازک حالات سے گزر رہی ہیں" ڈاکٹر کی بات سن کر سب کے دل دھڑک اٹھے۔ عزوان نے اپنا ہونٹ دبا لیا۔

"اسے جلدی سے طلاق دوں تو میری جان بھی چھوٹے کس نے کہا تھا۔۔۔ بڑا آیا انتقام لینے والا" اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ سفیان نے نظریں جھکا لی۔ وکرم ڈاکٹر کو باہر تک چھوڑ آیا۔

"آخر کیا صدمہ پہنچا ہو گا بچی کو" رحمان شاہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں عزوان اور سفیان کی لڑائی اس کے لئے بڑی بات تو نہیں تھی" عزوان نے چور نظروں سے فارس چاچو کو دیکھا۔

"ہاں فضا بھی صحیح ہے بیمار بیٹی ہمارے سفیان کے سر ڈال دی ہوں۔۔۔ حد ہوتی ہے کمینے پن کی" فارس کی بیوی نے مزید آگ لگائی۔

"ایسی بات نہیں ہے تائی امی وہ بلکل ٹھیک تھی۔۔۔۔ لیکن اچانک ہی" فاریہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"چلو بس سفیان گیا ہے اس کے پاس پوچھ لے گا تم سب جاؤ اپنے اپنے کمروں میں کل ولیمہ بھی ہے۔۔۔۔ چلو جلدی اٹھ جاؤ سب" رحمان شاہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ عزوان کو جنت سے سخت الجھن ہونے لگی۔ بیوی اس کی اور کمرے میں بھائی کے یہ سب اس کے کم ذہن کا نتیجہ تھا۔

★★★★★★

جنت کی آنکھ صبح سات بجے کھلی۔ اس کو پہلے تو منظر حال کی سمجھ نہیں آئی۔ اس نے بازو اٹھا کو اپنی آنکھیں ملیں۔ ہاتھوں سے وہ بھاری بھر کم زیور غائب تھا۔ اس نے انگلیاں دیکھیں تو ساری انگوٹھیاں اتری ہوئیں تھیں۔ اسے کل والی ساری باتیں یاد آئی۔ پردے کھڑکی کے آگے تھے اس لئے روشنی تھوڑی مدہم تھی وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔ گلے سے ہار۔۔۔ ناک سے بالی غائب تھی۔ کانوں میں بڑے بڑے جھمکے بھی نہیں تھے۔ اس نے صوفے پر دیکھا تو عروسی دوپٹہ پڑا ہوا تھا اور جنت کے بھورے لمبے بال کھلے ہوئے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھی۔ میکسی اب تک اس کے وجود پر تھی مگر اس کا دل پھر بھی دھڑک رہا تھا۔ وہ پردوں کے سامنے گئی اور انہیں کھینچ کر پیچھے کیا تو روشنی نے شیشے کی کھڑکی کو چیر کر بیڈ کا راستہ بنا یا۔ اس نے بیڈ کی طرف دیکھا تو دھنگ رہ گئی۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔ اتنی گہری جیسے ساری رات جاگتا رہا ہو۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے۔ صرف ویسٹ پہنی ہوئی تھی اس نے۔ باری بازو جنہیں جم کے ذریعے ایسا بنا یا گیا تھا۔ سوتے ہوئے تو مرد بھی کتنا معصوم لگتا ہے۔

"توسب انہوں نے اتارا۔۔۔۔اوہ یارانہوں کی کچھ لگتی اس نے اتاری۔۔۔" یہ کہہ کر وہ وارڈروب میں گھس گئی۔ سفیان کی آنکھ دروازہ بند ہونے کی وجہ سے کھل گئی۔ اس نے فوراً کچھ خیال آنے پر پیچھے دیکھا۔ وہ وہاں نہیں تھی۔ اس نے وارڈروب کو دیکھا اور آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹ گیا۔ اے سی کی ٹھنڈی خنکی پھیلی ہوئی تھی۔ کچھ دیر میں دروازہ کھلا اور وہ باہر آئی۔ سفید پٹیالہ کے اوپر سرخ دوپٹہ۔ بال کمر تک پھیلے ہوئے۔ سفیان نے چور نظروں سے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ کل والی جنت ہی تھی۔ وہ بالوں کو برش کر رہی تھی جب نظر شیشے سے سفیان پر پڑی اس نے برش پھینکا۔

"نیچے جا رہی ہوں میں۔۔۔۔اور یہ سب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی" اس نے سخت لہجے میں کہا اور وہاں سے نکل گئی۔ سفیان مسکرایا اور بیڈ سے اترا۔

جنت ادھر اُدھر دیکھتی چل رہی تھی جب اس کی زور سے کسی سے ٹکر ہوئی۔ جب اس نے اوپر دیکھا ایک بار پھر اس کی سانسیں تھم گئیں۔ "ہائے جنت۔۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ جنت نے آگے پیچھے دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ جنت اس کا بازو پکڑ کر اسے سائیڈ پر لے گئی۔

"غزوان۔۔۔۔یہ سب کیا ہے تم نے کیسا کھیل کھیلا میرے ساتھ۔۔۔" اس نے آہستہ آواز میں کہا۔

"ایک انوکھی گیم جو شاید ہی کسی نے کھیلی ہو" جنت نے نفی میں سر ہلایا۔

"غزوان یہ گناہ ہے بیوی میں تمہاری ہوں اور رہ تمہارے بھائی کے کمرے میں رہی ہوں۔۔۔۔شاید رات کو انہوں نے میرا سارا زیور اتارا۔۔۔۔غزوان بہت غلط کر رہے ہیں ہم ان کے ساتھ ان کی کیا غلطی ہے وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں لیکن میں کیا کر رہی ہوں صرف دھوکہ۔۔۔" بول بول کر اس کا سانس بھول گیا۔

"جنت میری جان۔۔۔۔جانتی ہو میں نے تمہاری یوں شادی کیوں ہونے دی۔۔۔۔کیونکہ بھائی کسی عورت کے ساتھ زبردستی نہیں کرتے اور ابھی صحیح وقت نہیں ہے نکاح کا بتانے کا بس تمہیں ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتا تھا اس لئے بھائی کو تم سے شادی کرنے دی" ایک بکواس اور جھوٹا بہانہ بنایا۔

"ایک بات سن لو غزوان۔۔۔اگر حالات بہت خراب ہو گئے تو میں ساری سچائی کھول دوں گی سمجھ آئی تمہیں۔۔۔۔اور مجھے یقین ہے تم میرا ساتھ دو گے اب میں جا رہی ہوں تمہارا بھائی سب سے پہلے مجھے ڈھونڈے گا" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی۔

"ارے میری پیاری جنت کھول دینا مجھے سب سے زیادہ خوشی ہو گی اس بات کی" اس نے مسکراتے ہوئے سوچا اور نیچے ڈائننگ ہال میں چلا گیا۔

سب بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔سفیان اور جنت ساتھ بیٹھے تھے اور غزوان جنت کے سامنے۔۔۔۔

"بیٹا اب تمہاری طبیعت کیسی ہے۔۔۔" رحمان شاہ نے بات کا آغاز کیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔دادا جان" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"ویسے تمہیں ہوا کیا تھا جنت" صوفیہ چاچی نے مصروف انداز میں کہا۔

"وہ۔۔۔(اس نے غزوان کی طرف دیکھا) زیادہ دیر تک جاگ جاؤں تو ایسے ہی ہو جاتا۔۔۔" سفیان نے اس کی طرف جوس بڑھایا۔

"ارے بھابھی (جنت کے ہاتھ کپکپا گئے) اب تو آپکو عادت ڈال لینی چاہیے دیر سے سونے کی" غزوان کی بات پر فاریہ نے اسے کہنی ماری۔سفیان نے اسے سخت نظروں سے دیکھا۔

"غزوان پاگل ہو گیا۔۔۔۔" فاریہ نے دھیمی آواز میں اسے ڈانٹا۔جنت نے گلاس لبوں سے لگایا اور فاریہ کو دیکھا جو غزوان کو گھور رہی تھی۔"جیسا کہ ولیمہ کا فنکشن رات کو ہے تو میں سفیان اور فارس جا کر حال دیکھ آتے ہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے تم سب کو تو پتہ ہے کہ بہت سارے بڑے لوگ آنے والے ہیں۔۔۔۔۔نکاح بہت سادگی سے ہوا ولیمہ ایسے نہیں ہو گا میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں چاہتا" عالم شاہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی بھابھی کو پارلر بھی لے کر جانا ہے" رومیلہ نے بھی کھانا ختم کیا۔

"ہاں وہ عزوان لے جائے گا(جنت کے چہرے پر مسکراہٹ چھاگئی اس نے عزوان کو دیکھا جس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا)ساتھ تم اور فاریہ بھی چلی جانا" جنت نے دیکھا کہ فاریہ کے نام پر عزوان ایک دم مسکرادیا اور فاریہ کو دیکھ کر سر ہلایا۔فاریہ نے بھی مسکرا کر سر جھکالیا۔جنت کے تو حواس بھک سے اڑ گئے کچھ غلط تھا بہت زیادہ غلط مگر وہ تھی جو غلط کو پہچان نہیں رہی تھی۔۔۔۔اپنے حق کے لئے بول نہیں رہی تھی۔۔۔اس ڈر سے کہ کہیں رشتے تباہ ہو جائیں گے

★★★★★★★

وہ تینوں گاڑی میں بیٹھے تھے۔فاریہ کو اس نے آگے بٹھایا تھا اور یہی بات جنت کے سر پر چڑھ گئی۔وہ خاموش سے کھڑکی سے باہر عمارتوں کو دھوڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"بھابھی۔۔۔۔" عزوان کی آواز پر وہ ٹھٹھکی۔

"سب سے پہلے میں تمہیں بتادوں کہ میں تم سے چھوٹی ہوں برائے مہربانی بھابھی مت بولو مجھے۔۔۔"اس نے اپنے غصے کو نفاست سے باہر نکالا۔عزوان نے بیک ویو مرر سے اسے دیکھا۔

"ویل مجھے اچھا لگتا تھا خیر مجھے بتائیں میں آپکو کیا بولوں۔۔۔"اس نے سامنے سڑک پر نظریں جھماتے ہوئے کہا۔

"جنت کاظمی نام ہے میرا اسی نام سے بلالو۔۔۔"یہ سب کتنا مشکل تھا۔وہ اس انسان کو اپنا تعارف کروا رہی تھی جو اسے سب سے زیادہ جانتا تھا۔

"نہیں تو اب تو تم جنت شاہ ہو۔۔۔۔میرے(لفظ پر زور دیا) خیال سے" جنت نے نظریں گھما کر بیک ویو مرر سے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں کوئی تاثر نہ تھا۔جنت نے لب بھینچ لئے۔

"فاریہ کونسے پارلر جانا ہے۔۔۔میں تم لوگوں کو اتار کر علی کی طرف جاؤں گا۔۔۔"اس کے لہجے میں سردپن صاف محسوس ہو رہا تھا۔جنت کو محسوس ہوا اسے غصہ آیا تھا۔

"غزوان اگر تمہیں میری کوئی بات بری لگی ہو تو سوری۔۔۔" رومیلہ نے یک دم موبائیل سے سر اٹھا کر جنت کو دیکھا۔وہ اب بھی باہر دھوڑتی عمارتوں کو دیکھ رہی تھی۔باقی کا سفر خاموشی سے کٹا۔منزل مقصود پر پہنچ کر غزوان نے گاڑی روکی۔

"فاریہ مجھے ٹیکسٹ کر دینا جب فارغ ہو جاؤ۔۔۔" فاریہ نے سر ہلا دیا۔جنت نے ایک چبھتی نظر بیک ویو مرر پر ڈالی۔

"چلیں بھابھی۔۔۔۔" رومیلہ دروازہ کھولے کھڑی تھی۔جنت نے کار سے باہر قدم رکھا اور ٹھاکر کے دروازہ بند کیا۔پوری گاڑی ہل گئی۔

"بھا۔۔۔۔ میرا مطلب جنت یہ گاڑی مجھے بہت عزیز ہے کیونکہ آپکے شوہر نے دی تھی برائے مہربانی دوبارہ اپنا غصہ اس پر مت نکالنا۔۔۔پلیز" جنت نے تعجب سے اسے دیکھا۔جو سن گلاسز پہنے کھڑکی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جنت نے ضبط کا کوڑا گھونٹ بھرا۔فاریہ اور رومیلہ کے ساتھ چل دی۔

★★★★★★

قسط نمبر:13

وہ دونوں ساحل پر گاڑی کے بونٹ پر بیٹھے تھے۔غزوان بلو شرٹ کے نیچے بلیک جینز پہنے۔شرٹ کی آستین کہنیوں تک چڑھائے ہوئے۔بال ماتھے پر بکھرے تھے مگر ہوا انہیں ایک جگہ رکنے ہی نہیں دے رہی تھی۔وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح پرکشش اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

"اب کیا کرو گے یار۔۔۔۔" علی نے ٹھوڑی کھجاتے ہوئے کہا۔نظریں سمندر پر ٹکی تھیں۔

"پتہ نہیں خود سے کہانیاں گھاڑ لوں گا۔۔۔" غزوان نے موبائیل پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

"غزوان یہ بہت بڑی بات ہے تو اتنا بے فکر کیوں ہے۔۔۔" علی نے ہلکی سے گردن موڑ کر اس بے فکرے غزوان کو دیکھا۔

"تو میں کیا کروں بتاؤ۔۔۔جا کر بھری محفل میں بتا دوں کہ میرا اور اس کا نکاح ہو گیا ہے ہاں۔۔۔جسٹ شٹ اپ یار میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔۔"اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تو نے اس سے نکاح کیوں کیا ہاں۔۔۔"علی نے سرد لہجے میں کہا۔

"تاکہ میں اس سے بدلہ لے سکوں۔۔۔۔انتقام علی انتقام"اس نے علی کی آنکھوں میں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"واہ انتقام۔۔۔۔اس نے کون سی تیری بیوی بھگائی تھی جو انتقام لے گا تو کس چیز کا انتقام اس ایک تھپڑ کا۔۔۔" سمندر ٹھاٹھیں مارتا ان دو کرداروں کو دیکھ رہا تھا جو ایک دوسرے سے مختلف تھے۔

"علی۔۔۔۔اٹلی میں تم جانتے ہو جہاں میں چلتا تھا میں (ہاتھ سینے پر رکھا) غزوان شاہ تو لوگ اس کا راستہ صاف کرنے کے لئے رک جاتے تھے۔۔۔۔یہاں اس دو ٹکے کی لڑکی نے اتنے بھرے بازار میں بغیر کسی وجہ سے تھپڑ مار دیا۔۔۔اور پھر اس بندے کا طعنہ کم از کم میں یہ چیز برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔"اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔علی نے آنکھیں سکوڑ کر اسے دیکھا اور گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

"غزوان چل ٹھیک ہے تو اس لڑکی سے بدلہ لے رہا ہے لیکن سفیان بھائی کا کیا انہیں تو وہ بہت اچھی لگتی ہے جب انہیں پتہ چلے گا کہ ان کا بھائی پہلے ہی نکاح کا معارکہ سرانجام دے چکا ہے پھر کیا کرو گے۔۔۔"غزوان نے موبائیل سے نظریں اٹھا کر اس غصیلے سمندر کو دیکھا۔

"میں وہ کروں گا جو کوئی بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔"علی نے اسے شک یہ نظروں سے دیکھا۔

"بہت بڑی غلطی کر رہا ہے تو غزوان۔۔۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے آرام سے بتا دے سب کو کہ تیرا نکاح اس جنت سے ہو گیا ہے اور پھر تھوڑی سی ناراضگی کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا ہپی اینڈنگ نہیں چاہتا تو۔۔۔"غزوان اس کی بات پر ہلکا سا ہنسا اور اسے دیکھا۔" یاد ہے وہ مالیا۔۔۔۔جس نے میرا موبائیل چرایا تھا اور جب میں اس پر الزام لگایا تو اس نے مجھے تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔"غزوان دور کہیں سمندر میں اپنا ماضی دیکھ رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔جواب بے چاری معزور پڑی ہے۔۔۔"علی نے افسردگی سے کہا۔

"تو جانتا ہے اس کے ساتھ کس نے یہ سب کیا" علی اس کی بات پر چونکا۔

"کس نے۔۔؟" سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں نے (انگلی سینے پر ماری) سید غزوان شاہ نے اس کا یہ حال کیا کیونکہ ایک تو چوری اور اوپر سے سینہ زوری مجھے برداشت نہیں تھی۔۔۔" علی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ بس سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔

" یا اللہ۔۔۔ غزوان وہ اپنے ماں باپ کی ایک ہی اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔۔ ان کا سہارا یا اللہ کیا کیا تو نے۔۔۔" علی نے ماتھے کر چھوا۔

"میں بچپن سے ہی ایسا تھا۔۔۔ انتقام کی آگ میں پاگل ہو جانے والا۔۔۔ اب میرا پاگل پن جنت دیکھے گی۔۔۔ بہت جلد میری تو ہیپی اینڈنگ ہو ہی جائے گی اس بے چاری کا کیا پتہ خود کشی ہی نہ کر لے" وہ بونٹ سے نیچے اترا اور ڈرائیونگ سیٹ کی طرف گیا۔

"اور ایک اور بات علی۔۔۔ اگر تو نے کسی کو بھی بتایا کہ میرا اور جنت کا نکاح ہو چکا ہے تو یاد رکھنا۔۔۔ تیرے تمام ہراسمنٹس کے پیپرز میرے پاس ہیں۔۔۔ ایک دفعہ وہ پولیس سٹیشن چلے گئے تو پھر تیس چالیس سال بعد ہی جیل سے آؤ گے" علی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ غزوان اسے وہ غلطی یاد دلا رہا تھا جو اس نے تین سال پہلے کی تھی۔ وہ بے دلی سے بونٹ سے اتر کر گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ کسی نے ان کی باتیں نہیں سنی سوائے اس غصے سے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کے۔۔۔۔ وہ تو اس کی جھوٹی محبت کا بھی گواہ تھا۔

★★★★★★★

کراچی پر سورج سوانیزے پر تھا۔ پارلر میں خوب لوگ آجا رہے تھے۔ اوپر برائڈل میک اپ کمرے کے پاس سے کھڑے ہو کر دیکھو تو نیچے کافی بڑا پارلر تھا۔ وہ تینوں چار گھنٹے سے یہاں موجود تھی۔ سفیان پارلر کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

"ہاں بس میں پہنچ گیا ہوں۔۔۔۔ تم بے شک گھر جاؤ اور تیاری کرو" وہ فون کان سے لگائے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔ یہاں سے سیدھا گھر آؤں گا پھر ہال میں۔۔۔" لڑکیاں اور لڑکے رک جاتے اور اسے دیکھ کر کانوں میں کھسر پھسر کرتے۔ وہ اپنی اسی شان سے چل کر اوپری منزل پر گیا تو نظر رومیلہ پر پڑی۔ وہ چل کر اس کے قریب گیا۔

"اوہ پریٹی گرل۔۔۔۔۔ ام سوری آپ نے میری بہن رومیلہ کو دیکھا ہے کہیں۔۔۔ دراصل وہ کالی موٹی کھچڑی جیسے بالوں والی تھی" رومیلہ اس کی بات سن کر جہاں مسکرائی تھی وہیں سرخ بھی ہوئی۔

"دراصل میں چاہتا تھا کہ وہ آپ جیسی حسین ہوتی پر قسمت ہی پھوٹی تھی میری"

"میں آپ کی نوکر نہیں ہوں خود ڈھونڈ لیں اپنی بہن کو" رومیلہ نے تیوریاں چڑھاتے ہوئے کہا۔ سفیان ہلکا سا ہنسا۔

"اچھا بتاؤ۔۔۔ تیار ہوگئی ہے جنت" وہ مدعے کی بات پر آیا۔ پیچھے سے فاریہ نکل کر آئی۔

"اف۔۔۔ یار یہ تو دھوکہ ہے سراسر" سفیان نے آبرو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" فاریہ نے ان دونوں کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔

"مردوں کے لئے کہہ رہا ہوں بے چارے دھوکے میں پڑ جاتے ہیں اتنا بدلہ دیتے ہیں تم لڑکیوں کی شکلوں کو یہ پارلر والے۔۔۔ اللہ خسارے میں ڈالے انہیں" وہ دونوں اس کے تاثرات دیکھ کر ہنس پڑیں۔ اتنے میں پیچھے سے جنت اور پارلر کی مینیجر نکلتی دکھائی دیں۔ سفیان ایک پل کے لئے سانس بھی لینا بھول گیا۔ وہ گرے اور بلو رنگ کی میکسی میں ملبوس۔ آنکھیں بھی کپڑوں کی جیسی نکلیں اور خوبصورت طرز سے تیار کی ہوئی۔ چمکتا ہوا خوبصورت چہرہ جس میں ہلکی سی بناوٹی مسکراہٹ تھی۔ بال کرل کر کے تھوڑے آگے پھینکے ہوئے تھے اور آدھوں کا سٹائل بنا کر ان میں عروسی دوپٹہ نفاست سے لٹکایا ہوا تھا۔ وہ ہر لحاظ سے مدہوش کر دینے والی لگ رہی

تھی۔وہ چل کر سفیان کے قریب آئی۔"مسٹر سفیان آپ کی وائف تیار ہو گئیں ہیں۔۔۔نو شی لک پریٹی"مینیجر نے جنت کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔جنت نے سر کو خم دیا۔سفیان منیجر سے کچھ باتیں کرنے لگا۔جنت نے چور نظروں سے سفیان کو دیکھا۔وہ اب تک سادہ ڈریس پینٹ میں ملبوس تھا مگر کشش اور وجاہت تو جیسے ورثے میں لایا تھا۔جنت رومیلہ کی طرف مڑی۔

"رومیلہ ام ان سے۔۔۔(جنت نے ماتھا چھوا)میرا مطلب سفیان سے کہوں چلیں نہ مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا۔۔"رومیلہ نے مسکرا کر سرہلادیا اور سفیان کے قریب جا کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"اچھا اچھا چلو بس نکلتے ہیں۔۔۔(اس نے جنت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا)اوکے پھر آپ پیسے میرے اکاؤنٹ سے نکلوا سکتی ہیں"سفیان نے ایک چیک بک نکالی اور سائن کر کے منیجر کے ہاتھ میں دی۔اس نے سر کو خم دیا اور وہاں سے چلی گئی۔

"چلیں بھابھی۔۔۔فاریہ وہاں سے میکسی اٹھاؤ"فاریہ نے جھک کر میکسی اٹھائی اور وہ چاروں گاڑی کے قریب پہنچے۔سفیان نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

"بیٹھو جنت۔۔۔"جنت نے ایک نظر فرنٹ سیٹ کو دیکھا۔عزوان نے یہاں فاریہ کو بٹھایا تھا یعنی جو لوگ خاص ہوتے ہیں انہیں یہاں بٹھایا جاتا ہے اور عزوان کے لئے جنت سے زیادہ فاریہ خاص تھی اور سفیان کے لئے۔۔۔۔ہونہہ

وہ سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھی تو سفیان نے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔گاڑی زن کی آواز سے سڑک پر دوڑنے لگی۔

★★★★★★★

امریکہ میں آج موسم سخت غصے میں تھا۔ہر طرف گیلی عمارتیں اور درخت اداسی سے کھڑے چھتریاں تانے لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔آسمان کو کالے بادلوں نے گھیرے میں لے رکھا تھا۔تھوڑی دیر بعد بوندہ باندی ہوتی

جس کی وجہ سے لوگ تنگ آ گئے۔انہی سڑکوں میں گاڑیوں کا قافلہ اپنی شانوں تان سے چل رہا تھا۔کالی چم چم کرتی گاڑیاں جنہیں لوگ حسرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ایک گاڑی آگے اور دوسری پیچھے درمیان والی گاڑی میں وہ اخبار کھولے مگن پڑھ رہا تھا۔سامنے والی سیٹس میں ڈرائیور اور پرائیویٹ سیکرٹری بیٹھا تھا۔سیکرٹری کے موبائیل کی بیل بجی۔فاتح نے اخبار کا صفحہ پلٹا۔

"سر۔۔۔"سیکرٹری نے موبائیل رکھتے ہوئے کہا۔

"ہوں"اس نے بغیر سر اٹھائے دیکھا۔

"سر شفا کی کال آئی تھی۔۔۔"فاتح نے ہلکا سا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیوں خیریت۔۔۔"

"سر ماہی میڈم ان کی طبیعت بہت خراب ہے انہیں شفا ایمرجنسی میں لے گئی ہے"فاتح یک دم سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"کیوں کیا ہوا ماہی کو۔۔۔"فاتح کے لہجے میں فکر مندی جھلک رہی تھی۔

"سر انہیں فوڈ پوائزننگ ہو گئی تھی"فاتح کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"کونسے ہاسپٹل میں ہیں وہ لوگ"

"گڈ ہارٹ میں۔۔۔۔"

"فوراً گاڑی وہاں موڑو۔۔۔جلدی کرو مجھے پانچ منٹ میں پہنچنا ہے"اس نے موبائیل نکالتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر لیکن آپ کی میٹنگ پانچ۔۔۔۔"

"ارے بھاڑ میں گئی میٹنگ اسے کینسل کرو بلکہ آج کی ساری میٹنگز کینسل کر دو"اس نے جھڑک کر کہا اس کی آواز سخت فکر مند تھی۔

"اوکے سر میں ایلی کو کال کرتا ہوں"سیکرٹری نے موبائیل نکالا اور کان سے لگایا۔

www.urdunovelsmania.com

"ہیلو ایلی۔۔۔۔۔سر کا آرڈر ہے کہ گاڑیاں گڈ ہارٹ ہاسپٹل کی طرف موڑو فورا۔۔۔"اس کا حکم سننا تھا اور سامنے والی گاڑی دوسری طرف مڑ گئی۔تقریبا دس منٹ تک وہ لوگ ہسپتال میں پہنچ گئے۔فاتح ریسپشن میں گیا۔

"یس سر۔۔"ایک لڑکے نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ماہی۔۔۔۔۔۔ماہی فاتح از ہیر۔۔۔"

"ویٹ سر"وہ لڑکا رجیسٹر میں جھک گیا۔

"یس سر شی از ہیر۔۔۔"

"ان۔۔۔ان وچ روم"اس نے تیزی سے پوچھا۔

"روم نمبر 26"فاتح نہ ایک سنی نہ دوسری اور روم نمبر 26 کی طرف گیا اس کا سیکرٹری اور گارڈز ساتھ ہی تھے۔اسے کمرے کے باہر شفا ملازمہ اور ڈرائیور نظر آئے۔وہ اس کے قریب گیا۔

"شفا کہاں ہے ماہی اور کیا ہوا اسے"وہ جو پریشانی سے بیٹھی تھی اسے دیکھ کر فورا کھڑی ہو گئی۔

"سر اسے فوڈ پوائزننگ ہو گئی سارا پانی جسم سے ختم ہو گیا ہے"فاتح کے چہرے کا رنگ ہی بدل گیا۔"سر۔۔۔۔وہ چار ماہ کی ہو گئی تھی میں نے سوچا شاید وہ کچھ اور کھا سکے گی تو میں نے اسے (اس نے تھوک نگلا) روٹی کھلا دی"فاتح کے ساتھ ساتھ سیکرٹری کا بھی منہ کھل گیا۔

"آہ شفا۔۔۔۔ابھی اور اسی وقت اپنا سامان پیک کرو اور نکلو یہاں سے۔۔۔"وہ انتہائی اونچی آواز میں چلایا۔

"سر۔۔۔سر سوری پلیز مجھے نہیں پتہ تھا ایسا کچھ ہو گا"وہ روندی آواز میں بولی۔گارڈز اور ملازمہ سر جھکائے کھڑے تھے۔

"کبھی بچے نہیں پالے۔۔۔۔چار ماہ کی بچی کو تم نے روٹی کھلائی۔۔۔۔روٹی"وہ دھاڑا تو شفا کا تو خون ہی سوکھ گیا۔

"سر سو سوری سر"

"آئی سے گیٹ لاسٹ شفا گیٹ لاسٹ۔۔۔۔۔اس سے پہلے میں تمہیں قتل کرنے کی کوشش کے کیس میں گرفتار کروادوں" شفا کا منہ کھل گیا۔اس کا تو رنگ بھی سفید ہوگیا تھا۔اب اس نے جانے میں ہی غنیمت سمجھی اور چپ چاپ روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔اس کے جاتے ہی ایک نرس نکل کر باہر آئی ساتھ میں ڈاکٹر بھی تھی۔

"مسٹر فاتح۔۔۔"اس کی آواز پر وہ اس کی طرف مڑا۔

"آپ ماہی فاتح کے والد ہیں رائٹ"اس نے پہلے اسے دیکھا پھر تھری پیس والے گارڈز کو جن کی آنکھوں میں سن گلاسز تھیں۔

"جی ہاں۔۔۔وہ کیسی ہیں اب"اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔

"اندر انتظار کر رہی ہیں ماشااللہ بہت کیوٹ بچی ہے بلکل باربی۔۔۔۔"

"میڈم مجھے اس کی طبیعت کا بتائیں حسن نہیں"فاتح نے اس کی بات کاٹی تو اسے سخت شرمندگی ہوئی۔

"وہ بلکل ٹھیک ہے ڈرپس اسے نقصان دیتیں اس لئے انجیکشن لگا دیے اب وہ بلکل ٹھیک ہے آپ مل سکتے ہیں اس سے لیکن احتیاط کریں چھوٹی ہے وہ بہت اتنی سخت چیز کھلانا خطرہ ہے اس کا معدہ اسے افورڈ نہیں کر سکتا"یہ سننا تھا کہ فاتح فوراً ایمرجنسی روم میں چلا گیا۔وہاں بیڈ پر کمبل میں تھا سا وجود لگا تار ہل رہا تھا۔ہاتھ اٹھا اٹھا کر فضا میں کچھ پکڑ رہی تھی۔ساتھ میں بچوں والی (غوں غوں) والی آوازیں بھی نکال رہی تھی۔فاتح چل کر اس کے پاس گیا۔اس نے فاتح کو دیکھا۔تو ہاتھوں کی حرکت رک گئی اور بار بار پلکیں جھپکا کر اسے دیکھنے لگی جیسے پہچان رہی ہو کہ کون ہے۔پھر جیسے پہچان جانے پر چیخ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھائے۔فاتح اس کی اس حرکت کر کھل کر ہنسا اور اسے بازوؤں میں اٹھا کر صوفے پر بیٹھا۔

"میری شہزادی۔۔۔۔ڈرا دیا تھا آپ نے بابا کو ایسے کوئی کرتا ہے"بچی نے اب دو انگلیاں منہ میں ڈال رکھیں تھیں اور بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"خبردار آئندہ کے بعد یوں کیا اب تمہاری سیکیورٹی میں سخت کروں گا صرف تم ہی ہو میری گڑیا جس کے لئے میں محنت کر رہا ہو" تھی کلی کی نظر ایک دم سے فاتح کے کوٹ کے بٹن پر پڑی منہ سے انگلیاں نکال کر انہیں پکڑنے کی کوشش کرنے لگی۔ "اللہ اس کی قسمت پر جتنی بھی مصیبتیں ہیں سب مجھ پر لے آ پر میری ماہی کے کبھی آنسوں نہ نکلے کبھی اسے تکلیف نہ ہو۔۔۔ کیونکہ یہ وہ لڑکی ہے جس نے اس تنہائی اور مشکل میں میرا ساتھ دیا" بچی نے منہ بٹن کے ساتھ لگا یا۔ فاتح کو اس کی یہ تھی حرکتیں بہت اچھی لگ رہی تھیں۔ وہ تو ایسے بٹن کے ساتھ لگی تھی کہ پہلی بار ایسی کوئی چیز دیکھی ہو فاتح کی باتیں جیسے اس نے سنی ہی نہ ہوں۔ آج کا پورا دن فاتح نے اس کے ساتھ گزارا۔ اسے ماہی سے زیادہ عزیز کوئی تھا ہی نہیں اس لئے اس کی تکلیف فاتح کی تکلیف تھی۔۔۔ آخر باپ تو باپ ہی ہوتا ہے چاہے کتنا ہی بڑا بزنس میں کیوں نہ ہو۔۔۔

★★★★★★★

ولیمہ کا فنکشن خوب دھوم دھام سے ہوا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد لوگ اس کپل سے بار بار مل رہے تھے۔ جنت نے بہت مشکل سے ضبط کر رکھا تھا۔ عزوان فاریہ کے آگے پیچھے گھوم رہا تھا یہاں تک کہ ان دونوں نے کھانا اور ڈانس بھی ساتھ کیا۔ اس کے لئے یہ سب ناقابل برداشت ہو گیا تھا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنے بال کھول رہی تھی۔ میکسی اب بھی پہن رکھی تھی البتہ عروسی دوپٹہ سائیڈ پر رکھا ہوا تھا۔

"ایک تو یہ شادی کے جھنجھٹ عذاب ہی ہے" اس نے کھینچ کر ایک پن نکالی جس سے بال بھی اتر آئے۔ اف۔۔۔

"اور یہ عزوان۔۔۔ کیا کیا ہے اس نے میرے ساتھ کیوں میں پاگل ہو جاؤں گی سوچ سوچ کر نہ اس سے میرا نکاح ہوا ہوتا تو آج کم از کم سفیان کی بیوی بننے میں مجھے کوئی دکھ نہ ہوتا۔۔۔" اس نے ائیر رنگز اتارے۔

"لیکن عزوان جیسا بھی تو تمہیں کوئی نہیں لگتا نہ۔۔۔" وہ ایک پل کے لئے مسکرائی۔ زخمی مسکراہٹ۔ سارا زیور اتارنے کے بعد وہ اٹھی۔ جب اچانک اسے سخت قسم کے چکر آئے اس نے فوراً ڈریسنگ ٹیبل پکڑ لیا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کا دل جھکڑ گیا ہے اس نے منہ پر ہاتھ رکھا چکر اب بھی برقرار تھے۔ وہ جلدی سے باتھ روم کی طرف

بھاگی۔ تھوڑی سی قے ہوئی تو اس نے اپنا چہرہ اٹھا کر شیشے میں دیکھا۔ آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ طبیعت تھوڑی بحال ہوئی۔

"بھابھی۔۔۔ بھابھی یہ لیں آپ کے کپڑے" باہر سے رومیلہ کی آواز آئی۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے باہر گئی۔

"شکریہ۔۔" اس نے کپڑے لئے۔ رومیلہ نے ایک پل کے لئے اس کی آنکھیں دیکھیں۔ "بھابھی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی میں بھائی کو بتاتی ہوں وہ ڈاکٹر۔۔۔" جنت نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نہیں میں ٹھیک ہو بس۔۔۔ آج کسٹرڈ میں نٹس کھا لئے تھے اس لئے طبیعت خراب ہو گئی۔۔۔ الرجی ہے مجھے ان سے" اس نے جبراً مسکرا کر کہا۔

"اوہ۔۔۔ ٹھیک ہے پر آئندہ احتیاط کرنا آپکی طبیعت کافی خراب لگ رہی ہے" جنت نے سر ہلادیا تو رومیلہ وہاں سے چلی گئی۔ جنت تھوڑی دیر میں کپڑے چینج کر کے باہر آئی۔ سر اب بھی چکرا رہا تھا اور درد سے پھٹ رہا تھا۔ وہ بیڈ پر بیٹھی اور سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ اتنے میں اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی وہ سمجھ گئی کون آیا ہے۔ سفیان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا اور کوٹ اتار کر سائیڈ پر رکھا۔

"رومیلہ نے کہا تمہاری طبیعت خراب ہے اٹھو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔" اس نے گھڑی اتارتے ہوئے شیشے سے اسے دیکھا۔

"نہیں ٹھیک ہوں میں۔۔۔" اس نے چہرہ اٹھائے بغیر کہا۔

"بہت ٹھیک ہو آواز سے لگ رہا ہے چلو اٹھو بیماری کو یوں نارمل نہیں چھوڑنا چاہئے" اس نے ٹائی اتاری۔

"میں نے کہہ دیا نہ کہ نہیں جانا مجھے ڈاکٹر کے پاس تو بس ہمدردیاں بٹورنے کی ضرورت نہیں ہے آپکو" اس نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور تکیہ اٹھا کر وہاں سے اٹھی۔ سفیان نے گہرا سانس لیا۔ جنت نے تکیہ صوفے پر رکھا۔ سفیان کی آنکھوں میں تعجب اتر آیا۔ اس نے مڑ کر صوفہ سیٹ کرتی جنت کو دیکھا۔

"یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔۔" اس نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"جگہ بنا رہی ہوں اپنی سونا نہیں ہے کیا۔۔۔" سب سے نیچلی الماری کھول کر اس میں سے کمبل نکالا۔

"جب اتنا بڑا بیڈ موجود ہے تو وہاں صوفے پر سونے کی کیا ضرورت ہے" سفیان نے سخت لہجے میں بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔

"میرا دماغ خراب نہیں ہے کہ میں ایک مرد کے ساتھ لیٹوں۔۔۔" سفیان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ اب صوفے پر کمبل پھیلا رہی تھی۔ وہ چل کر اس کے قریب آیا۔ اس کی خوشبو جنت کے اندر تک سرایت کر گئی۔ سفیان کی مخصوص پرفیوم۔۔۔۔

"بس کرو جنت میں کوئی غیر مرد نہیں ہوں جو ایسی بات کی تم نے۔۔۔۔ کتنی فضول بکواس تھی یہ مطلب تم نے اپنی ضد پوری کرنی ہی ہے" جنت نے کرب سے آنکھیں میچ لیں وہ ایسے انسان کر ستا رہی تھی جو سب سے زیادہ معصوم تھا۔

"آپ نے بھی تو اپنی ضد پوری کی نہ پھر میں کیوں نہ کروں۔۔۔ میں نے کہہ دیا مجھے یہاں لیٹنا ہے نہ کہ اس بیڈ پر۔۔۔اب برائے کرم آپ بھی جاکر سو جائیں" اس نے مشکل سے یہ الفاظ ادا کیئے۔ سفیان نے زور سے جنت کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف موڑا۔ "جنت تم خود یہ ضد چھوڑ دو ورنہ میں۔۔۔" جنت کی آنکھیں پہلے ہی دھک رہی تھیں اس کی حرکت اور الفاظ سے مزید غصہ بڑھ گیا۔

"ورنہ کیا۔۔۔ہاں زبردستی کریں گے میرے ساتھ۔۔۔ کریں۔۔۔ نہیں روکوں گی نہ ہی چیخ کر کسی کو بلاؤں گی لیکن یاد رکھنا اس سے میرے اور آپکے درمیان جو نفرت ہے وہ بہت بڑی شکل اختیار کر لے گی لہذا۔۔۔۔اس سب میں آپکی اپنی غلطی ہے میں نے منع کر دیا تھا کہ مجھ سے مت کریں شادی۔۔۔۔ لیکن نہیں سید ہونے کا جنون کون پورا کرتا میں۔۔۔اب بھگتے" اس نے زور سے اپنا بازو چھڑوایا اور کمبل تان کر لیٹ گئی۔ سفیان بس گہری سانس لے کر رہ گیا۔ سخت بے بسی والی سانس۔ اس نے نفی میں گردن ہلائی اور وارڈروب میں چلا گیا۔۔۔ جنت نے گردن نکال کر اسے دیکھا۔

"یا اللہ مجھے معاف کر دینا ایک مسلمان کا دل دکھانا کتنا غلط کام ہے اب میں وہ روز کروں گی اف۔۔۔غزوان اف اس محبت کا انجام دیکھ رہی ہوں میں جس میں میری ماں کی رضامندی نہیں تھی "اس نے سر کو انگوٹھے اور انگلی سے ملتے ہوئے کہا۔

سفیان کپڑے بدل کر باہر آیا تو وہ سو چکی تھی۔کمبل صوفے سے نیچے گر رہا تھا۔وہ چل کر اس کے قریب گیا اور کمبل اٹھا کر اس کے اوپر رکھنے لگا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔

"سوری وہ کمبل نیچے گر رہا تھا تو وہی ٹھیک کرنے آیا تھا تم سو جاؤ۔۔۔"جنت کمبل کو سختی سے پکڑے گردن تک تانے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اگر تمہیں صوفے میں مسئلہ ہے تو بیڈ پر سو جاؤ میں صوفے پر لیٹ جاتا ہوں "جنت کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا اگر آج وہ اس کا شوہر ہوتا تو اس کی معصومانہ حرکت پر وہ نرم ہو ہی جاتی۔

"نہیں۔۔۔شکریہ آپ سو جائیں بیڈ میں آرام سے ہوں یہاں پر "جنت نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔سفیان نے سر کو خم دیا اور ہاتھ بڑھا کر لائٹ بند کر دی۔سارا کمرہ اندھیرے میں ڈھوب گیا۔سفیان نے کمبل کھولا اور دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گیا۔جنت سخت پریشان ہوئی سفیان کے ساتھ غلط ہو رہا تھا بہت غلط۔۔۔لیکن سفیان کو امید تھی کہ وہ ایک دن اس سے محبت ضرور کرے گی وہ یہ سب اس لئے کر رہی ہے کہ اسے مجھ سے طلاق چاہیے تو بس مجھے سہنا پڑے گا مشکل ہے تھوڑا ہو نہ بڑی تیز ہے۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے سوچا لیکن وہ کیا جانتا تھا کہ سہتے سہتے وہ بہت بڑا غم سہہ جائے گا۔۔۔۔محبت کا تو پتہ نہیں لیکن جنت کو اس سے ہمدردی ضرور تھی البتہ محبت وہ ایک ہی انسان سے کرتی تھی جس سے اسے سخت نفرت بھی ہونے والی تھی۔۔۔فنا کر دینے والی نفرت۔

◈◈◈◈◈◈◈

قسط نمبر: 14

صبح وہ تیار ہو کر باہر نکلی۔ لیمن کلر کا گھٹنوں تک آتا چمکیلا فراک اور نیچے چوڑی دار پجامہ۔ بالوں کی فش ٹیل بنا کر آگے پھینکی ہوئی۔ وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔ وہ چل کر کچن میں آئی۔ وہاں آئی تو صوفیہ چاچی اور فاریہ کھڑی نوکرانیوں کو ہدایت دے رہی تھیں۔

"اسلام علیکم۔۔۔" اس کی آواز پر دونوں پیچھے مڑی۔

"وا علیکم اسلام۔۔ کھل گئی آنکھ دیکھیں محترمہ یہ آپ کا میکہ نہیں ہے جہاں نو دس بجے اٹھا جائے سسرال ہے اور اس سسرال کا اصول ہے کہ پورے سات بجے سب ڈائننگ ٹیبل پر براجمان ہو۔۔۔ ہم سب ناشتہ کر چکے ہیں اب اپنے لیے ناشتہ چن لو۔۔۔ چلو فاریہ" صوفیہ کا سخت لہجہ جنت کو کیا فاریہ کو بھی برا لگا مگر بولی کچھ نہ۔

"وہ چاچی جان سفیان بھی دیر سے اٹھے اس لئے میں نے سوچا شاید۔۔۔۔۔۔" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ سفیان صاحب تو گھر کے بڑے ہیں انہیں تو جب چاہے جو چاہے کر لیتے ہیں۔۔۔۔ پر تم اس خوش فہمی میں مت رہنا صرف اس کی حرکتوں کو برداشت کر سکتے ہیں تمہاری نہیں۔۔۔" جنت کے پاس تو الفاظ ہی ختم ہو گئے۔ فاریہ نے کاٹ دار نظر صوفیہ پر ڈالی جواب وہاں سے جا رہی تھی۔ اس کے جاتے ہی فاریہ جنت کے پاس آئی۔

"جنت یہ ایسی ہی ہیں۔۔۔۔ منہ پھٹ ان کے تو بیٹے بھی ان سے تنگ ہیں اگر تمہیں کچھ برا لگا ہو تو اس کے لئے میں معافی مانگتی ہوں دراصل یہ سفیان بھائی کا اس گھر میں بڑا مرتبہ برداشت نہیں کر سکتی نہ۔۔۔۔ تم بیٹھو میں تمہارے لئے اچھا سا ناشتہ بھجواتی ہوں اور سفیان بھائی نے بھی نہیں کیا ہو گا ان سے بھی کہہ دو جاؤ شاباش کسی کی باتیں دل پر مت لینا خاص طور پر ان کی" فاریہ نے نرم لہجے میں کہا تو جنت نے سر ہلایا اور وہاں سے نکل کر اپنے کمرے میں گئی۔ جہاں سفیان کھڑا تیار ہو رہا تھا۔ وائٹ ڈریس شرٹ کے نیچے مہرون پینٹ پہن رکھی تھی۔ بالوں کو جیل کی مدد سے پیچھے کیا ہوا تھا۔ شیشے میں اسے کھڑا دیکھ کر مسکرایا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں کھڑی ہو" اس نے کف لنکس بند کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ناشتہ کر لیں آکر ورنہ جو مل رہا ہے وہ بھی نہیں ملے گا" سفیان اس کی بات سمجھ نہ سکا بس ایک مسکراتی نظر سے اس کو دیکھا۔

"اچھا ٹھیک ہے" اس نے دوسری بازو کا کف لنک بند کیا۔

"وہ اگر اس گھر سے۔۔۔۔۔ باہر جانا۔۔۔۔۔ ہو تو کیسے جاتے ہیں" یہ قدرے فضول سوال تھا مگر پھر بھی اس نے کر لیا۔

"میں کس لئے ہوں" اس نے پرفیوم خود پر چھڑکا۔

"نہیں جب آپ گھر نہ ہوں تب"

"باہر ڈرائیورز ہیں ان کے ساتھ جا سکتی ہو تم" جنت کی آنکھیں چمک اٹھی۔

"جی ٹھیک آپ نیچے آجانا ناشتے پر نہیں تو آپکی چاچی کی کھری کھری باتیں مجھے سننی پڑیں گی" سفیان سمجھ گیا مسئلہ کیا ہے" تمہیں صوفیہ چاچی نے کچھ کہا ہے کیا" اس نے بیڈ سے کوٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں کہہ رہی تھیں کہ آپ تو نواب ہیں جب چاہیں اٹھیں۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ" سفیان نے نفی میں سر ہلایا۔

"پتہ نہیں انہیں مجھ سے کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔ روزان کے خوبصورت کلام سننے پڑتے ہیں" اس نے کوٹ کو جھٹک کر بازوؤں میں سیٹ کیا۔

"انہیں کوئی کچھ کہتا نہیں ہے" وہ نا جانے کیوں کھڑی ہو گئی تھی وہاں۔۔۔۔ وہ خود بھی سمجھ نہ سکی۔

"نہیں فارس چاچو کو پھر کون سنبھالے ایک دفعہ بولا تھا میں پر۔۔۔۔" اس نے کالر سیٹ کیا۔

"پر کیا۔۔۔؟"

"اس دن خوب جھڑپ ہوئی تھی میری۔۔۔۔۔ فارس چاچو جتنا ڈانٹ سکتے تھے انہوں نے ڈانٹا" جنت نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ صحیح ہے بھئی وہ جو کچھ کریں انہیں کچھ نہیں کہتے۔۔۔حد ہے" وہ غصے سے ناک سکوڑتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ایک دم سے سفیان کا کمرہ ویران ہوگیا۔۔۔اور مرد کا کمرہ تو آباد ہی عورت سے ہوتا ہے۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

وہ ایک کمرہ نما کلینک تھا جس کی کھڑکیوں کو گلابی رنگ کے خوبصورت پردوں سے ڈھکا ہوا تھا۔سفید دیواریں یہ ظاہر کررہی تھیں کہ تازہ رنگ ہوا ہے۔دھیمی دھیمی دواؤں کی خوشبو ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔وہ چپ چاپ کمرے کا جائزہ لے رہی تھی جب ایک دبلی پتلی چالیس سال کے قریب عورت کچھ پیپرز اٹھا کر کمرے میں داخل ہوئی۔جنت تقریبا ایک گھنٹے سے یہاں موجود رپوٹ کا انتظار کررہی تھی۔سفیان کام سے باہر گیا تھا تو گھر والوں کو ضروری کام کا کہہ کر آئی تھی۔وہ ناخنوں سے ہتھیلی کھرد رہی تھی۔ڈاکٹر عالیہ اس کے سامنے آکر بیٹھیں۔

"اوکے مسز جنت آپکی رپورٹس آگئیں ہیں۔۔۔" جنت نے تھوک اندر نگلا۔

"کیا ہے ان میں۔۔۔؟" اس نے مشکل سے سوال کیا۔

"میں آپکو پڑھ کر بتاتی ہوں ویٹ۔۔۔" یہ کہہ کر ڈاکٹر نے فائل کھول لی۔جوں جوں وہ پڑھ رہی تھی چہرہ مسکرا رہا تھا پھر اس نے فائل بند کی اور مسکراتے چہرے سے اسے دیکھا۔

"ویل مسز جنت کنگریچولیشن۔۔۔۔۔آپ کی رپورٹس پازیٹیو ہیں" جنت کو یوں لگ رہا تھا کہ کوئی آہستہ آہستہ اس کے پاؤں سے روح کھینچ رہا ہے۔

"کیا مطلب۔۔۔۔پازیٹیو کک۔۔۔۔کیوں ہیں" اس کے ہونٹ بھی خشک ہو گئے۔

"آپ امید سے مسز جنت۔۔۔۔" جنت کا سانس رک گیا۔وہ آنکھیں جھپکنا بھول گئی۔اسے یوں لگا کہ شاید کسی نے اس کی روح پوری کھینچ لی ہے ڈاکٹر کچھ بول رہی تھی مگر اس کی ہر حس نے کام کرنا چھوڑ دیا۔اسے ڈاکٹر کی آواز کھائی سے آتی سنائی دے رہی تھی۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ نہیں "اس نے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لئے آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"کیا ہوا مسز جنت یہ تو اتنی خوشی کی خبر ہے "ڈاکٹر اس کی حالت سے فکر مند ہو گئی۔ جنت نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اٹھی تو ایک پل کے لئے چکرائی۔

"میڈم آپ ٹھیک نہیں لگ رہیں۔۔۔ "ڈاکٹر فورا کھڑی ہو گئی۔ جنت نے اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کسی کو مت بتانا یہ بات پلیز۔۔۔۔ اسے ایک راز رکھو "آنسو آنکھوں سے نکل کر نرم ملائم گال چیرنے لگے۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے باہر گئی تو ڈرائیور نے فورا گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ جنت اندر آکر بیٹھی تو سر سیٹ کے ساتھ ٹکا لیا اسے سمجھ ہی نہ آرہی تھی اب کیا کرے۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی اور زن سے چلائی۔ جنت نے اپنے چہرے پر ہاتھ مارا وہ زرد ہو چکا تھا۔

"میڈم آپ ٹھیک تو ہیں "ڈرائیور نے اس کی حالت دیکھی۔

"ہاں میں ٹھیک ہو ساحل یہاں سے کتنا دور ہے "اس کی آواز روندی تھی۔

"یہیں راستے میں آتا ہے"

"مجھے وہیں اتار دو اور تم گھر جاؤ۔۔۔ جب میں کال کروں تو آجانا "اس نے موبائل نکالا۔

"لیکن میڈم صاحب نے آپکو اکیلا چھوڑنے سے منع کیا "اس نے فکر مندی سے کہا۔ "جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔۔۔۔ اور صاحب کو مت بتانا کہ میں ساحل پر گئی تھی سمجھ آئی "اور یہ کہہ کر موبائل کان کے ساتھ لگا لیا۔

"ہیلو۔۔۔۔ الینہ مجھے ساحل پر ملو "یہ الفاظ بولتے ہوئے وہ چور نظروں سے ڈرائیور کو بھی دیکھ رہی تھی۔

"بلکل۔۔۔ جلدی آنا میں انتظار کر رہی ہوں لیٹ ہوئی تو میں چلی جاؤں گی سفیان بھی آنے والے ہیں گھر" ڈرائیور کو اس پر ایک پل کے لئے بھی شک نہ ہوا۔ اس نے گاڑی ساحل کے پاس روکی تو جنت جلدی سے اتری۔

"میں تمہیں کال کروں گی تو آجانا۔۔۔۔"

"جی ٹھیک ہے میں ذرا بڑی بیگم کی دوائیں لے لوں۔۔۔" جنت نے جبراً مسکرا کر سر ہلا یا۔

"تم جانتے ہو کیا ہوا۔۔۔" سنہری بال تیزی سے اڑ رہے تھے اس کے سامنے سفید قمیض شلوار پہنے۔ آستینیں کہنیوں تک چڑھائے بال ماتھے پر بکھرے کھڑا عزوان سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا۔۔۔ ہوا اتنی پریشان کیوں ہو" ان نے آنکھیں سکوڑ کر جنت کا چہرہ دیکھا۔

"عزوان۔۔۔ میں مشکل میں ہوں اور تمہیں کوئی فکر ہی نہیں ہے کیوں" آنسوں ایک بار پھر جاری ہو گئے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں خوش ہوں۔۔۔ بھائی تو تمہارے معاملے میں بہت حساس ہیں میں تو سوچتا ہوں انہیں پتہ چلے گا تو کتنے ناراض ہوں گے" اس نے مصنوعی پریشانی ظاہر کی۔

"اور فاریہ اس کی پریشانی کی بھی تو تمہیں فکر ہو گی" عزوان اس کی بات پر مسکرا یا۔

"مطلب۔۔۔؟" سمندر ایک بار پھر ان دونوں کو اپنے ساحل پر دیکھ کر غصے میں آگیا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔ یہ جو تم اس کے آگے پیچھے گھومتے ہو۔۔۔ وہ ڈانس وہ کھانا یہ سب کیا ہے عزوان۔۔۔ کیوں مجھے تکلیف دے رہے ہو کیوں عزوان۔۔۔ میری تکلیف بڑھتی جا رہی ہے اور تمہیں فرق بھی نہیں پڑھ رہا کیوں" وہ اب رو رہی تھی۔ عزوان نے اس کے کندھوں کو پکڑا۔

"جنت۔۔۔ میری جنت فاریہ کے آگے پیچھے گھومنا بھی ایک مقصد ہے۔۔۔ موم ڈیڈ نے اگر میری شادی کسی اور سے کر دی تو میرے لیے مسئلہ بن جائے گا فاریہ کی شادی تو وکرم اکرم کے بعد ہی ہو گی۔۔۔۔ تب تک میں ان کی نظروں میں بات ڈال دوں گا کہ میں فاریہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن جب سچ سامنے آئے گا تو فاریہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے گی اور ہماری یہ بدنامی گھر سے باہر نہیں جائے گی۔۔۔ سوچو کسی اور لڑکی سے منگنی ہو جائے اور پھر پتہ چلے لڑکے کا نکاح بھابھی سے ہو چکا ہے تم کتنی بدنام ہو جاؤ گی اس خاندان میں سوچو جنت سوچو مجھے تمہاری فکر ہے۔۔۔ بہت زیادہ" ایک زبردست جھوٹ اس نے گھڑ دیا۔ جس پر جنت نے فوراً سے یقین کر لیا۔

"اب چلتے ہیں۔۔۔گھر میں پتہ چلا تو مسئلہ بنے گا۔۔" عزوان گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔

"عزوان ایک اور مسئلہ ہے "اس کی بات سن کر عزوان فوراً اس کی طرف مڑا۔ "وہ۔۔۔عزوان وہ میں۔۔۔" وہ لگاتار انگلیوں کو ناخن سے کھرید رہی تھی۔

"میں کیا جنت۔۔۔کیا ہوا" اس نے سوالیہ نظروں سے بھنویں سکوڑتے ہوئے کیا۔

"میں۔۔۔امید سے ہوں عزوان" جنت نے فوراً سر جھکا لیا۔ عزوان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ پلک جھپکنا بھی بھول گیا۔ سمندر کی لہریں بھی اس کی بات سن کر حیران رہ گئیں اور اونچی فضا میں اڑنے لگیں۔

"جج۔۔۔۔جنت یہ تو بہت خوشی۔۔۔کی بات ہے "اس نے مشکل سے چہرے پر مسکراہٹ لائی۔ جنت نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"خوشی کی بات۔۔۔۔تمہیں یہ خوشی کی بات لگتی ہے سب مجھے بد کردار کہیں گے جب انہیں پتہ چلے گا تو تم نے کہا تھا ایسا کچھ ہوگا تو ہم سب سچ سچ بتا دیں گے "اس نے یک دم عزوان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عزوان کے گلے میں گلٹی ابھری۔

"ہاں نہ بتا دیں گے لیکن ابھی نہیں جب سب کو یہ بات ظاہری پتہ چل جائے گی تو میں خود کہوں گا (اس جنت کے گالوں پر ہاتھ رکھا اور ماتھا چوما) کہ جنت میری شریک حیات ہے۔۔۔میری خوابوں کی شہزادی ٹھیک ہے تب تک انتظار کرو۔۔۔اور اپنا خیال رکھو" جنت نے بنا پلک جھپکائے اسے دیکھا۔

"عزوان لیکن۔۔۔میں سوچ رہی تھی مس کیرج۔۔۔" عزوان نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ لی۔

"خبردار یہ سوچا بھی۔۔۔خبردار بس صبر کرو ہم جلد آہستہ سے سب کو سچ بتا دیں گے تب تک مجھے فاریہ کے ساتھ اور تمہیں بھائی کے ساتھ برداشت کرنا پڑے گا" جنت اس کی بات پر مسکرا دی۔

"عزوان تمہیں نہیں لگتا کہ سفیان کے ساتھ غلط ہو رہا ہے "اس نے افسردگی سے سمندر کو دیکھا۔ عزوان نے کوفت سے گھڑی دیکھی۔

"جنت مجھے علی کی طرف جانا ہے تم بھی گھر جاؤ شاباش۔۔۔" اس نے جنت کا کندھا تھپکتے ہوئے کہا۔ جنت نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ عزوان گاڑی کے پاس گیا اور اس کی طرف ہاتھ ہلایا۔ جنت نے بھی اس کی طرف ہاتھ ہلایا اور ایک ہی پل میں وہ وہاں اکیلی رہ گئی۔

"اللہ کرے عزوان جو کہہ رہا ہے سچ ہو" اس نے موبائل نکالتے ہوئے کہا۔ یقین وہ کانچ ہے جس کے ٹوٹنے سے سب سے زیادہ بھاؤ آتے ہیں۔۔۔ اور جنت کو عزوان پر سب سے زیادہ یقین تھا۔

◇◇◇◇◇◇◇◇

وہ تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ ساتھ میں اس کے گارڈز اور سیکرٹری بھی اس کے ساتھ ساتھ تیز تیز قدم اٹھا رہے تھے۔

"سر لیڈز کمپنی بہت سستی ظاہر کر رہی ہے اسی سلسلے میں ملک الرحمان بات کرنے آیا ہے" پرائیوٹ سیکرٹری نے تیزی سے ڈائری میں پڑھتے ہوئے کہا۔

"ہوں صحیح اگلی میٹنگ کب ہے" اس نے گھڑی پر نظر ڈالی اور لفٹ کے سامنے کھڑا ہوا اس کے رکتے ہی سب رک گئے۔

"بیس منٹ بعد۔۔۔" لفٹ کھلی تو وہ لوگ اندر گئے۔

"پندرہ منٹ بعد رکھوا سے۔۔۔۔ میں ملک کی فضول باتیں نہیں سن سکتا" پرائیویٹ سیکرٹری نے لفٹ کا بٹن دبایا تو وہ اوپر جانے لگی۔

فاتح کمرے میں داخل ہوا ہر چیز نفاست سے پڑی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر فائلز۔۔۔ کافی کا مگ۔۔۔ لیپ ٹاپ۔۔۔ پیپر ویٹ۔۔۔ کچھ کاغذ۔۔۔ ٹشو پیپرز کا ڈبہ۔۔۔ ایک ٹیلی فون اور ایک گول سے باکس میں دو تین پین اس کا ٹیبل ہمیشہ یوں ہی نفاست سے رہتا تھا۔ وہ چلتا ہوا کنٹرول چیئر پر بیٹھا۔

"میں پچھلے پندرہ منٹ سے انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ فاتح" وہ ادھیڑ عمر کے موٹے کھچڑی جیسے بالوں والے ملک صاحب تھے۔

"پندرہ نہیں سترہ۔۔۔ملک صاحب "اس نے سامنے پڑے کاغذ اکھٹے کیے۔

"ویل مدعے کی بات پر آتے ہیں۔۔۔۔جس زمین کی ہم نے ڈیل کی تھی وہ آپ نے لیڈز کو دے دی "اس نے آگے ہو کر ایک فائل پھینکنے کے طرز سے رکھی۔

"ہاں دے دی اب میں لے نہیں سکتا۔۔۔"اس نے ایک پین اٹھا یا اور دھڑا دھڑ کاغذوں پر سائن کرنے لگا۔

"میں یہی پوچھ رہا ہوں۔۔۔لیڈز کمپنی کا باس صرف اس زمین کو ضائع کرے گا۔۔۔اتنے سارے خریداروں میں آپ نے اسے ہی وہ زمین کیوں دی جب کہ ہم نے وہاں پورا نقشہ بنا لیا تھا گیس کی فیکٹری کا "فاتح نے ایک سخت نظر اس آدمی پر ڈالی۔

"اور آپکو کیوں لگتا ہے کہ سفیان اس زمین کو ضائع کرے گا "اس نے پیچھے ٹیک لگا کر پین کو انگلیوں میں گھماتے ہوئے کہا۔

"کرے گا۔۔۔۔لیڈز کمپنی کے بہت سے شئیرز پہلے ہی امریکہ کی کمپنی کو نقصان پہنچا چکے ہیں یہ بات تو تم جانتے ہی ہو "اس کی بات پر فاتح نے سر ہلایا۔

"ہاں جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں۔۔۔کہ وہ شئیرز کتنی مہارت سے ایکسچینج کیے گئے تھے "ملک صاحب کی بھنویں سکڑ گئیں۔

"کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔فارن کمپنی نے جس طریقے سے ٹیسٹ لئے تھے سب یہی ظاہر کرتے تھے کہ وہ شئیرز لیڈز کمپنی سے آئے ہیں "فاتح ہلکا سا کھانسا اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے انہیں ٹیبل پر رکھ کر وہ آگے کو ہوا۔

"ملک رحمان جانتے ہیں آج میں اس مقام پر کیوں ہوں کیونکہ میرا آئی کیو لیول ایک سو ساٹھ پر سنٹ پر چلتا ہے۔۔۔۔ورنہ میں اپنے والد کی طرح جوتیاں یا کپڑے سی رہا ہوتا "اس نے ملک کی آنکھوں میں غور سے دیکھا

وہاں ایک تاثر تھا جسے وہ بھانپ گیا ڈر کا تاثر۔۔۔"تو آپکو کیا لگتا ہے کس نے ایکسچینج کی فارن کمپنی نے "فاتح نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں وہ ایسا کیوں کریں گے ان شیئرز نے سب سے زیادہ نقصان انہیں پہنچایا تھا یہ حرکت امریکہ کے اس گھٹیا اور پنچ انسان کی حرکت ہے جس سے یہ امید رکھی جا سکتی ہے "ملک الرحمان نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"اچھا تو بتائیں کون ہے وہ انسان جس سے آپ اتنی اچھی امیدیں رکھتے ہیں۔۔۔"اس نے ڈانٹ کچلا کر سوال کیا۔

"نہیں ملک الرحمان میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ آپ جیسے شریف انسان کے سامنے اس کا نام لے لوں۔۔۔سفیان کی ابھی شادی ہوئی ہے تھوڑا وقت گزرے میں یہ فائل (اس نے ایک نیلی فائل کی طرف اشارہ کیا)اس کو دے دوں گا آگے وہ جانے اور چور جانے "ملک الرحمان نے سر ہلایا۔

"اور رہی بات زمین کی تو میں نے جسے مناسب سمجھا اسے دے دی۔۔۔۔کیونکہ لیڈز کمپنی پہلے ہی بہت نقصان اٹھا چکی ہے اب مزید نہیں۔۔۔"فاتح نے کاغذ سائیڈ پر رکھے۔اتنے میں دروازہ کھلا۔

"سر آپکی میٹنگ۔۔۔"سائمن نے سر اندر کیا۔

"میں آتا ہوں ویٹ کرو۔۔۔"سائمن نے سر ہلایا اور دروازہ بند کر دیا۔

"تم غلط کر رہے ہو فاتح میں نے تمہیں اس کی بھاری رقم دے دی تھی۔۔۔۔تم اس چیز کا خمیازہ بھگتو گے بہت جلد "فاتح کھڑا ہوا اور ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر آگے کو جھکا۔

"خمیازہ تو فل حال کسی اور کے بھگتنے کا وقت ہے۔۔۔۔وہ رقم میں نے آپ کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دی تھی۔۔۔۔ہو سکتا ہے آپ کو آگے ضرورت پڑے اب آپ مزید میرا وقت ضائع کئے بغیر یہاں سے چلے جائیں" فاتح نے کالر ٹھیک کیا اور موبائیل اٹھا کر باہر نکل گیا۔

"یعنی اس کو پتہ چل گیا سب کچھ۔۔۔گاڈ ڈیمڈ "انہوں نے زور سے کرسی کے ہتھ پر ہاتھ مارا اور اٹھ گئے۔

"سائمن ملک الرحمان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھو۔۔۔۔ ہمیں اس کے خلاف ثبوت چاہیے۔۔۔ جلدی کرو وہ ضرور وہی فائل چوری کروانے کی کوشش کرے گا" فاتح کے قدم ہال کی طرف تھے۔

"لیکن سر وہ سمجھے گا نہیں کہ یہ کوئی چال ہے" سائمن نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"ملک الرحمان بہت بے وقوف انسان ہے اس کا اندازہ میں اسی وقت لگا چکا تھا جب۔۔۔۔ مجھے اس کی لوکیشن ملی تھی۔۔" سائمن اس کی بات پر زیر لب مسکرایا۔

◆◆◆◆◆◆◆◆

قسط نمبر: 15

وہ کمرے میں کھڑی ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔ جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

"ڈرائیور نے بتایا کہ تم کل ڈاکٹر کے پاس گئی تھی خیریت ہے" سفیان اندر آیا اور کوٹ بیڈ پر پھینکا۔

"بس ہلکی سی الرجی ہو گئی تھی وہ پرسوں کسٹرڈ میں نٹس کھا لئے تھے" اس نے نظر ملائے بغیر کہا۔

"اچھا تو جب تمہیں پتہ تھا کہ اس میں نٹس ہیں تو کیوں کھایا" جنت نے لب کاٹے۔

"کیا ہوا پریشان لگ رہی ہو" سفیان نے اپنی ٹائی کھینچی۔

"نہیں ہوں میں پریشان بس سر درد ہو رہا تھا" سفیان مسکرا دیا۔

"تمہیں آخر اپنی کنفرم بیماری کا پتہ ہے جس کا علاج ہو سکے" جنت بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ہاں پتہ ہے کیا بیماری ہے مجھے۔۔۔" جنت نے چادر کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔

"کیا" سفیان نے گھڑی اتاری۔

"آپ اور کون۔۔۔ ساری بیماریوں کی جڑ" سفیان اس کی بات پر ہنس دیا۔

"اوہ۔۔۔ واقعی تو اس کا کیا علاج ہے" اس نے مڑ کر ایک نظر اس جھکے سر والی جنت کو دیکھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔ ایک بار بیماری لگ جائے تو اترتی نہیں ہے" سفیان نے ٹائی کھینچی اور اس کے ساتھ آ کر بیٹھا۔

"بولو۔۔۔جنت کیا مسئلہ ہے اتنی الجھن میں کیوں ہو" جنت نے تھوک نگلا۔

"کتنی کالز کی میں نے ڈرائیور کو راصبیہ چاچی لے گئیں اور گھر میں کوئی تھا ہی نہیں میں نے سر درد کی میڈیسن منگوانی تھیں دس میں سے کوئی ایک کال اٹھا لیتے" یہ تو غصہ وہی تھا جو ہر بیوی اپنے شوہر پر کرتی ہے۔

"تو تم عزوان سے کہہ دیتی وہ لے آتا" اس کی بات پر طنزیہ ہنسی۔

"وہ جناب گھر میں ٹھہریں گے تب نہ اب بھی فاریہ اور رومیلہ کو لے کر نکل گئے گھومنے مطلب اس گھر میں کوئی بھی ایک منٹ کے لیے رک نہیں سکتا۔۔۔۔" سفیان نے اپنی ہنسی دبھائی۔

"اچھا بتاؤ کون سی دوا چاہیے میں منگوا دیتا ہوں" جنت اٹھی اور پرس سے ایک دوا کی چٹھ نکالی جس پر سر درد کی دوا کا نام لکھا ہوا تھا۔

"چلو منگوا دوں گا۔۔۔تم بتاؤ ڈنر کر لیا"

"نہیں دو بجے سے پہلے اس گھر میں کوئی کر سکتا ہے" اس نے منہ بنایا۔

"اچھا چلو تم تیار ہو ہم باہر چلتے ہیں۔۔۔" سفیان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کسی صورت بھی نہیں مجھے باہر کے کھانے منع ہے الرجی بڑھ جاتی ہے اس سے بس دو بجنے والے ہیں میں کھانا کھا لوں گی۔۔۔" جنت نے پرس الماری میں رکھا اور دروازہ ٹھا سے بند کر کے باہر چلی گئی۔

"یا اللہ حسن ہی سب کچھ نہیں ہوتا آج پتہ چلا" اس نے چٹھ دراز میں رکھی اور خود وارڈروب میں گھس گیا۔

◈◈◈◈◈◈◈◈◈

امریکہ کا موسم خوشگوار اور ٹھنڈا ٹھنڈا تھا۔درخت دھیمے دھیمے ہوا کے ذریعے ہل رہے تھے آسمان خوشی سے زمین پر چلتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ایسے میں ایک بڑا سا بنگلہ اپنی شان سے کھڑا تھا۔باہر لان میں سبز گھاس کی کارپٹ بچھی ہوئی تھی۔وہ اتنا تازہ نرم اور صاف گھاس تھا کہ پہلے پہل دیکھنے والا مصنوعی سمجھتا تھا اندر لاؤنج کو ہر طرف سے ٹائلز سے ڈھکا ہوا تھا۔سفید چمکدار ٹائلز اس بنگلے کو مزید پرکشش بنا رہی تھیں۔ایک کمرے سے بچی کی اونچی اونچی

چیخوں کی آواز آرہی تھی ایسے کہ کوئی لگاتار اس سے باتیں کر رہا ہو اور وہ آگے سے اپنی زبان میں جواب دے رہی ہو۔ وہ کمرہ خاصا بڑا اور خوبصورت تھا۔ وہ بیڈ پر لیٹی لگاتار ہاتھ پاؤں مار کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی۔ فاتح لیپ ٹاپ اور فائلز کھولے کام کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ ماہی سے باتیں کر رہا تھا۔

"ہائے میری گڑیا یہ سب کام بہت مشکل ہوتے ہیں۔۔۔۔ تم کسی صورت ان جھنجھٹو میں مت پھنسنا بس گھر داری سیکھ لینا۔۔۔" اس نے ایک فائل اٹھاتے ہوئے کہا اور ایک نظر ماہی پر ڈالی جو اس کے متوجہ ہونے پر مزید ہاتھ پاؤں مار کر چیخنے لگی۔

"آہ کتنا چیختی ہو چیخ آواز ہے تمہاری۔۔۔۔۔ ماما کی طرح خیر ضرورت نہیں ہے تمہارے بابا ہی تمہاری ماما ہیں سمجھ آئی بات" اس نے بچی کو پین دکھا کر تنبیہ کی بچی نے جونہی پین دیکھا تو اس کی نظر اس پر ٹک گئی جیسے کوئی نئی چیز دیکھی ہو۔ فاتح نے فائل بند کی اور پین ماہی کے قریب رکھا۔ اس نے پین کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں پکڑا اور غور سے دیکھنے لگی۔

"سر مے آئی کم ان۔۔۔" سائمن کی آواز پر اس نے فوراً دروازے کو دیکھا جیسے کانوں نے آواز کا پیچھا کیا ہو۔ فاتح اس کی اس حرکت پر مسکرایا۔

"ہاں آجاؤ۔۔۔" اس نے فائلز سائیڈ پر رکھی۔ بچی نے دروازے سے آنکھیں ہٹائیں اور پین کو منہ میں ڈال لیا جتنی تھوک وہ اس پر لگا سکتی تھی اس نے لگائی۔ سائمن چل کر اس کے قریب آیا ماہی منہ میں پین ڈالے بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ سائمن نے ایک نظر بچی کو دیکھا تو مسکرایا "سر وہ ملک الرحمان کے بارے میں بات کرنی تھی۔۔۔" اس نے مصروف فاتح کو دیکھا۔

"ہاں بولو سن رہا ہوں۔۔۔" اس نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور ایک لیپ ٹاپ پر۔

"سر اس نے اینویسٹیگیٹر ہائر کروایا ہے۔۔۔چھ دن پہلے ایک مہینے کی محنت کے بعد اسے ملا ہے وہ" بچی نے پین منہ سے نکالا تو وہ تھوک سے بھر چکا تھا پھر اس نے دوسری طرف سے اسے منہ میں ڈالا اور دور کھڑے سائمن کو دیکھنے لگی۔

"واہ۔۔۔۔انویسٹیگیٹر یعنی معاملہ سچ میں وہی ہے جو مجھے لگا تھا۔۔۔"اس نے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا۔

"جی سر وہ جلد اسے آپکے آفس میں بھیجے گا۔۔۔۔ہمیں چوکنا رہنا ہوگا" بچی نے سائمن کو دیکھ کر ایک مسکراہٹ بھری جس سے سائمن کا دل چاہا اسے ایک پیار تو دے ہی دے مگر سامنے باس کی وجہ سے وہ سٹل کھڑا رہا۔

"اوکے اب تم اس کی اگلی حرکت پر نظر رکھو کون اجنبی چہرہ آفس میں آرہا ہے سب کچھ اگر چھوٹی سی غلطی بھی ہوئی تو وہ نکل جائے گا"اس نے سب کچھ سائیڈ پر رکھا تو نظر ماہی کے منہ میں ڈلے پین پر پڑی۔

"ماشااللہ یہ صحیح ہے جو چیز دیکھو منہ میں ڈال دو۔۔۔۔"اس نے پین ماہی کے منہ سے نکالا تو وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے باپ کو دیکھنے لگی۔فاتح نے کپڑا اٹھا کر پین صاف کیا۔"ٹھیک ہے اب تم جاؤ۔۔۔ویسے بھی آج چھٹی ہے مجھے آرام کرنے دو۔۔۔"سائمن نے سر کو خم دیا اور ایک مسکراتی نظر بچی کو دیکھا جو دو انگلیاں منہ میں ڈالے (غوں غوں) کر رہی تھی۔فاتح نے اسے تھوڑا سائیڈ پر کیا۔سائمن وہاں سے چلا گیا تو فاتح نے تکیہ رکھا۔بچی کی بھی آنکھیں بند ہو رہی تھیں وہ لگاتار انگلیاں چوس رہی تھی۔

"واہ۔۔۔میرے ساتھ تمہارا سونا بھی ضروری تھا اچھا چلو اچھی بات ہے تمہاری طرف سے بے فکر ہو کر سوں گا میں اور انشااللہ کچھ دنوں بعد ہم واپس چلے جائیں گے پاکستان میں اب سو جاؤں مجھے تنگ مت کرنا ورنہ باہر پھینک آؤں گا۔۔۔"بچی ہلکی ہلکی آنکھیں بند کیے اسے دیکھ رہی تھی۔فاتح نے سر پر بازو رکھا اور آنکھیں بند کر لیں ان باپ بیٹی کی کب آنکھ لگی دونوں کو پتہ نہ چل سکا۔۔۔۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

شاہ ولا میں معمول کے مطابق سب رات کے کھانے پر براجمان تھے۔وہ تو اب ان کے ہر طور طریقے سے واقف ہو گئی تھی۔جنت کی جب سے شادی ہوئی تھی صرف ایک دفعہ اپنے گھر گئی تھی اسے کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی تھی۔ اسے آج دو مہینے ہو گئے تھے۔اپنی صحت کا خیال رکھتی تھی۔اس گھر میں اسے ہر وہ چیز ملتی جو وہ منہ سے نکالتی تھی۔ فروٹس وغیرہ۔۔۔دودھ۔۔۔خالص غذائیں سب وہ عزوان کے کہنے پر کھاتی تھی۔وہ اب بھی سفیان سے دور دور ہی رہتی تھی زندگی اپنے ہی دوراہے سے چل رہی تھی۔وہ سب چپ چاپ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

"ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔۔"سفیان نے کانٹے سے سلاد کا پتا اٹھایا۔

"ہاں بولو کیا بات ہے۔۔۔"عالم شاہ نے نوالہ منہ میں ڈالا۔

"فاتح کی کال آئی تھی۔۔۔"جنت نے یک دم نظر اٹھا کر عزوان کو دیکھا جس نے فاتح کے نام پر ایسے ہی گردن اٹھائی تھی۔

"اچھا وہ آگیا ہے۔"رحمان شاہ نے تھوڑے سے چاول ڈالے۔

"نہیں اس نے ہمارے شیئرز کا پتہ لگایا جو چوری ہوئے تھے"وکرم کا کھاتا ہاتھ رک گیا۔عالم شاہ نے بھی رک کر اسے دیکھا۔

"پتہ چلا کس نے چوری کیے تھے؟"وکرم نے چمچ پلیٹ میں رکھی۔

"ملک الرحمان کا کہہ رہا ہے پر ابھی صحیح سے ثبوت نہیں ملا صرف شک ہے اسے کہہ رہا تھا جس دن تمہاری فارن کمپنی کے ساتھ ڈیل تھی اسی دن ملک الرحمان کو گودام میں دیکھا گیا۔۔۔ہر چیز بہت احتیاط سے کی تھی اس نے سوائے موبائیل ٹریسنگ کے"وکرم کے آبرو اٹھ گئے۔اس نے عالم شاہ کو دیکھا جو آنکھیں سکوڑے سفیان کو دیکھ رہا تھا۔

"واہ۔۔۔۔تو وہ تھا آستین کا سانپ"رحمان شاہ نے پانی کا گلاس اٹھایا۔

"ایک دفعہ ثبوت تو ملے پھر دیکھنا کیا حشر ہوتا ہے اس کا۔۔۔پر ہم نے یہ بات کیوں نہ سوچی ہمارے شیئرز کو اتنا نقصان ہوا اور ہم چپ کر کے آگے بڑھ گئے" وکرم نے نیپکن سے ہاتھ صاف کئے۔

"ہر کسی کا دماغ فاتح کی طرح نہیں چلتا۔۔۔وہ فاتح ہے جس چیز کی ٹھان لے اسے فتح کر کے ہی رہتا ہے" سفیان نے بھی کھانا اختتام پر لایا۔جنت تھوک نگلا۔

"اچھا وہ آ کب رہا ہے" رحمان شاہ نے پلیٹ صاف کی۔

"ایک دو ہفتوں تک۔۔۔میٹنگ ختم ہو گئی ہے بس ہمارے کیس کے لئے رکا ہوا ہے۔۔۔۔سوچو اگر ملک کی چوری ثابت ہو گئی تو ہمیں بہت فائدہ ہو گا فارن کمپنی کے ساتھ ایک بار پھر گٹھ جوڑ" سفیان نے خوشگوار لہجے میں کہا۔کھانا ختم کر کے پانی کا گلاس اٹھایا۔"ہاں یہ تو ہے۔۔۔۔۔اسی خوشی میں اسے پارٹی دینی چاہیے یا دعوت" عالم شاہ کی رائے پر جنت پر سناٹا چھا گیا۔وہ ایک دم سے اٹھ گئی۔سفیان نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا۔۔۔"اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"وہ میری دوا کا وقت ہو رہا ہے میں چلتی ہوں۔۔۔"اس نے کرسی اندر دھکیلی۔

"نہیں ایک بات بتاؤ مجھے سفیان۔۔۔۔تمہیں اس کے علاوہ کوئی اور لڑکی نہیں ملی تھی آئے روز یہ بیمار ہوتی ہے کبھی کیا تکلیف۔۔۔۔کبھی کیا تکلیف بھئی تم نے تو اسے سر پر چڑھا کر رکھا ہے گھر کی بہوؤں کو چاہیے کہ گھر سنبھالیں نہ کہ بستر کو اپنا دوست بنالیں یہ نخرے نہیں چلیں گے" صوفیہ کی بات پر سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔جنت وہیں رک کر انہیں دیکھنے لگی۔سفیان نے فارس کو دیکھا جو چپ چاپ کھانا کھا رہا تھا۔کوئی تاثر چہرے پر نہیں تھا البتہ ذلیخہ اور عالم نے افسوس سے جنت کو دیکھا جو روز اس کی باتیں سنتی تھی۔سفیان کھڑا ہوا۔

"چاچی۔۔۔اس گھر میں تو ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کہ بیوی کی ہر کو اس بات کو برداشت کرنا(فارس نے سر اٹھا کر سفیان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا) نخرے کیا تمیز نام کی چیز نہیں ہوتی بیویوں میں اور اسے بھی سر پر بیٹھا کر رکھا ہوتا ہے میری بیوی تو پھر تمیزدار اور سلیقہ شعار ہے کب کس سے کیا بات کرنی ہے بہت اچھے سے جانتی ہے اوروں

کی طرح منہ پھٹ اور بدتمیز نہیں ہے جب انہیں ان کے شوہر سر پر بیٹھا کر رکھتے ہیں تو میں کیوں نہ بیٹھاؤں (صوفیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ فارس کچھ بولنے لگا) اور رہی بات گھر سنبھالنے کی تو شاید آج تک آپ نے کچن میں جا کر چائے بھی نہ بنائی ہو جب آپ آئے روز پارٹیز اٹینڈ کر سکتی ہیں نہ تو جنت کا بھی جو دل کرے گا وہ وہی کرے گی" فارس شاہ سفیان کی ان باتوں کی وجہ سے آگ بھگولہ ہو گیا۔

"اوئے بدتمیز۔۔۔ بکواس بند رکھو اپنی تمیز نام کی تو چیز ہی نہیں ہے تم میں تم سے کتنی بڑی ہے وہ پتہ نہیں کیا تربیت کی تھی اس کی ابھی اور اسی وقت معافی مانگو صوفیہ سے" جنت نے ایک نظر سفیان کو دیکھا جو اس کے آگے کھڑا اس کی حفاظت کر رہا تھا اور ایک عزوان کو جو آرام سے بیٹھا تماشہ دیکھ رہا تھا۔

"معافی۔۔۔ مانگوں گا لیکن پہلے چاچی کو جنت سے معافی مانگنی ہو گی" صوفیہ اس کی بات پر غصے سے کھڑی ہوئی۔

"میں اور اس دو ٹکے کی لڑکی سے معافی مانگوں گی میں صوفیہ شاہ۔۔۔ سوچ ہے تمہاری لڑکے"" پھر میں سید سفیان شاہ آپ سے معافی مانگے گا آپ کو تو یہ بات سوچنے کی بھی اجازت نہیں ہے (صوفیہ نے کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا) ایک بات اس گھر میں سب سن لو اگر جنت کو کسی نے بھی کچھ کہا تو یاد رکھنا میں اپنی تمام تمیز تہذیب بھول جاؤں گا غور سے سن لو سب۔۔۔ پتہ نہیں آپ لوگ (ان) سے کیوں ڈرتے ہیں" اس نے فارس اور صوفیہ کو دیکھ کر لفظ پر زور دیا اور بڑے بڑے قدم اٹھاتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ صوفیہ اور فارس کی چبھتی نظریں محسوس کر کے وہ بھی کمرے میں چلی گئی۔ عزوان نے ایک نظر اس کمرے میں جاتی جنت کو دیکھا۔

"آہ اتنی بدتمیزی چاچی۔۔۔۔ چچ چچ" عزوان کی بات پر وہ مزید آگ بھگولہ ہو گئی۔ اکرم نے سر پکڑ لیا۔ فاریہ حمدان اور رومیلہ نے سخت نظروں سے عزوان کو دیکھا

"ارے یہ تو تمہارے ماں باپ کا پڑھا یا ہوا سبق ہے۔۔۔۔ قینچی جیسی تیز کی ہے اس لڑکے کی زبان" اس نے چلاتے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو دیکھا۔

"صوفیہ ہمارے بچوں کی زبان پر مجھے ہمیشہ فخر ہے۔۔۔ پر پتہ نہیں کیوں فارس تمہاری زبان سے شرمندہ کیوں نہیں ہوتا" عالم شاہ کی بات پر وہ دانت پیستی رہ گئی۔

"یہ۔۔۔ یہ سلوک ہوتا ہے اس گھر میں میرے ساتھ ان کی پڑھائی ہوئی پٹیاں ہیں یہ "اس نے روتے ہوئے فضیلہ بیگم اور رحمان شاہ کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ خاتون۔۔۔ جانتی ہو تمہاری باتیں کیوں برداشت کرتی ہوں میں کیوں کہ میں گندگی کے ساتھ گندگی میں شامل نہیں ہونا چاہتی میرے پوتے نے جو کہا ٹھیک ہی کہا۔۔۔ "فضیلہ بیگم نے اپنی بارعب انداز میں کہا۔ وکرم کھڑا ہوا۔

"موم چلیں اندر چلیں۔۔۔ پلیز "اس نے صوفیہ کے کندھے پکڑے۔ صوفیہ روتے ہوئے اندر چلی گئی۔ وکرم اپنی باپ کی طرف مڑا۔

"ڈیڈ اگر آپ نے آج کی طرح موم کی بدتمیزی اور غلطیوں میں ان کا ساتھ نہ دیا ہوتا تو وہ اس فیز میں آتی ہی نہ" وکرم نے سرد لہجے میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ ماحول سخت تناؤ کا شکار ہو گیا۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

اس رات کے واقعہ کی وجہ سے اگلے دو دن کوئی کسی سے بات نہ کرتا تھا۔ سب چپ چاپ کھانا کھاتے اور اپنے اپنے کمروں میں گھس جاتے تھے۔ ماحول تناؤ کا شکار تھا۔ سفیان وکرم اور عالم شاہ صرف کام کی بات کرتے اس کے علاوہ خاموشی سے سب انہیں سنتے۔ صوفیہ بھی کچھ نہ بولتی ایک تلخ نظر ہی جنت کے لئے کافی تھی۔ جنت میں تبدیلی آگئی تھی۔ وہ پہلے سے خاصی تندرست ہو گئی تھی۔ تندرستی اور ہلکے سے موٹاپے کی وجہ سے وہ خوبصورت لگنے لگی تھی۔ اب سفیان نے اسے سمجھانا چھوڑ دیا کہ ان کے درمیان کیا رشتہ ہے کیونکہ وہ اپنی ضد کی اس سے زیادہ پکی تھی۔ البتہ ان دونوں کو ایک عجیب سے ایک دوسرے کی عادت ہو گئی تھی۔ جنت کی جو نہی آنکھ کھلتی تو سب سے پہلے وہ بیڈ کی طرف دیکھتی جب وہاں اسے وہ سویا نظر آتا تو سکون میں آجاتی اور اگر نہ سویا نظر آتا تو بجلی کی رفتار سے

اٹھ جاتی۔سفیان بھی رات کو گھر آتا تو وہ بیڈ پر بیٹھی کچھ نہ کچھ کھا رہی ہوتی اور ساتھ ساتھ ٹی وی دیکھ رہی ہوتی وہ بھی ساتھ بیٹھ جاتا اور جنت اسے بھی وہ چیزیں کھانے کو دیتی جو خود کھاتی تھی۔ہر چیز طریقے سے چل رہی تھی۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

وہ کچن سے فارغ ہو کر باہر آئی تو اسے محسوس ہوا کسی نے اسے بلایا ہے۔اس نے ادھر اُدھر دیکھا تو اسے ایک کمرے میں جو گیسٹ روم تھا غزوان نظر آیا۔سب اپنے کمروں میں تھے سفیان بھی کپڑے بدل رہا تھا جب وہ کمرے سے باہر نکلی۔جنت آہستہ سے کمرے میں گئی۔غزوان پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ایک نظر جنت کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"سو کیوٹ جنت۔۔۔۔۔بھائی کی کسٹڈی میں تو تم بہت پیاری ہو گئی ہو موٹی موٹی"اس نے جنت کے گال کو چٹکی میں پکڑا۔جنت نے اپنا منہ پیچھے کیا۔

"بھائی کی کسٹڈی میں پاگل ہو شاید تم۔۔۔تمہارے کہنے پر ہی کر رہی یہ سب دیکھو میری بات سنو۔۔۔"اس نے ایک نظر دروازے سے باہر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

"میں اسے اگر شروع میں ہی ختم کروا دیتی تو کوئی مسئلہ نہ ہوتا۔۔۔لیکن اب میرے لیے یہ مشکل کام ہوتا جا رہا ہے لہذا پلیز مجھے سچ سچ بتا دو تم چاہتے کیا ہو"غزوان اس کی بات پر ہنسا اور دو قدم چل کر اس کے قریب آیا وہ دور نہ ہوئی بس گردن اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"جنت۔۔۔۔۔میں جنت چاہتا ہوں۔۔۔ایک حسین پیاری نیلی آنکھوں والی جنت تم لا سکتی ہو اسے"جنت نے اپنا ماتھا چھوا۔

"کبھی تو سیریز ہو جایا کرو۔۔۔اچھا اب میں جا رہی ہوں سفیان نکلنے لگے ہونگے"وہ جانے لگی تو غزوان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف موڑا۔

"سنو بھائی نے تمہارے ساتھ کوئی زبردستی کرنے کی تو کوشش نہیں کی"جنت اس کی بات پر طنزیہ مسکرائی۔

"وہ سفیان ہے عزوان نہیں۔۔۔وہ عورت کی عزت کرنے والوں میں سے ہیں"

"ہاں تم تو پرستار بن گئی ان کی میں نے کون سی بے عزتی کی تمہاری "اس نے آنکھیں سکوڑ کر جنت کے چہرے کو دیکھا۔

"عزوان۔۔۔ میرے عزوان یہ بے عزتی نہیں ہے تو اور کیا ہے بیوی میں تمہاری ماں میں تمہارے بچے کی اور دن رات میں رہ کس کے ساتھ رہی ہوں تمہارے بڑے بھائی کے ساتھ واہ یہ عزت نہیں تو اور کیا ہے "یہ کہہ کر اس نے زور سے اپنا بازو چھڑوا یا اور منہ بنا کر وہاں سے باہر چلی گئی۔ کمرے کے اندر داخل ہوئی تو سامنے بیڈ پر سفیان سر پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آرام سے دروازہ بند کیا اور شیشے کے سامنے آئی۔

"کیا ہوا آپکو۔۔۔۔"اس نے ہاتھوں میں کوئی چیز ڈالی اور اسے ہاتھوں میں ملنے لگی۔

"بہت سر میں درد ہے یار۔۔۔ کافی دنوں بعد ہوا یہ "اس نے انگلی اور انگوٹھے سے اپنا ماتھا ملا۔ جنت کچھ نی بولی اور لائٹ بند کر کے صوفے پر چت لیٹ گئی۔ سفیان نے ایک گہری سانس لی اور کھڑکی سے باہر موجود آدھے چاند کو دیکھنے لگا۔ سخت بے بس ہو گیا تھا وہ اپنی چاہت میں۔ جنت نے ہلکی سی گردن اٹھا کر اس کو دیکھا جو اب لیٹ رہا تھا۔

"تو آپ دوا کھالیں نہ "اس نے ماحول کی خاموشی کو توڑا۔ "کچھ بیماریوں کی دوائیں نہیں ہوتی۔۔۔۔ اور ڈپریشن کی تو کبھی بھی نہیں "جنت نے اپنا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔

"پہلے بھی تو ہوتا ہوگا پھر کیا کرتے تھے۔۔۔ "اب اسے فکر ہونے لگی۔

"پہلے موم کو لگتا تھا کہ اکیلا ہوں کوئی خیال رکھنے والا نہیں ہے اس لئے دبا دیتی تھیں سر۔۔۔ آرام آنے کی وجہ سے سو جاتا تھا لیکن اب انہیں لگتا ہے کہ میرے پاس ایک عدد بیوی ہے جو میرا خیال رکھتی ہے تو وہ بھی بے فکر ہو کر سو گئی ہیں پر انہیں کیا پتہ کہ۔۔۔۔ "وہ خاموش ہو گیا۔ جنت نے ہلکی سی نظر اس پر ڈالی وہ سیدھا لیٹا چاند کو دیکھ رہا تھا۔ غلط ہو رہا تھا اس صحیح انسان کے ساتھ۔۔۔۔۔ جنت نے گہری سانس لی۔

سفیان کے سر کا درد مزید بڑھتا جا رہا تھا۔کم ہو کر سکون مل ہی نہیں رہا تھا۔وہ لگا تار چاند کو دیکھ رہا تھا جو اسے بھی افسردگی سے دیکھ کر یہ احساس دلا رہا تھا کہ سب تمہاری اپنی مرضی تھی۔۔۔اس نے گہرا سانس لیا جب اسے اپنے ماتھے پر نرم اور گرم سی انگلیوں کا لمس محسوس ہوا۔اس نے ایک دم اٹھ کر دوسری طرف دیکھا وہاں جنت بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا لیٹ جائیں میں سر دبا دیتی ہوں۔۔۔مگر زیادہ خوش فہم مت ہونا" سفیان ہلکا سا مسکرا یا اور واپس لیٹ گیا۔جنت کی نرم نرم انگلیوں سے اسے سکون اندر تک اترتا محسوس ہوا۔۔۔آہستہ آہستہ اس پر غنودگی چھانے لگی۔جنت لگا تار اس کا سر دبا رہی تھی۔وہ کب سو یا اسے پتہ ہی نہ چلا۔۔۔البتہ اسے اس بات کا بھی سکون ملا کہ اس کی امید آہستہ آہستہ سر اٹھا رہی ہے۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

قسط نمبر:16

امریکہ کا پولیس سٹیشن پاکستان کے پولیس سٹیشن سے خاصا کشادہ اور خوبصورت تھا۔تیز روشنیاں ہر سوں پھیلی ہوئی تھیں۔ہر جگہ پولیس اہلکار کھڑے ہوئے تھے۔کمشنر اس وقت فاتح کے ساتھ کھڑا تھا۔وہ دونوں تفتیشی کمرے میں گئے۔وہاں شیشے کی دوسری طرف ہتھ کڑیاں لگا ہوا ملک الرحمان بیٹھا ہوا تھا۔فاتح اور کمشنر کرسیاں کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھے۔"فاتح۔۔۔۔یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے میں کہہ رہا ہوں تمہارے آفس میں اس چور کو میں نے نہیں بھیجا تھا پھر۔۔۔کیوں مجھے یہاں بٹھا یا ہوا ہے" وہ دوسری طرف سے چلا رہا تھا۔

"ہم صرف اس چور کی بنا پر آپ کو پکڑ کر نہیں لائے۔۔۔فارن کمپنی کے منیجر کا صاف بیان ہے کہ اس تاریخ آپ وہاں آئے تھے اور تھوڑی دیر بعد جب آپ نے دیکھ لیا کہ شیئرز کہاں رکھے جا رہے ہیں آپ چلے گئے۔۔۔"ملک الرحمان نے ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارا۔

"ہاں میں گیا تھا۔۔۔ لیکن صرف دیکھنے گیا تھا کہ لیڈز کمپنی کا کیسا کام ہے تاکہ ہم بھی ان سے شئیرز لے سکیں مگر یہ سب صرف میرے اوپر الزام ہے۔۔۔"اس نے دانت دبھا کر فاتح کو دیکھا۔ کمشنر کچھ بولنے لگا تو فاتح نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کر دیا۔

"ملک صاحب۔۔۔ آپ نے جس چور کو ہائر کروایا تھا وہ میرا ہی بھیجا ہوا اینویسٹیگیٹر تھا رئیس عامر پاکستان میں ہوتا ہے۔۔۔ مگر میرے کہنے پر یہاں آیا اور آپکی بے وقوفی پر میں حیران ہوں کہ آپ نے اسے اپنے شئیرز بھی دکھا دیے جو کہ بقول میرے چوری کے تھے ایک اجنبی شخص کو۔۔۔ ہمارے پاس کھلے ثبوت ہیں اور وہ چور۔۔۔ اس کا صاف بیان ہے کہ آپ نے ہی اسے بھیجا تھا اور رہی بات چوری کے وقت کی تو آپ کی موبائیل ٹریسنگ وہیں کی تھی جہاں سے جس وقت شئیرز چوری ہوئے تھے اور کافی دیر وہیں رہی جیسے آپ کوئی ضروری کام کر رہے ہوں۔۔۔۔"ملک الرحمان کا دماغ ابلنے لگا۔ اس کی ایک چھوٹی سی غلطی فاتح نے پکڑ لی تھی۔

"کچھ کہنا ہے اپنی صفائی میں۔۔۔"کمشنر نے طنزیہ انداز میں کہا۔ ملک الرحمان نے اپنا سر پکڑ لیا بولے کچھ بھی نہیں۔۔۔ تفتیشی کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ سانس لینے کی آواز بھی نہیں تھی۔

"نہیں یہ سب صرف مجھے پھنسانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔۔۔ میں اس گودام میں صرف دیکھنے گیا تھا۔"فاتح اس کی بات پر ہنسا۔

"اچھا دیکھنے گئے تھے پھر وہ شئیرز آپکے پاس چل کر آئے تھے کیا۔۔۔"ملک الرحمان کے اعصاب تن گئے۔"تم کس بنا پر یہ بات کہہ رہے ہو کہ وہ شئیرز میں نے ہی چرائے ہیں ہو سکتا ہے کسی اور نے مجھے پھنسایا ہو۔۔۔ اور میں اتنا بے وقوف ہوں کہ ان کو چرا کر کھلے عام سامنے رکھ دوں گا"کمشنر صاحب نے فاتح کو دیکھا اور فاتح نے کمشنر کو۔۔۔ پھر فاتح نے ایک خاکی لفافہ نکال کر شیشے کے پیچھے پھینکا۔ ملک الرحمان نے جلدی سے اسے پکڑا اور اس میں سے کچھ تصویریں نکلیں جنہیں دیکھ کر اس کا چہرہ برف کی مانند سفید ہو گیا۔

"بولو اب بھی کوئی شک ہے۔۔۔۔یہ صاف تصویریں ہیں جو رئیس عامر نے تمہاری اور تمہارے گودام کی بنائی (فاتح کھڑا ہوا اور اپنے کوٹ کا بٹن بند کیا) سیریئسلی تمہیں انویسٹ کرنا بہت آسان تھا اب یہیں رہو دس گیارہ سال جیل میں۔۔۔۔(پھر ہاتھ شیلف پر رکھ کر آگے کو جھکا) میں نے کہا تھا کہ بہت بھاری خمیازہ بھگتنا پڑے گا کیونکہ فاتح بن الیاس جس چیز کی ٹھان لے اسے فتح کر کے ہی رہتا ہے مائنڈاٹ۔۔۔"اور یہ کہہ کر کمشنر کی طرف مڑا۔

"میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں فاتح۔۔۔ یاد رکھوں گا ہمیشہ تمہاری اگلی پچھلی ساری نسل نہ مٹائی تو میرا نام ملک الرحمان نہیں ہے۔۔۔"فاتح نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"شیور میں چاہتا بھی نہیں ہوں کہ تم مجھے بھول جاؤ مجھے ہمیشہ یاد رکھنا اور رہی بات پچھلی نسل کی تو وہ تو فاتح الیاس کی پہلے ہی ختم ہو گئی ہے تم کیا ختم کرو گے ویسے بھی اب تمہیں طویل عرصہ اس جیل میں گزارنا ہے"فاتح نے سر کو خم دیا اور کمشنر سے ہاتھ ملا کر وہاں سے باہر چلا گیا۔۔۔اب اسے واپس اپنے ملک جانا تھا اور اپنا وطن جیسا بھی ہو اپنا ہی ہوتا ہے۔۔۔

◇◇◇◇◇◇◇◇

رات کے کھانے کے بعد سب مل کر بیٹھے تھے۔جنت کھانا کھاتے ہی کمرے میں چلی گئی تھی۔ صبح سفیان نے ایک پارٹی میں جانا تھا اور جنت کو بھی ساتھ لے جانے کی فرمائش کی تھی بس جنت اسی کی تیاری میں کمرے میں چلی گئی۔

"بھائی۔۔۔وہ پارٹی کس سلسلے میں ہے۔۔۔"رومیلہ نے ناخن تراشتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں آفس پارٹی ہے ود فیملی کہا ہے اب جا کر پتہ چلے گا"سفیان نے کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو ود فیملی میں ہم نہیں آتے کیا۔۔۔"حمدان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اوہو۔۔۔کون سی فیملی ہو تم میں ہوں ان کی فیملی"رومیلہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں تبھی میں کہوں وہ تمہیں کیوں لے کر جا رہے ہیں" اس کی بات پر سب ہنس دیے۔۔۔رومیلہ نے ٹھوڑی پر ہاتھ پھیر کر اسے تنبیہ کی۔

"بھائی کی فیملی اب صرف جنت ہے ہماری تو کوئی اوقات ہی نہیں۔۔۔"عزوان نے بھی کافی کا گھونٹ بھرا۔

"تم جنت کب سے کہنے لگے اسے بھابھی نہیں کہتے تھے۔۔"سفیان نے مگ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔فاریہ نے عزوان کو دیکھا اسے اس دن والی ٹوک یاد تھی۔

"وہ اس نے خود ہی کہا کہ وہ مجھ سے چھوٹی ہے اس لئے نام سے بلایا کروں"سب کے آبرو اٹھ گئے۔

"وہ تم سے چھوٹی۔۔۔ہیں سفیان کیا عمر ہے اس کی"وکرم نے فائل بند کرتے ہوئے سفیان کو دیکھا۔

"پتہ نہیں میں نے کبھی پوچھی نہیں۔۔۔ہو گی کوئی چوبیس پچیس سال"اس نے خود سے اندازہ لگایا۔

"چوبیس پچیس۔۔۔تو عزوان بھی تو پچیس کا ہی ہے۔۔۔"اکرم نے تھوڑی کھجاتے ہوئے کہا۔

"اچھا نہ اب ہر کسی کا اپنا مزاج۔۔۔"فاریہ نے بات کا اختتام کرنا چاہا۔اتنے میں انہیں جنت ڈائننگ ہال میں آتی دکھائی دی۔بلو کلر کے فراک کے نیچے وائٹ چوڑی دار پائجامہ۔۔۔بالوں کی اونچی پونی بنائی ہوئی۔کمر تک آتی سنہری خوبصورت پونی۔وہ ہر لحاظ سے انتہائی خوبصورت تھی۔رومیلہ تو اسے دیکھ کر رشک کرتی تھی کہ وہ بھی ایسی ہی لمبی خوبصورت ہوتی مگر قسمت بھی بہت بڑی چیز ہے۔وہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"وہ سفیان میں نے دو ڈریس نکال دیے ہیں آپ دیکھ لینا کون سا پہنیں گے"اس نے کسی کو بھی نہ دیکھا صرف سفیان سے جو کہنے آئی تھی کہہ دیا۔عزوان نے آبرو اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اچھا ٹھیک ہے اب یہاں آؤ بیٹھو ہمارے ساتھ"سفیان نے اپنے ساتھ خالی جگہ کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں وہ مجھے اپنے کپڑے۔۔۔"اس نے ایک نظر عزوان کو دیکھا۔"بیٹھ جاؤ جنت۔۔۔کوئی بات نہیں دو پل ہمارے ساتھ بیٹھو گی تو کوئی گناہ نہیں ہو گا اور نہ ہی تمہاری شان میں فرق آئے گا ہو گی تو تم بڑی بہو ہی"عزوان کی بات پر اس نے سر جھکا لیا اور سفیان کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔وکرم وغیرہ اب بات کی ابتدا ڈھونڈ رہے تھے۔

"جنت تم نے عزوان کو یہ کیوں کہا کہ وہ تمہیں بھابھی نہ بولے" جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اس نے تھوک نگلا۔

"وہ۔۔۔وہ میں (جنت نے سر اٹھا کر عزوان کو دیکھا) ایسے ہی کہا تھا۔۔۔اگر اسے برا لگا ہو تو سوری" اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بلکل نہیں مجھے برا نہیں لگا اور ہم اس ٹاپک کو بند نہ کر دیں۔۔۔" عزوان نے نروس سی جنت کو دیکھا اور یہ پہلی بار تھا جب عزوان نے اس کا ساتھ دیا تھا۔

"خیر بتائیں بھابھی صبح کیا پہن کر جائیں گی آپ" رومیلہ نے موبائیل سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں سمجھ ہی نہیں آ رہی کیا پہنوں" جنت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ام۔۔۔میچنگ پہنو جنت جو کلر سفیان بھائی پہنیں گے وہی تم بھی پہن لینا" فاریہ کے مشورے پر سب نے ہامی بھری۔

"اب مجھے کیا پتہ تمہارے بھائی کیا پہنیں گے یہاں سے اٹھیں گے تو کچھ دیکھ سکیں گے نہ" اس نے ایک نظر سفیان پر ڈالی جو اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔جو لوگوں کی نظر میں اس کا محافظ تھا۔اس کا مزاجی خدا۔۔۔اس نے نظریں گھما کر عزوان کو دیکھا جو سنجیدہ نظروں میں حمدان سے کوئی بات کر رہا تھا اس کی محبت۔۔۔اس کا یقین۔۔۔اس کی نظر میں اسکا محافظ۔۔۔اس کا مزاجی خدا۔۔۔جنت ہلکا سا مسکرا دی۔

"چلو اٹھو پھر ہم دیکھ لیتے ہیں کپڑے۔۔۔" سفیان گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھا۔جنت نے سر ہلایا اور کھڑی ہو گئی۔

"ہاں اب بھائی کو کہاں فرصت دیر دیر تک ہمارے ساتھ بیٹھے اب تو رات گزارنے کے لئے آ گئی ہیں۔۔۔" جنت اس کی بات سن کر راہداری میں رک گئی اور سر اٹھا کر سفیان کو دیکھا جس کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ سمٹ

آئی جنت نے یک دم پیچھے بیٹھے عزوان کو دیکھا۔یہ وہ نظریں تھیں جنہیں عزوان نے فوراً خاموش کر دیا۔جنت نے مٹھیاں بھینچ لی اور چپ چاپ سفیان کے پیچھے کمرے میں چلی گئی۔

"یار تم لوگوں کو بھابھی کے ری ایکٹ سے نہیں لگتا کہ وہ عزوان بھائی سے کوئی پرانی دشمنی نبھا رہی ہیں۔۔۔"
رومیلہ کی بات پر عزوان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"نہیں مجھے تو نہیں لگا ایسا کچھ بھی۔۔۔عزوان تمہیں لگتا ہے" وکرم نے ٹیبل کے کناروں پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

"نن۔۔۔نہیں تو پتہ نہیں اسے تو ہر چیز ہی کچھ اور دکھتی ہے" عزوان مگ رکھ کر اٹھ گیا۔اس کے جاتے ہی سب آہستہ آہستہ ہال سے چلے گئے اور ایک بار پھر ہال اپنی ویرانی پر رونے لگا۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

پارٹی ہال میں خوب گھما گھمی مچی ہوئی تھی۔ہر ہر طرح اور زبانوں کے لوگ اس ہال میں موجود تھے۔ہال کو ہر طرز سے خوبصورت تیار کیا گیا تھا۔بڑے بڑے فانوس، پھولوں سے تیار کردہ خوبصورت دیواریں۔۔۔سرخ رنگ کی کالین جو سیڑھیوں سے اوپر تک جاتی تھیں۔ٹمٹماتے بلب فقط ہر چیز ہی بہت خوبصورت تھی۔

"کیا مجھے بتا سکتے ہیں یہ پارٹی کس خوشی میں ہے۔۔۔" جنت نے دھیمی آواز میں سفیان کو دیکھا جو گلاس اٹھائے سر کو خم دے کر لوگوں کے سلام کا جواب دے رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"مجھے بھی یہیں آ کر پتہ چلا" جنت نے جوس کا گلاس ہاتھ میں لے کر سفیان کو دیکھا۔وہ بلیک سوٹ میں ملبوس۔۔۔بال اوپر کیے ہوئے فرینچ داڑھی کو نفاست سے کٹوائے ہوئے بے حد وجیہہ اور خوبصورت لگ رہا تھا۔اسی کے ساتھ میچنگ کر کے جنت نے بلیک میکسی پہن رکھی تھی جو پاؤں تک آتی تھی دوپٹے کو ایک کندھے میں پھینکا ہوا۔بالوں کی آگے بیک کو منگ بنا کر ایک دو لٹیں گال پر پھینک کر پیچھے کے بال کھول رکھے تھے۔چہرے پر

ہلکا سامیک اپ۔۔۔وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح پرفیکٹ لگ رہی تھی دیکھنے والے رک رک کر سفیان شاہ کی بیوی کو دیکھتے تھے اور جنت اس سب سے بہت ڈسٹرب ہورہی تھی۔

"اچھا پتہ چل گیا ہے تو مجھے بھی بتا دیں۔۔۔"اس نے انگلی سے لٹ آنکھ سے ہٹائی۔

"فاتح الیاس۔۔۔(جوس جنت کے گلے میں اٹک گیا)اس نے ہمارے چوری شدہ شیئرز ہماری کمپنی کو ڈھونڈ کر دیے جس سے ہمیں بہت منافع ہوا اب وہ آیا ہے تو آفس پارٹی رکھ دی ہم نے۔۔۔"سفیان اسی طرح لوگوں کی طرف بھی متوجہ تھا اور جنت کی طرف بھی۔جبکہ وہ سن کھڑی دور کھڑے فاتح کو دیکھ رہی تھی جس کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔وہ وائیٹ سوٹ میں ملبوس انتہائی خوبصورت اور اٹریکٹو لگ رہا تھا۔لمبا چوڑا خوبصورت جسم۔۔۔بال دائیں طرف کیے ہوئے ہلکے ہلکے ماتھے پر بھی آرہے تھے۔فرینچ داڑھی کو نفاست سے سیٹ کیا ہوا۔۔۔وہ ہر ایک کی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا۔۔۔جنت کا ہاتھ کانپنے لگا یہ وہی تھا ہاں ریسنگ گراؤنڈ والا فاتح یہ تو ایک پل میں اسے پہچان لے گا اب وہ کیا کرے۔۔۔اف

"میں آتا ہوں تم رکو یہیں۔۔"سفیان نے گلاس رکھا اور چل کر فاتح کے پاس گیا۔لوگوں کا ہجوم اس سے تھوڑا دور ہوا دو گارڈز اور سائمن اس کے ساتھ مکھی کی طرح چپکے ہوئے تھے۔"اوہ میرے اللہ اب میں کیا کروں۔۔۔یہ بندہ تو مجھے فوراً پہچان لے گا اللہ اللہ "اس نے ایک ہاتھ ماتھے پر رکھا اور ایک کمر پر۔

"فاتح بن الیاس ویلکم بیک۔۔۔"فاتح اس کی آواز میں پیچھے مڑا اور وہ دونوں نے ہاتھ ملائے۔

"کب آئے تم۔۔پتہ ہی نہیں چلا"سفیان نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا اور مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"میرے تو نہ جانے کا پتہ چلتا ہے نہ آنے کا خیر۔۔۔تم سناؤ کیسی گزر رہی ہے شادی"سفیان نے سر جھکایا اور ہلکا سا مسکرایا۔

"بہت فٹ۔۔۔جیسی اکثر پسند کرنے والوں کی گزرتی ہے"فاتح نے سر کو خم دیا۔

"سنا ہے تم۔۔۔سیاست میں حصہ لے رہے ہو"سفیان نے کچھ یاد آنے پر نظریں اٹھا کر پوچھا۔

"بزنس کر کے دیکھا ہے اب ذرا سیاست میں بھی حصہ لے ہی لیتا ہوں۔۔۔"کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔

"تھینکس فاتح تمہاری وجہ سے ہماری کمپنی کو بہت فائدہ ہوا ہے"ایک ویٹر جوس کا گلاس لے کر ان کے قریب آیا۔

"پتہ تھا یہی کہو گے۔۔۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا ہو سکتا ہے تمہاری کمپنی کو میں سب سے زیادہ نقصان پہنچاؤ فاتح کو بدلتے وقت نہیں لگتا۔۔۔"سفیان نے ایک گلاس خود لیا اور ایک فاتح کی طرف بڑھایا۔

"نہیں بس ایک سے زیادہ نہیں پیتا میں"اس نے گلاس کو دیکھ کر نفی میں گردن ہلائی۔

"ڈراؤمت مجھے پلیز۔۔۔"سفیان نے گلاس واپس رکھ دیا۔فاتح ہنسا نہیں بس مسکرایا۔

"ویل۔۔۔لوگوں نے تمہاری بیوی کی بڑی تعریفیں کی ہیں کیوں نہ میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔۔۔" فاتح اب مدعے کی بات پر آیا۔

"ہاں آؤ میں اسے ویسے بھی اکیلا چھوڑ آیا ہوں۔۔۔"وہ دونوں اب جنت کی طرف بڑھ رہے تھے۔جنت لگاتار ناخنوں سے انگلیاں کھرید رہی تھی۔پریشانی منہ سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔اس کی پشت ان دونوں کی طرف تھی۔

"ٹھیک ہے اگر اس نے سب کچھ سفیان کو بتا دیا تو۔۔۔تو میں بھی سچ سچ بتا دوں گی اللہ میری مدد کرنا۔۔۔یہ فاتح کہاں سے ٹپک آیا"اس کے ہاتھوں کی حرکت اب بھی وہی تھی۔

"جنت۔۔۔ان سے ملو یہ کراچی کے سب سے بڑے بزنس مین ہیں اور اب پولیٹکس بھی حصہ لے لیا ہے فاتح بن الیاس نے۔۔۔"جنت کی ریڑھ کی ہڈی سے لہر گزری اس کا پورا وجود برف بن چکا تھا۔اس نے جونہی رخ ان کی طرف موڑا تو فاتح کے آبرو اسے دیکھتے ہی اٹھ گئے۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇

شاہ ولا میں خوب سناٹا چھایا ہوا تھا۔رومیلہ یونیورسٹی جا چکی تھی۔ایسے میں گھر میں صرف دادی دادا اور چند لوگ موجود تھے۔صوفیہ چاچی ڈائننگ ٹیبل میں بیٹھی ساتھ ساتھ کافی پی رہی تھی اور ساتھ ساتھ نیو میگزین پڑھ رہی

تھی۔اتنے میں اسے فاریہ اور غزوان آتے دیکھائی دیے اس نے ایک آبرو اوپر کیا اور ایک اچٹتی نظر ان پر ڈال کو واپس میگزین پر جھک گئی۔

وہ دونوں اسے دیکھتے ہی چوکنا ہو گئے اور محتاط انداز میں اندر جانے لگے۔

"ہمیشہ سے سنتی تھی کہ سید خاندان میں بہت حیا ہوتی ہے آج دیکھ بھی لی ہے" فاریہ نے منہ بنا کر غزوان کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو (کہا تھا نہ)۔

"بغیر شادی۔۔۔۔بغیر منگنی کے دنوں موصوف تفریح کے لئے باہر چلے جاتے ہو تمہاری ہمت کو سلام" انہوں نے کافی کا گھونٹ بھرا اور میگزین کا صفحہ پلٹا۔غزوان نے فاریہ کو جانے کا اشارہ کیا۔جیسے اشارے میں کہہ رہا ہو۔(ان کے منہ مت لگنا) فاریہ نے پرس سنبھالا اور کمرے کی طرف جانے لگا۔

"کیا کیا کرتے ہو تم دونوں ہاں جب یوں اکیلے جانے کی ہمت ہو جاتی ہے تو اور کچھ کرنے کی ہمت بھی تو ہوتی ہو گی" فاریہ وہیں رک گئی اور مڑ کر غزوان کو دیکھا جو تلخ نظروں سے جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے آستینیں موڑے انہیں دیکھ رہا تھا سرد نظروں سے۔۔۔۔جو صرف غزوان کی ہوتی تھی۔

"یہ سب صحیح نہیں ہوتا۔۔۔انسان صرف پھنس جاتا ہے ان کاموں میں میری مانو اپنے راستے پکڑو۔۔۔خاندان میں شادی ٹھیک نہیں ہوتی۔۔۔اور اگر کچھ کر بھی لیا ہے تو مجھے بتاؤ میں راز رکھوں گی۔۔۔" فاریہ نے مٹھیاں بھینچ لیں۔غزوان قدم قدم چل کر صوفیہ کے قریب گیا اور ایک کرسی کی پشت کے اوپر اپنے بازو رکھ کر انہیں دیکھا۔"چاچی آپ بول چکی ہیں تو میں بولوں۔۔۔" صوفیہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا

" مجھے پتہ ہے بیٹا تم نے صفائی ہی دینی ہے اپنے کردار کی لحاظہ بول لو۔۔۔۔" فاریہ چپ چاپ کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"جب آپ اور چاچو کے درمیان بغیر شادی کے افیئرز چل رہے تھے تو وہ جانتی ہیں کیوں چل رہے تھے (صوفیہ نے یک دم گردن اٹھا کر اسے دیکھا) کیونکہ آپ چودھری تھیں اور چاچو سید تھے خون خالص نہیں تھا اس لئے تھوڑا

کام خراب ہوگیا لیکن میں سید غزوان شاہ ہوں اور وہ سیدہ فاریہ شاہ ہے۔۔۔وہ نظر بھی تب اٹھاتی ہے جب اسے معلوم ہو کہ کوئی دیکھ نہیں رہا سر سے دوپٹہ اس کے کبھی اترا نہیں ہے۔۔۔مرد تو ہوتے ہی ایسے ہیں جہاں چاہے کھینچ لوا نہیں۔۔۔عورت میں حیا ہوگی تو کسی کو ہمت نہیں ہوگی اس کے ساتھ کچھ کرنے کی۔۔۔"صوفیہ ایک دم سے کھڑی ہوگئی۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔لڑکے ہمارا کوئی افیئر نہیں تھا۔۔۔ہماری شادی ارینج تھی سب جانتے ہیں" وہ انتہائی اونچی آواز میں دھاڑی۔

" تب ہی وکرم اور اکرم۔۔۔انتس سال کے ہیں اور آپکی شادی کو ابھی اٹھائیس سال ہوئے ہیں۔۔۔"جہاں فاریہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا وہاں صوفیہ بھی برف کا مجسمہ بن گئی تھی۔غزوان نے بازو کرسی سے ہٹائے اور چل کر ان کے قریب آیا۔

"مگر آپ فکر مت کریں وہ بات جو سب جانتے ہیں اسے میں راز رکھوں گا۔۔۔سی یو"اس نے صوفیہ کے کندھے کو تھپتھپایا اور فاریہ کو جانے کا اشارہ کر کے خود بھی چلا گیا جبکہ صوفیہ نے ہاتھ میں پکڑا مگ زور سے زمین پر دے مارا جو (چھن) کی آواز سے ٹوٹ گیا۔غزوان کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چھا گئی۔

"مزہ آگیا قسم سے۔۔۔"اس نے موبائل نکالا جس میں جنت میسیجنگ لکھا ہوا چمک رہا تھا۔

"غزوان فاتح اس پارٹی میں موجود ہے اگر اس نے مجھے دیکھ لیا تو سفیان کے سامنے بول دے گا اور میں بھی سچ بتا دوں گی پلیز تم تیار رہنا۔۔۔"غزوان نے گہرا سانس لیا۔

"میں تو ہمیشہ سے تیار ہی تھا۔۔۔"اس نے موبائل جیب میں ڈالا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

قسط نمبر:17

ہال میں دھیمی دھیمی گانوں کی آوازیں گھونج رہی تھیں۔ایسے میں ہال کے وسط میں تین افراد کھڑے تھے جن میں سے ایک حیران اور دوسرا ڈرا ہوا تھا اور تیسرا ان کی حالتوں سے بے نیاز تھا۔

"فاتح یہ میری بیوی ہے جنت۔۔۔تعریفوں سے بالاتر" فاتح نے آنکھیں سکوڑ کر اسے دیکھا۔

"سفیان واقعی یہ تمہاری بیوی ہے۔۔۔"اس کی نظر اس وقت صرف جنت پر ٹکی ہوئی تھی۔سفیان نے فاتح کو دیکھا۔جنت نے فاتح کو دیکھ کر نفی میں گردن ہلائی جیسے کہہ رہی ہو(کچھ مت بولنا)ایک دوبار اس نے سر ہلایا۔

"فاتح تم ایسے کیوں کہہ رہے ہو جیسے تم پہلے سے اسے جانتے ہو۔۔"سفیان نے شک والی نظروں سے دونوں کو دیکھا۔جنت نے بے بس ہو کر سر جھکا لیا۔

"ہاں۔۔۔۔جانتا ہوں میں اسے (جنت نے آنکھیں سختی سے میچ لیں)بلکہ اسے کون نہیں جانتا سفیان اس پورے ہال میں تم دونوں کے کپل کے چرچے ہو رہے ہیں اور تم مجھے کہہ کہ میں اسے جانتا ہوں واہ یار۔۔۔"جنت نے یک دم سر اٹھا کر اس مسکراتے ہوئے فاتح کو دیکھا جو پاکٹس میں ہاتھ ڈال کر سفیان کو دیکھ رہا تھا۔

"واقعی میں نے نہیں سنی ابھی تک تم نے کیسے سن لی"سفیان نے ایک نظر جنت کو دیکھا۔

"نہ بھی سنی ہو تو سن لوگے۔۔۔شی از مچ بیوٹی فل مجھے پہلے ہی شک تھا تم ایسی ہی بیوی چنو گے"سفیان نے سر کو خم دے کر اس کا شکریہ ادا کیا۔جنت کا سانس بحال ہوا۔

"ارے یہ فرمان ہے ایک منٹ میں آتا ہوں۔۔۔"سفیان کی نظر ایک آدمی پر ٹکی وہ فاتح کو وہیں چھوڑ کر اس آدمی کے پاس چلا گیا۔فاتح نے مڑ کر نظریں جھکائی جنت کو دیکھا۔

"ویسے میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ یہ سب کیا معاملہ ہے کیونکہ یہ میرا فیملی میٹر نہیں ہے لیکن ایک بات اس سب کے بارے میں سفیان جانتا ہے"جنت نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔کیا تھا اس شخص میں جو اندر تک ہلا رہا تھا اسے۔

"نن۔۔۔نہیں انہیں کچھ بھی نہیں پتہ اور آپ بتانا بھی مت پلیز"اس نے نظریں جھکا کر روندی آواز میں کہا۔

"سیریئسلی اگر تم مجھے نہ روکتی تو میں اس کے سامنے بول دیتا کہ میں نے تمہیں عزوان کے بہت قریب دیکھا ہے" جنت کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ "پر ریلیکس میں فاتح ہوں عزوان یا سفیان نہیں جن کی نظر میں عورت صرف کھلونا ہے جہاں تک میرا خیال ہے۔۔۔" جنت نے ہلکی سی نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں وہ بھی عورت کی عزت کرتے ہیں" جنت کو سفیان کے لئے نہیں عزوان کے لئے برا لگا۔

"جنت۔۔۔۔۔ جنت نام ہی ہے تمہارا۔۔ اگر وہ دونوں عورت کی عزت کرتے تو تم آج سفیان کے ساتھ نہیں عزوان کے ساتھ کھلے عام کھڑی ہوتی۔۔۔ تم نے ابھی شاید عزوان کو میسج کیا ہوگا کہ یہاں فاتح بن الیاس آگیا ہے (جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں) تو اگر وہ تمہاری عزت کرتا ہے واقعی تم اس کی نظر میں کچھ ہوتی تو وہ تمہارے میسج کا ریپلائے ضرور کرتا اور مجھے امید ہے کہ اس نے میسج کیا ہوگا۔۔۔ ایکسکیوز می" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ سائمن اور گارڈز اس کے پیچھے لپکے۔ جنت نے موبائیل نکال کر دیکھا تو اس میں عزوان کا میسج چمک رہا تھا۔

"وہ نہیں بولے گا میں جانتا ہوں۔۔۔ وہ کچھ نہیں بولے گا بس نکلو وہاں سے جلدی" جنت کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔ اس نے مڑ کر فاتح کو دیکھا جو اب اور لوگوں سے باتوں میں مصروف تھا۔

"واقعی اپنی لسی کسے کھٹی لگتی ہے۔۔۔۔ ہونہہ" اس نے سر جھٹکا اور سفیان کی طرف بڑھ گئی۔

◈◈◈◈◈◈◈.

◈ وقت تیزی سے گزر رہا تھا کوئی اسے روکنے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ جنت کا حمل دن بادن ظاہر ہوتا جا رہا تھا اور اب وہ بڑے دوپٹے اوڑھ لیتی تھی اور کم سے کم باہر جاتی تھی سفیان کے آنے سے پہلے کمبل تان کر سو جاتی تھی ہر ایک پل میں اسے ڈر ہی لگا رہتا تھا۔ چار مہینے ہو چکے تھے۔ اب اس کے لئے یہ سب چھپانا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ وہ اس بارے میں بہت سوچتی تھی۔ اب وہ وقت آگیا تھا جب ہر کسی کی حقیقت سامنے آجائے اور اللہ نے ہر کام کا وقت مقرر کر رکھا تھا۔

فاتح بن الیاس رائزن نیشنل کا لیڈر بن گیا تھا۔۔۔اگلی ووٹنگ چیئرمین کی تھی اس نے اپنا نام نامزد کروایا۔اب اس کی سیکیورٹی اور کام مزید بڑھ گیا تھا وہ کم ہی ماہی سے ملتا اور باتیں کر سکتا تھا۔ماہی اب سات ماہ کی ہو چکی تھی اس میں پہچاننے کی حس آچکی تھی۔وہ جونہی فاتح کو دیکھتی تو پاگلوں کی طرح چیخنے لگتی۔فاتح پھر بھی آدھا گھنٹا اس کے لئے ضرور نکالتا۔سب اس کو ایک ہی رائے دیتے کہ بیوی کو مرے سات مہینے ہو گئے ہیں بچی اکیلی ہے اس کے لئے شادی کر لے مگر وہ خاموش ہو جاتا۔کون جانتا تھا کہ اب فاتح بن الیاس کہ قسمت کے پنوں میں کیا لکھا جا چکا ہے۔۔۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

فاتح گھر میں داخل ہوا تو نظر لان میں پڑی جہاں واکر میں ماہی کھیل رہی تھی۔فاتح نے سائمن اور گارڈز کو جانے کا اشارہ کیا۔

"سنو سائمن کوئی بھی کال آئے تو بزی کر دینا پورے آدھے گھنٹے کے لئے۔۔۔"سائمن نے سر کو خم دیا اور وہاں سے چلا گیا۔

فاتح کا بنگلا حد درجے کا بڑا اور خوبصورت تھا۔لان کے درمیان میں بڑا سوئمنگ پول تھا جس کی دائیں طرف سفید اور رنگین مور کھلے عام گھوم رہے تھے اور بائیں طرف بیٹھنے کے لئے پتھر کی خوبصورت نشستیں بنائی گئی تھیں۔بڑے بڑے خوبصورت گلاب کے پھول جن کی مہک ہر سوں پھیلی ہوئی تھی۔فاتح چل کر ماہی کے پاس گیا۔شنزا اسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی۔ماہی نے جونہی فاتح کو دیکھا باہر نکلنے کی بھرپور کوشش کی۔

"آجا۔۔۔۔میرا بچہ۔۔۔بابا کی جان"فاتح نے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا۔بچی نے خوشی سے فاتح کے کندھے پر سر رکھ لیا۔

"شنزا یہ گرم کیوں ہے اتنی"فاتح نے اس کے ماتھے سے بال پیچھے کر کے ٹمپریچر چیک کیا۔

"سر اسے کل سے بخار ہے آپکے پاس وقت ہی نہیں ہوتا کہ میں آپکو بتا سکوں۔۔۔" فاتح نے ماہی کا چہرہ سامنے کیا۔ اس میں آدھے عکس رانیہ کے تھے اور آدھے فاتح کے۔ بال تو اس کے فاتح پر ہی گئے تھے کالے خوبصورت گھنے۔

"با۔۔۔با" اس نے یہ الفاظ پہلی بار بولا تھا۔ فاتح کے چہرے پر ایک دم سے بہت ساری مسکراہٹ چھا گئی۔

"اس نے واقعی بابا کہا ابھی۔۔۔۔ میری بیٹی نے مجھے بلایا" فاتح نے ماہی کے گال چومے۔ شنزا مسکرا دی۔ وہ چالیس سال کی دبلی پتلی عورت تھی۔

"سر اسے صرف کسٹڈی کی بہت ضرورت ہے اور میں اسے صحیح سے دیکھ نہیں سکتی پھر مناہل آجاتی ہے جس کی وجہ سے اس کی پہچان خراب ہو جاتی ہے اگر ایک ہی عورت ہو تو یہ بہت جلد بولنا شروع کر دے" فاتح کرسی پر بیٹھا اور ماہی کو اپنی ران پر بٹھایا۔

"واقعی تو پھر تم یا مناہل میں سے کوئی مستقل کام کر لو نہ" اس نے پاکٹ سے بسکٹ کا پیکٹ نکالا۔ جو سائمن نے اسے آفس میں دیا تھا۔ "نہیں سر میرے اپنے بچے ہیں اور مناہل کی بھی چھوٹی سی بیٹی ہے جسے وہ یہیں لے آتی ہے اور اسی کے ساتھ لگی رہتی ہے۔۔۔ سر یہ اکیلی سارا دن بیٹھی کھلونوں کے ساتھ کھیلتی رہتی ہے اور کب سوتی ہے پتہ ہی نہیں چلتا" بچی نے ننھے ہاتھوں سے بسکٹ کا پیکٹ لینے کی کوشش کی۔

"تو تم کیا چاہتی ہو" فاتح نے آنکھیں چندھیا کر کے اسے دیکھا کیونکہ وہ بلکل سورج کے سامنے کھڑی تھی۔

"سر میں وہی رائے دونگی جو سب دیتے ہیں" فاتح نے پیکٹ کھول کر ایک بسکٹ نکالا اور ماہی کو دیا۔ بچی نے بسکٹ لیا اور اسے اپنے سامنے والے ایک پورے اور ایک آدھے دانت سے چبھانے لگی۔

"شادی۔۔۔۔ دیکھو شادی کے لئے ایک عدد مکمل عورت کی ضرورت ہوتی ہے اب میں ایک ورکنگ وومن سے شادی نہیں کروں گا کیونکہ وہ صرف بچوں کی زندگی تباہ کرتی رہے گی اور گھریلو عورت سے میرا آمنا سامنا ہی نہیں ہوتا جسے میں اپنے گھر کے قابل سمجھوں لحاظہ جب مجھے بہتر لگے گا تو میں کر لوں گا شادی ابھی فل حال تم جاؤ۔۔۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے شنزا کو جانے کا اشارہ کیا۔

"جی بہتر جیسی آپکی مرضی"اس نے سر کو خم دیا اور وہاں سے چلی گئی۔ بچی نے آدھا بسکٹ کھا لیا تھا اور اس آدھے کا بھی آدھا حصہ اس نے نیچے پھینک دیا تھا۔فاتح نے اس کے ہاتھ سے بسکٹ لے کر سائیڈ پر رکھا اور اس کے بازوؤں میں ہاتھ ڈال کر اسے آپ نے ٹانگوں پر کھڑا کیا۔ بچی تھے ہاتھ فاتح کے چہرے پر مارنے لگی۔

"یہ اچھا ہے اب مجھے صرف تمہاری وجہ سے اتنا بڑا شادی کا ڈرامہ رچانا پڑے گا۔۔۔آہ رانیہ بیوی کی کمی بھی بہت بڑی چیز ہے"اس نے بچی کے گال پر پیار دیا اور اسے کندھے سے لگا لیا۔ بچی نے کندھے پر سر رکھ لیا اور اپنی زبان میں کچھ بولنے لگی۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

قسط نمبر:18

سب دن کے کھانے پر براجمان تھے۔آج اتوار ہونے کی وجہ سے سب گھر پر تھے۔ جنت نے ایک شال کندھے پر ڈال رکھی تھی جس نے اس کے وجود کو چھپا رکھا تھا۔وہ خاموشی سے کسی کی نظروں سے نظریں ملائے بغیر کھانا کھا رہی تھی۔

"فاتح آرائین کا لیڈر بن گیا ہے تو چیئرمین بھی بن ہی جائے گا"رحمان شاہ نے اخبار پڑھتے ہوئے کہا وہ اکثر کھانا کھاتے وقت اخبار پڑھتے تھے۔

"وہ بہت تیزی سے ترقی کر رہا ہے ہر وقت کام پر لگا رہتا اور گھر میں اس معصوم بچی کا کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا"سفیان نے نوالہ منہ میں ڈالا۔

"ہاں یاد اس کی تو بچی ہوئی تھی۔۔۔واہ خبر ہی نہیں ہے"وکرم نے سفیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ویسے اسے اب شادی کر لینی چاہیے بچے ماں کے بغیر بہت ادھورے ہوتے ہیں"زلیخہ بیگم نے سالن پلیٹ میں ڈالا۔

"کہیں دفعہ اسے کہا بھی ہے مگر کہتا ہے ورکنگ وومن سے شادی ہرگز نہیں کرے گا اور کوئی گھریلو نظر میں آئی تو پھر سوچے گا" جنت نے کھانے کی پلیٹ صاف کی۔

"وہ جو بھی کرتا ہے ٹھیک ہی کرتا ہے آج اس کا باپ ہوتا تو اسے بہت فخر ہوتا اس پر۔۔۔" عالم شاہ کی بات پر سفیان نے اپنے باپ کو افسوس سے دیکھا۔ جنت کے اندر سے درد کی لہر گزری۔ اس نے ایک دم نظریں اٹھا کر عزوان کو دیکھا جو چپ چاپ کھانا کھا رہا تھا۔

"ویل ڈیڈ ہر ماں باپ کی عادت ہوتی ہو اس کا بچہ جتنی ترقی کر لے نظر اس کی کسی اور کے ہی بچے پر ہوگی" سفیان نے افسوس سے سر جھٹکا۔ ذلیخہ بیگم نے شکایتی نظروں سے عالم شاہ کو دیکھا۔ جنت نے نیپکن سے ہاتھ صاف کئے اور کرسی دھکیل کر اٹھی۔

"بس اتنا تھوڑا۔۔۔" سفیان نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔ جنت نے چادر ٹھیک کی۔

"جی بس اتنی ہی بھوک تھی۔۔۔" اس نے کرسی اندر کی اور سیڑھیوں کی طرف چل دی نا جانے کیوں اس کا ایک ایک قدم بوجھل ہو رہا تھا۔ عزوان نے نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا۔

"خیر۔۔۔ فارن کمپنی وہ شیئرز واپس لینا چاہتی ہے اور اب میں انہیں ضائع نہیں ہونے دے سکتا۔۔۔" سفیان نے روٹی اٹھاتے ہوئے کہا۔ جنت نے جو نہی ریلنگ پر ہاتھ رکھا اس کا پورا وجود درد سے جھکڑ گیا۔۔۔ اس پر غنودگی چھانے لگی۔

"نہیں فارن کمپنی کو اب کسی صورت مت دینا۔۔۔" وکرم نے نفی میں سر ہلایا۔ جنت کو پورا گھر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ عزوان نے ہلکی سی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو اب تک وہیں کھڑی تھی تو گلے میں گلٹی ابھری۔ "تو پھر وہ شیئرز ویسے بھی ضائع ہونگے۔۔۔ ملٹی نیشنل کمپنیز کو دینا اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنے کے برابر ہوگا" جنت کی ٹانگوں سے سانس نکلا اور وہیں پر زمین بوس ہوگئی۔

"بھابھی۔۔۔۔" رومیلہ ایک دم سے کھڑی ہوگئی۔ غزوان برف کا مجسمہ بن کر نیچے گری جنت کو دیکھنے لگا۔ سفیان نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دھنگ رہ گیا نہ پلیٹ کا خیال کیا نہ کھانے کا اور کرسی پیچھے دھکیل کر اس کی طرف بھاگا۔ وہ اوندھے منہ گری پڑی تھی۔ سب اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر اس کی طرف بھاگے۔

"جنت۔۔۔۔ جنت کیا ہوا تمہیں" سفیان نے اسے سیدھا کیا اور منہ کے اوپر سے بال ہٹائے وہ بے ہوش پڑی تھی۔

"ڈاکٹر کو کال کرو حمدان جلدی کرو" فاریہ نے پاس کھڑے اپنے بھائی سے کہا۔ غزوان آہستہ آہستہ چل کر ان کے قریب آیا۔ وہ کتنی معصوم لگ رہی تھی۔ بلکل دنیا سے بے نیاز چادر سے اب بھی جسم ڈھکا ہوا تھا۔

سفیان دیوار سے ٹیک لگائے بار بار کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیوں ہو جاتا ہے جنت کے ساتھ۔۔۔۔بیچاری بچی پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے اسے" ذلیخہ بیگم نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سفیان نے اپنے بالوں پر دونوں ہاتھ پھیرے البتہ غزوان کو پتہ چل گیا اب الٹی گنتی شروع ہو چکی تھی۔ وہ دم سادھے کھڑا تھا۔

"کچھ نہیں ہوگا اللہ بہتر کرے گا انشااللہ" فضیلہ بیگم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے اسے تسلی دی۔ اتنے میں ڈاکٹر باہر آیا۔ سفیان ایک دم سے اس کی طرف لپکا۔

"ڈاکٹر صاحب جنت۔۔۔ کیا ہوا اسے۔۔۔۔" سفیان نے ڈاکٹر کے چہرے کی تاثرات پڑھنے کی کوشش کی۔

"وہی ڈپریشن وہ لگاتار کچھ نہ کچھ سوچتی ہیں۔۔۔ سر کا درد اسی مائیگرین کی وجہ سے ہے ان کا خاص خیال رکھیں ورنہ۔۔۔۔" غزوان نے سانس لینا بھی چھوڑ دیا وہ بنا پلک جھپکائے ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا۔

"ورنہ کیا ڈاکٹر صاحب۔۔۔؟" سفیان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ورنہ ماں کے ساتھ ساتھ بچے کو بچانا بھی مشکل ہو جائے گا" یہ الفاظ تھے یا تیر۔۔۔۔ سفیان کو یوں لگا کسی نے اس کی روح کھینچ لی ہے وہ سانس لینا بھی بھول گیا۔۔۔ بس جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔ باقیوں کے چہرے پر حیرانگی

کے ساتھ ساتھ خوشی بھی تھی اور عزوان اس نے لب بھینچ لئے اور نظریں اٹھا کر اس برف کے مجسمے کے مانند کھڑے سفیان کر دیکھا جو پورا سفید ہو چکا تھا۔ وہ مڑا اور ریلنگ پر زور سے ہاتھ جما۔

"تمہارا وقت ختم جنت۔۔۔" اس نے زور سے لوہے کی ریلنگ کو دبھایا۔ ڈاکٹر وہاں سے چلا گیا۔

"ارے ماشاللہ یہ پہلے کیوں نہیں بتایا ہمیں" راصبیہ نے مسکرا کر سفیان کو دیکھا جواب بھی اسی جگہ دیکھ رہا تھا جہاں ڈاکٹر کھڑا تھا۔

"سفیان۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو" ذلیخہ بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ سفیان نے اپنی ماں کو دیکھا آنکھیں خون کے مانند سرخ تھیں۔ وہ وحشی انداز میں کمرے کے اندر گیا اور زور سے دروازہ کھولا۔ جنت نے ہلکا سا چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔ سفیان اس کے قریب گیا اور اسے بازو سے پکڑ کر زور سے کھڑا کیا۔

"سفیان یہ کیا کر رہے ہیں میرا بازو۔۔۔" اس نے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کی۔

"میرے ساتھ چلو۔۔۔" وہ شیر کی طرح دھاڑا اور اسے لے کر سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ وہ چلا رہی تھی۔ پیچھے آتے لوگ سفیان کو روک رہے تھے اور اس نے غیض و غضب سے جنت کا نازک بازو پکڑا ہوا تھا۔ عزوان نے جیب سے ایک چیونگم نکالی اور اسے منہ میں ڈال لیا۔ یہ سب سلوموشن میں ہو رہا تھا۔ وقت الٹی طرف جا رہا تھا۔ سب مردوں نے جب یہ ماجرہ دیکھا تو ایک دم سے کھڑے ہو گئے۔ سفیان نے جنت کو زور سے زمین پر پھینکا لیکن اس نے اپنا بچاؤ کر لیا اور چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو سفیان تم۔۔۔" رحمان شاہ غصے سے دھاڑے۔

"میں کیا کر رہا ہوں۔۔۔ اس عورت سے کوئی پوچھے یہ کیا کرتی رہی ہے" سب ملازم باہر آ گئے وہ اتنی اونچی آواز میں چلایا کہ پورا گھر اس کی آواز سے گھونج اٹھا۔ جنت نے تھوک نگلا اور گردن اٹھا کر عزوان کو دیکھا جو منہ میں کچھ لگا تار چبھاتے ہوئے پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کا دل زور سے دھڑکا کچھ بڑا ہونے لگا تھا۔۔۔ جس کا اندیشہ اسے ابھی سے ہی ہو گیا۔

◆◆◆◆◆◆◆◆

"بیٹا یہ کیا کہہ رہے ہو کھل کر بتاؤ۔۔۔"ذلیخہ بیگم نے پہلے زمین پر پڑی جنت کو دیکھا اور پھر سفیان کو۔

"ڈاکٹر نے کیا کہا تھا بچہ۔۔۔(وہ جنت کے قریب گیا اور بیٹھ کر اس کا منہ پکڑا)بتاؤ مجھے یہ کس کا بچہ ہے۔۔۔بولو عورت اس سے پہلے میں تمہارا یہیں قتل کر دوں"جنت کا پورا وجود کانپ گیا۔

"یہ کیا بکواس کئے جا رہے سیدھے طریقے سے بتاؤ مسئلہ کیا ہے"عالم شاہ اونچی آواز میں چلائے۔سفیان کھڑا ہوا۔

"چار ماہ ہو گئے ہیں ہماری شادی کو ایک دفعہ بھی جو اس بدکردار عورت نے مجھے اپنی طرف آنے دیا ہو۔۔۔آنا تو دور کی بات دیکھنے بھی نہیں دیتی تھی میں بیڈ پر سوتا تھا اور یہ صوفے پر ایک بار بھی ہم ساتھ نہیں سوئے اور آج ڈاکٹر آ کر مجھے کہتا ہے کہ عورت ماں بننے والی ہے۔۔۔میں پاگل ہو جاؤں گا(اس نے دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے سب کہ منہ کھلے کے کھلے رہ گئے)اس سے۔۔۔اس سے پوچھیں یہ بچہ کس کا۔۔۔۔پوچھیں اس سے ورنہ میں نے اسے مار دینا ہے"وہ ایک بار پھر سے اس کی طرف لپکا تو وکرم اور حمدان نے اسے پکڑ لیا۔

"میں بتاتی ہوں یہ بچہ کس کا ہے۔۔۔"وہ کھڑی ہوئی دوپٹہ اس کے پاس نہیں تھا البتہ کپڑے ایسے تھے کہ جسم ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔سفیان نے اس کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی۔

"میں نے منع کیا تھا آپکو کہ مت کریں یہ نکاح لیکن آپ نے نہیں سنی میں آپ کو اپنے پاس اس لئے نہیں آنے دیتی تھی کیونکہ میرا اور آپ کا نکاح شرعی لحاظ سے ہوا ہی نہیں تھا جانتے ہیں کیوں کیونکہ میں کسی اور کے نکاح میں تھی چھ مہینے سے"سب کے سروں پر بم پھٹا۔۔۔صوفیہ ہونہہ کر کے رہ گئی۔راصیہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور سفیان۔۔۔وہ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

"اور جانتے ہیں کس کے نکاح میں تھی میں۔۔۔(وہ چل کر غزوان کے طرف گئی سفیان نے نفی میں سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو ایسا نہ ہو سب کی نظروں نے اس کا تعاقب کیا)میں چھ ماہ سے مسز غزوان شاہ رہی ہوں اور یہ بچہ بھی غزوان شاہ کا ہی ہے"فاریہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔ذلیخہ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور دھک سے صوفے پر گرنے

والے انداز سے بیٹھیں۔سفیان کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ہر طرف سناٹا چھا گیا۔غزوان نے سفیان کو دیکھا۔جو کبھی جنت اور کبھی اسے دیکھ رہا تھا۔

◈◈◈◈◈◈◈

"غزوان یہ جو کہہ رہی ہے وہ سچ ہے۔۔۔"عالم شاہ نے دھیمے دھیمے غصے میں کہا۔جنت نے پرامید نظروں سے اسے دیکھا۔غزوان نے جنت کو دیکھا۔اسے وہ تھپڑ یاد آیا۔

(ارے تم کیا کر سکتے ہو ابھی ایک لڑکی سے تھپڑ کھا کر آئے ہو)

"غزوان۔۔۔میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔یہ سچ ہے یا نہیں"آج جنت کی ساری عزت اس کے ہاتھ میں تھی۔

"ڈیڈ۔۔۔بھائی۔۔۔مجھے ان کے کردار پر پہلے سے ہی شک تھا۔۔۔(جنت کے چہرے سے ساری مسکراہٹ غائب ہوئی)یہ مجھے ایسے دیکھتی تھیں جیسے مجھے جانتی ہیں اور اس دن مجھے بھابھی کہنے سے بھی روک دیا۔۔۔"

جنت کو یوں لگا کہ ابھی کوئی اسے ہاتھ لگائے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی۔

"بھائی میں آپکو بتاتا ہوں۔۔۔(وہ چل کر سفیان کے پاس آیا جنت زمین دیکھتی رہ گئی۔۔۔زمین بھی جنت کو دیکھ کر ہنس رہی تھی)مجھ سے یہ میری پسند پوچھتی تھی کیا کھانا پسند ہے۔۔۔رنگ۔۔۔پھول تقریباً ہر چیز میں نے کہا میں بھائی کو بتادوں گا تو کہتی ہیں۔۔۔کہ تمہارے بھائی سے کون ڈرتا ہے اگر تم نے بتایا تو تم خود ہی پھنسو گے۔۔۔میں سمجھ نہیں سکتا تھا نہیں۔۔۔مطلب یہ ساری پلاننگ تھی ان کی میں ان کا شوہر یا اللہ معاف کرنا"اس نے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔جنت کسی خواب کی سی کیفیت سے پیچھے مڑی۔

"بھابھی آپکو تھوڑا اس خدا کا خوف کرنا چاہیے تھا۔۔۔نا جانے کس مرد کا بچہ میرے سر ڈال دیا۔۔۔واٹ آ ربش"جنت غزوان کو دیکھ رہی تھی یہ وہ غزوان نہیں تھا جس پر اس نے یقین کیا تھا یہ کوئی اور تھا۔۔۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں عزوان تم مذاق کر رہے ہو۔۔۔دیکھو ایسے مت کرو تم پر یقین کیا تھا میں نے ایسے مت کہو وہ محبت وہ سب کچھ۔۔۔"آنسوؤں ندیوں کی طرح آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

"پلیز بھابھی پلیز۔۔۔۔یہ کتنا گھناؤنا الزام ہیں خدا کہ لیے ایسے مت کہیں۔۔۔محبت پندرہ سال کی عمر سے آج تک میں نے صرف فاریہ شاہ سے محبت کی (احمد نے فاریہ کو دیکھا تو اس نے یک دم سر جھکا لیا) کیونکہ مجھے صرف سیدہ عورت پسند تھی جو پاک اور صاف کردار ہو آپ یہ سب مت کہیں پلیز۔۔۔یہ بچہ جس کا بھی ہے اس کے پاس جائیں پلیززززززز۔۔۔۔"اس کی اداکاری اتنی پختہ تھی کہ جنت کے سارے الفاظ ختم ہو گئے۔سفیان کے چہرے سے لگتا تھا اس نے یقین کر لیا ہے۔

"ہم نے نکاح کیا تھا عزوان۔۔۔اللہ کو حاضر ناظر جان کر کیوں کر رہے ہو یہ سب میں نے یقین کیا تھا تم پر۔۔۔کیوں عزوان کیوں" وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

"نکاح تو ٹھیک ہم سب مان لیں گے ہمیں وہ نکاح نامہ لا کر دیکھائیں۔۔۔یا کوئی گواہ" جنت کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔اسے کوئی گواہ یاد نہیں تھا اور نکاح نامہ تو عزوان کے پاس تھا۔"پلیز بھابھی بند کریں یہ ڈرامہ بھائی آپکو دیکھ کر شادی کرنی چاہیے تھی۔۔۔فضول عورت ہے یہ طلاق دیں اسے اور نکالیں گھر سے باہر مجھے مفت میں بیچ میں گھسیٹا۔۔۔مسز عزوان شاہ ہونہہ "یہ کہہ کر عزوان وہاں سے چلا گیا۔جنت کا تو پورا وجود ہل کر رہ گیا۔بلکل ٹوٹ گئی وہ اندر سے۔۔۔وہ چاہتی تھی کہ زمین کھلے تو وہ اس میں سما جائے۔۔۔آنسوؤں نے نہ رکنے کی قسم کھالی تھی ایک کے بعد دوسرا۔۔۔

سفیان چل کر اس کے قریب آیا۔

"جنت میں تمہیں طلاق دیتا ہو۔۔۔طلاق دیتا ہوں۔۔۔طلاق دیتا ہوں صرف شام تک کا وقت ہے اپنی چیزیں سمیٹوں اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔صرف شام تک کا وقت سمجھ آئی۔۔۔"وہ دھیمی آواز میں دھاڑا۔

"مجھے اس طلاق سے کیا فرق پڑے گا جس میں کسی رشتے کو فرق نہیں پڑا۔۔۔وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔صرف جھوٹ اس نے مجھ سے کیا تھا نکاح آپ جب رشتہ لے کر آئے تھے تب بار بار میں نے اسے کال کی تھی مگر اسکا نمبر بند تھا اس کے وہ محبت کے دعوے وہ واعدے وہ سب۔۔۔"

"اوہ پلیز جنت۔۔۔(سفیان نے ہاتھ اٹھایا) اپنی یہ لیلہ مجنوں کی کہانیاں جاکر اسے سناؤ جس کا یہ بچہ ہے وقت ضائع کئے بغیر دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ دھکے دے کر نکالنا پڑے گا" یہ کہہ کر سفیان باہر نکل گیا۔سب اسے حقارت سے دیکھ رہے تھے رومیلہ اور فاریہ نے منہ بنایا اور اپنے کمرے میں چلی گئیں۔آہستہ آہستہ سب وہاں سے چلے گئے کوئی نہ بچا اس کو سہارا دینے کے لئے۔۔۔وہ بھرے میدان میں اکیلی رہ گئی۔۔۔۔اس کی عزت کو سفیان اور غزوان نے کیڑے کی طرح روندد یا۔

"میں فاتح ہوں غزوان یا سفیان نہیں جن کی نظر میں عورت صرف کھلونا ہے" وہ وہیں زمین پر بیٹھ کر اپنی مری ہوئی عزت کا ماتم منانے لگی۔

◈◈◈◈◈◈◈◈◈

آج کراچی کا موسم سخت غصے میں تھا۔تیز ہوائیں۔۔۔طوفان۔۔۔بجلیاں۔آسمان بھی جنت کی عزت کا ماتم منا رہا تھا۔رائزن نیشنل کا آفس ایک بہت بڑی عمارت تھی۔جتنی وہ باہر سے خوبصورت دکھتی تھی اتنی وہ اندر سے بھی خوبصورت تھی اس کی پانچویں منزل میں لیڈر کا کمرہ تھا۔جو نہایت کشادہ اور خوبصورت تھا۔نیلے آسمانی پردے اس کمرے کو نور بخش رہے تھے۔ایسے میں وہ کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔کوٹ اتار کر صوفے پر رکھا ہوا۔۔۔سفید سوٹ شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑی ہوئیں۔۔۔بال جیل کی مدد سے اوپر کیے ہوئے وہ گہری سوچ میں ڈھوبہ ہوا ایک ہاتھ پاکٹ میں اور ایک سے مگ پکڑ رکھا تھا۔

"سر یہ سارا دن بیٹھی کھلونوں کے ساتھ کھیلتی رہتی ہے اور کب سوتی ہے پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔"اس نے کافی کا گھونٹ بھرا۔

"شادی کرلو فاتح۔۔۔گھر عورت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے" وہ باہر کی گھما گھمی کو دیکھ رہا تھا۔لوگ چھتریاں تانے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

"آپ مردوں کا کیا ہے فاتح ایک عورت مرگئی تو دوسری سے شادی کرلی۔۔۔ہم عورتیں تو ایک دفعہ جس سے جڑ جائیں اس کے فیز سے نکلنا ہمارا دامن گندہ کردیتا ہے" اسے دور خلا میں اس کا کوٹ سیٹ کرتی رانیہ نظر آئی۔وہ ابھی یہی سب سوچ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔اس نے کافی کا گھونٹ بھرا۔

"آجاؤ سائمن۔۔۔"اس کے کمرے میں وہی بندہ ہر پانچ منٹ بعد آجاتا تھا۔

"سر پندرہ منٹ بعد آپکی میٹنگ ہے"وہ اندر آیا اور ڈائری کھول کر اسے بتانے لگا۔

"ہوں۔۔۔اور اس کے بعد کتنی میٹنگز ہیں"وہ یوں ہی سوچ رہا تھا اور ساتھ ساتھ گھونٹ بھر رہا تھا۔

"تین سر۔۔۔تین میٹنگز ہیں"اس نے صفحہ الٹتے ہوئے کہا۔

"کینسل کردو آج کی میٹنگز۔۔۔"سائمن نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"پر سر۔۔۔میٹنگز کا آرڈر آپ نے خود۔۔۔"اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔"اونہوں۔۔۔اب میں ہی آرڈر دے رہا ہوں نہ آج کی ساری میٹنگز کینسل کرو بندہ ایک دن تو چھٹی لے ہی سکتا ہے"اس نے خالی مگ ٹیبل پر رکھا اور اس کی طرف مڑا۔

"شیور سر میں کینسل کردوں گا"سائمن نے سر کو خم دیا۔

"سر۔۔۔وہ۔۔۔"سائمن کچھ کہنا چاہ رہا تھا مگر منہ کھول کر بند کردیتا۔

"بولو سائمن میں سن رہا ہوں۔۔۔"اس نے کنٹرول چیئر سنبھالتے ہوئے کہا۔

"سر چیئرمین کی ووٹنگ پر۔۔۔اسد باجوہ نے بھی اپنا نام نامزد کروادیا ہے اور اس کے ووٹس بڑھ رہے ہیں"
فاتح نے کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی اور کہنی کرسی کی ہتھ میں رکھ کر پین کو انگلیوں میں رولنے لگا۔

"واقعی۔۔۔وہ جس کی بیوی ماڈل ہے اور بھائی کا نام ہائی لیڈر کی ووٹنگ میں ہے"اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"جی سر وہی فوزیہ اسد باجواہ کا شوہر اور قیوم باجواہ کا بھائی "فاتح نے سر ہلادیا۔

"اس کے علاوہ بھی کوئی اور آیا ہے "پین اور انگلیوں کی حرکت اب بھی ویسے ہی تھی۔

"نہیں سر بس یہی ہے اور وہ چودھری۔۔۔"فاتح نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔وہ جانے لگا۔

"سنو۔۔۔۔"سائمن نے یک دم قدم موڑے۔

"جی سر"

"گاڑی کی چابی مجھے دے دو۔۔۔۔ تم اور گارڈز گھر چلے جاؤ۔۔۔ میں گھر ہی ملوں گا تمہیں۔۔۔"سائمن کا منہ کھل گیا۔

"مگر سر۔۔۔اکیلے کیسے جائیں۔۔"

"سائمن تم میرے باس نہیں میں تمہارا باس ہوں۔۔۔۔چابی دو جتنا کہتا ہوں اتنا کیا کرو"سائمن نے مجبوراً سر ہلا یا اور چابی ٹیبل پر رکھ کر بوجھل قدموں سے باہر چلا گیا۔

"باڈی مین رکھنے کا مطلب ہے اپنے لئے ایک ماں رکھ لو۔۔"اس نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے چابی اٹھالی۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

وہ کب وہاں سے اٹھی کب اپنے کمرے میں آئی اور بغیر کچھ لیے وہاں سے نکل گئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔اس کی تمام حسوں نے سوائے دیکھنے سننے کی حس کے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔باہر موسم سخت خراب تھا۔جو بھی اسے راستے میں دیکھتا منہ بنا کر آگے چلا جاتا وہ انہی قدموں سے گیسٹ روم کے سامنے سے گزری جب کسی نے زور سے کھینچ کر اسے اندر کیا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔جنت نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو خشک آنکھیں بھر آئیں سامنے غزوان کھڑا تھا۔جس نے اس کے تمام جذبات کو ٹھوکر ماری تھی۔غزوان نے اس کے منہ پر اب تک ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

"سنو لڑکی (یہ کہہ کر اس نے ایک نظر باہر ڈالی) میں تمہیں طلاق دیتا ہوں (جنت کا پورا وجود کانپ گیا) طلاق دیتا ہوں۔۔۔ طلاق۔۔۔اب خدا کا واسطہ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ مجھے تم میں کبھی دلچسپی ہی نہیں تھی فضول سی لڑکی ہو تم۔۔۔ یہ تو اس تھپڑ کا بدلہ ہے جو تم نے بھرے بازار میں مجھے مارا تھا۔۔۔اب یہاں سے نکلو ورنہ پھر مجھے کون ڈرامہ کرنا پڑے گا نکلو" اس نے زور سے جنت کو صوفے پر دھکا دیا اور خود دیکھ بھال کر نارمل ہو کر باہر نکل گیا۔ جنت نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ دل کر رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔ طلاق اتنی بے معنی چیز تھی ان بھائیوں کے لئے۔۔۔

وہ بوجھل قدموں سے اٹھی اور نیچے لاؤنج میں گئی۔ ایک سیڑھی اتری (یہ ہمارے نکاح کا پہلا سرپرائز ہے)

دوسری سیڑھی (یہ میری پیاری سی بیوی کے لئے پیاری سے چین)

پانچویں سیڑھی (میری طاقت۔۔۔ میری کمزوری تم ہو جنت جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا تو خود سے عہد کر لیا تھا تمہیں حاصل کر کے رہوں گا)

آٹھویں سیڑھی (ہر خوشی اور ہر غم میں ہم نے ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہے)

دسویں سیڑھی (غزوان تم سے محبت کرتا ہے اور محبت کا اصل ثبوت نکاح ہوتا ہے)

سیڑھیاں ختم ہوئیں تو وہ لاؤنج میں رک گئی۔

(تو تم صرف ایک میسج مجھے کر دینا شوہر اپنی بیوی کے لئے جان بھی دے سکتا ہے) اس نے اپنے بالوں کو ہاتھوں میں پکڑ لیا۔

(تمہارے لئے جان بھی دینی پڑی تو دے دوں گا آئی سویر) اس نے چہرہ کمروں کے طرف موڑا۔"

غزوان۔۔۔ شاہ" وہ اس قدر اونچا چلائی کہ سب اپنے کمروں سے باہر نکلے غزوان بھی ریلنگ سے اسے دیکھنے لگا جبکہ سفیان سیڑھیوں میں کھڑا ہو گیا۔

"زیادہ کچھ نہیں کہوں گی بس ایک بات کہوں گی۔۔۔۔اگر وہ خدا تمہارا ہے تو وہ خدا میرا بھی ہے۔۔۔میں قسم کھاتی ہوں عزوان میرے ساتھ میرا اللہ اسی دنیا میں انصاف کرے گا اور جب انصاف ہوگا (اس نے پورے گھر کے لوگوں کو دیکھا) تو تم سب تڑپ اٹھو گے۔۔۔۔ یاد رکھنا"اس نے وحشت بھری نظروں سے عزوان کو دیکھا۔

"اور یہ بچہ۔۔۔جسے تم نے اپنے کھیل کے لئے استعمال کیا ہے۔۔۔۔یہ ہی تمہاری موت کا سبب نہ بنا عزوان تو سمجھنا جنت جھوٹ بول رہی تھی" نہ سفیان کو دیکھا نہ کسی اور کو اور انہی قدموں سے گھر سے باہر نکل گئی۔اس نے گیٹ سے باہر ایک قدم رکھا۔

"اسی گھر میں میرے خدا کا مجھ سے واعدہ ہے کہ میں رانیوں کی طرح نہ آئی تو خدا کا انصاف نہیں ہوگا۔۔۔میں آؤں گی شاہ ولا میں واپس آؤں گی۔۔۔"وہ بغیر یہ . ہے سنے چل رہی تھی۔طوفان اور ہواؤں سے لوگ بچ رہے تھے اور وہ بس چل رہی تھی مرے قدموں کے ساتھ کون اس سے ٹکرا رہا تھا کون نہیں اسے فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔۔ جب یقین ٹوٹتا ہے تو سب سے زیادہ گھاؤ آتا ہے اس وقت کوئی جنت سے اس بارے میں پوچھ لیتا۔۔۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇

قسط نمبر:19

آج ساحل سمندر میں بھی خوب رش تھا کیونکہ فاتح بن الیاس کی وہاں پیش قدمی ہوئی وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے لگاتار فینز اور تصویروں کا شکار تھا۔آسمان پر بھی کالے بادل چھا گئے تھے اور آہستہ آہستہ بہنا شروع ہو گئے تھے۔فاتح نے وہاں سے نکلنا غنیمت سمجھا اور فینز کے اس جھنڈ سے نکل کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھا۔

"یار یہ سلیبریٹی ہونا بھی الگ عذاب ہے تنہائی حاصل کرنے آیا تھا میں اور یہاں۔۔۔۔ ہونہہ"اس نے سر جھٹکا اور گاڑی سڑک پر دوڑانے لگا۔بارش قدرے تیز ہو چکی تھی۔وہ جلد از جلد گھر جانا چاہتا تھا۔کار وئپرز شیشے کو صاف کر رہے تھے سڑک پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔اکا دکا لوگ چل رہے تھے۔صرف بارش اور وائپرز کی (چی چی) کی

آواز ماحول کی خاموشی میں خلل ڈال رہی تھی۔اندھیرا چھا رہا تھا۔جس کی وجہ سے فاتح نے بونٹ کی لائٹ آن کر دی۔وہ اب گاڑی چلانے میں مگن تھا۔کہنی دروازے پر ٹکائی ہوئی تھی۔

"جاتے ہی ماہی کو آ ٹھاؤں گا۔۔۔سوچا تھا کہ تھوڑا سا اکیلا رہ کر دماغ سیٹ کر لوں گا مگر یہاں۔۔۔۔"اس نے ابھی یہ الفاظ بولے ہی تھے کہ اس کی گاڑی کے سامنے آنے والا وجود اس قدر زور سے ٹکرایا کہ دور جا کر گرا۔فاتح کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔اس نے گاڑی کو زور سے موڑ کر بریک ماری۔وہ رکی تو اس نے جلدی سے بیلٹ اتارا۔

"یا میرے اللہ آج کا دن ہی منحوس تھا۔۔۔"وہ جلدی سے دروازہ کھول کر اترا۔گھائل وجود کے ارد گرد چند لوگ جمع ہو گئے۔فاتح نے جھنڈ کو کاٹا اور اندر جا کر خون آلود وجود کو دیکھا۔وہ بیٹھا اور وجود کے چہرے سے بال ہٹائے تو ایک پل کے ششدر رہ گیا۔آنکھیں سکوڑ کر اس نے پہلے زخمی وجود کو دیکھا پھر سر پر کھڑے مجمع کو۔۔۔اس نے گھائل وجود کا منہ ہلایا۔

"کیا یہ زندہ ہے؟"مجمع میں سے ایک آدمی نے کہا۔

"پتہ نہیں حالت تو ایسی نہیں لگ رہی کہ زندہ ہے"دوسرے کی بات پر فاتح نے تھوک نگلا۔"آپ میں سے کوئی دیکھ کر پتہ لگا سکتا ہے کہ یہ زندہ ہے"بارش برس رہی تھی فاتح کو نہ چھتری کا ہوش رہا تھا نہ بارش کا۔۔۔اور لوگوں نے چھتریاں تان رکھی تھیں۔

"ہاں میں بتا سکتی ہوں ایک منٹ۔۔۔"ایک جوان لڑکی ان کے پاس آکر بیٹھی اور اس گھائل وجود کے زخمی گلے سے بال ہٹا کر اس کی تھوڑی اور گردن کے درمیان اپنی دو انگلیاں رکھ کر محسوس کرنے لگی۔فاتح نے پہلے اس لڑکی کو دیکھا پھر۔۔۔گھائل وجود۔۔۔وہ سانس لئے بغیر دیکھ رہا تھا اگر یہ مر گئی تو۔۔۔نہیں نہیں اس نے سر جھٹکا۔

"نبض چل رہی ہے لیکن بہت آہستہ انہیں فوراً ہسپتال لے کر جانا ہوگا"فاتح کی سانس میں سانس آئی۔

"ٹھیک ہے ایمبولینس بلا لیتے ہیں۔۔۔"فاتح بارش سے بھیگ چکا تھا بال بھی ماتھے پر بکھر گئے تھے۔

"نہیں ایمبولینس نہیں میں اسے خود ہسپتال لے جاؤں گا" اس نے گھائل وجود کا بازو اپنے کندھے پر رکھا اور اسے اٹھا لیا۔ مجمع بھی ان سے دور ہوا فاتح نے اسے گاڑی میں رکھا اور سیٹ بیلٹ اس کے گرد کس کر باندھ دیا۔ خود دوسری طرف جا کر بیٹھا اور گاڑی زن سے چلائی۔ ہسپتال پاس ہی تھا اس لئے اس نے ایمبولینس کا انتظار نہیں کیا اور گھائل وجود کا خون رک ہی نہیں رہا تھا۔

اور اللہ آپکو جب بھی کسی مشکل میں ڈالتا ہے تو پہلے اس مشکل کا حل ڈھونڈ لیتا ہے۔۔۔ ایک دروازہ بند دوسرا دروازہ کھل گیا۔۔۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

ہسپتال میں گھما گھمی مچی تھی۔ آئی سی یو کو چھوڑ کر ہر طرف اتنی رش تھی جیسے ساری دنیا بیماریوں کی شکار ہو گئی ہے۔ کوئی کہاں رپورٹس لے کر بھاگ رہا تھا۔ کسی کے ہاتھ میں دواؤں کا ڈھیر کوئی ویل چیئر پر مریضوں کو لے جا رہے تھے۔ نفسا نفسی پڑی ہوئی تھی۔

وہ آئی سی یو وارڈ کے باہر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بازو سینے پر باندھے کھڑا تھا۔ سفید شرٹ اور بلو کوٹ خون آلود ہو چکا تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے اس کے کپڑے آدھے خشک اور آدھے گیلے تھے۔ اس خستہ حالی میں بھی لوگ اس کو پہچان لیتے اور وجہ پوچھتے مگر وہ کوئی جواب نہ دیتا۔ وہ ایک گھنٹے سے یہاں موجود تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر اور نرسز باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئیں۔ فاتح ان کو دیکھ کر سیدھا ہوا۔

"مسٹر فاتح یہ پیشنٹ آپ کے ساتھ تھی نہ" ڈاکٹر نے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

"جی ہاں۔۔۔ یہ میرے ساتھ ہی تھیں۔۔۔ کیسی ہے ان کی حالت" اس نے سوالیہ انداز میں کمرے کو دیکھا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتے بہت برا ایکسیڈینٹ ہوا ہے زیادہ بلیڈنگ کی وجہ سے بچہ تو مر گیا (فاتح کے پاؤں تلے زمین نکل گئی) اور ماں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے بس دعا کی جیے گا کہ وہ بچ جائیں۔۔۔" یہ کہہ کر ڈاکٹر چلی گئی۔ فاتح وہیں بینچ پر بیٹھا اور سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔

"یا اللہ وہ امید سے تھی اف۔۔۔"اس نے جلدی سے موبائیل نکالا اور سفیان کے نمبر پر کال کی۔ تھوڑی دیر بجنے کے بعد کال اٹھالی گئی۔

"ہیلو۔۔فاتح" دوسری طرف سے اس کی آواز آئی۔

"سفیان۔۔۔وہ تمہاری بیوی جنت۔۔"اس نے ابھی جملہ پورا ہی نہ کیا تھا۔

"دیکھو پلیز نہ وہ میری بیوی تھی نہ میرا اس سے کوئی تعلق تھا لحاظہ اس کے علاوہ اور کوئی بات ہے تو کرو" فاتح کی بھنویں سکڑ گئیں۔

"سفیان وہ اس وقت زندگی۔۔اور موت کی کشمکش میں ہے اور تم۔۔۔""ٹھیک ہے مر گئی تو نماز جنازہ پڑھا کر دفنا دینا میں تو کہتا ہو اس بد کردار کو یوں ہی گھڑے میں پھینک دو مجھے تھوڑا کام ہے خدا حافظ" دوسری طرف سے کال بند ہو گئی۔فاتح موبائیل دیکھتا رہ گیا۔

"یہ کیا۔۔۔۔اسے فرق ہی نہیں پڑا شاید عزوان اور اس کے بارے میں پتہ چل گیا ہو عزوان کو کال کرتا ہوں" اس نے جلدی سے موبائیل پر دوسرا نمبر ملا یا جو اتنی جلدی اٹھا یا گیا جیسے فاتح کی کال کا انتظار کر رہا ہو۔

"اوہ مسٹر فاتح آپ نے کیسے یاد کیا۔۔۔"اس کا خوشگوار موڈ دیکھ کر ہی فاتح اس کی پریشانی بھانپ گیا۔

"عزوان وہ لڑکی جنت جو تمہارے ساتھ تھی۔۔۔۔۔وہ اس وقت ہسپتال میں ہے زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے پلیز دیکھو اسے آکر دیکھو۔۔۔تم لوگوں نے اسے لاوارث کیوں چھوڑ دیا ہے" فاتح نے ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"کون جنت۔۔۔اچھا وہ نیلی آنکھوں والی۔۔۔ہسپتال میں ہے اس کا اچھے سے خیال رکھنا اور مر گئی تو بے چاری کو دفنا دینا نہ کوئی بھائی نہ کوئی باپ جو اس کے پیچھے بھاگے اور میرے پاس فضول وقت نہیں ہے لحاظہ اللہ حافظ" اور ٹوں کی آواز سے کال بند کر دی۔۔۔فاتح کی آنکھیں تعجب سے کھل گئیں۔

"یہ کیا بکواس ہے۔۔۔ایسے کون کرتا ہے توبہ" اتنے میں ایک نرس باہر آئی۔

"مسٹر فاتح۔۔۔" فاتح اسے دیکھ کر کھڑا ہوا۔

"آپکی پیشنٹ کو خون کی اشد ضرورت ہے کل تک خون کا انتظام کر دیں ورنہ۔۔۔۔ان کو بچانا ہمارے بس سے باہر ہے" ایک اور گولہ فاتح کے سر پر پھاڑ کر وہ وہاں سے چلی گئی۔فاتح کو اتنے میں سائمن اور گارڈز آتے دیکھائی دیے۔

"سر آپ ٹھیک تو ہیں" سائمن نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"آہ۔۔۔بہت ٹھیک ہوں لڑکی گاڑی کے آگے آگئی اور کوئی عام حادثہ نہیں ہے کل تک خون کا انتظام نہ کیا تو بچ نہیں سکے گی" سائمن نے اوہ کیا۔

"سر اس کے گھر والوں کا پتہ لگا لیتے ہیں ہم" سائمن نے شوشہ چھوڑا۔

"گھر والے۔۔۔۔گھر والے نہیں جانور ہیں وہ۔۔۔سفیان کو کال کی تو کہتا ہے دفنا دینا مر گئی تو عزوان کو کال کی وہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے کوئی باپ بھائی نہیں ہے اس کا" فاتح نے کوسوں غصہ پیا۔

"اوہ۔۔۔وہ جو اس دن پارٹی میں ملی تھی سفیان شاہ کے ساتھ نیلی سی آنکھوں والی" فاتح نے سر ہلا دیا۔

"سائمن خون کا انتظام کرو جلدی میں بھی ٹیسٹ کروا دیتا ہوں میچ ہو گیا تو ایک بوتل میں دے دوں گا باقی پوچھو نرس سے کتنا چاہیے اور کل تک فوراً انتظام کرو۔۔۔کم از کم میں کسی عورت کو یوں مرتا نہیں چھوڑ سکتا" سائمن نے سر کو خم دیا۔

"سر آپ گھر جا کر کپڑے بدل لیں کچھ زیادہ ہی زخمی تھی بے چاری" اس نے فاتح کے کپڑوں پر لگا خون دیکھ کر افسردگی سے کہا۔

"میں ٹیسٹ کروا لوں پھر جاؤں گا میچ ہو گیا تو آ جاؤں گا جلدی ورنہ صبح تک تم یہیں ہونا" سائمن نے سر کو ہلایا اور وہ دونوں لیبارٹری کی طرف بڑھ گئے۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

جنت نے دیکھا کہ ہر سو روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ وہ ایک نفیس سے لباس میں ملبوس رانیوں کی سی چال چل رہی ہے۔ ہر طرف کیمروں کی چمکتی روشنی آنکھوں کو چندھیا کر رہی ہیں۔ سامنے ایک شخص کھڑا ہے جس کا چہرہ دھندلا ہے وہ اسے دیکھ کر یک دم سے مسکراتی ہے۔۔۔اچانک جنت کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ماحول کو سمجھ نہیں سکی۔اِدھر اُدھر دیکھا سفید آئی سی یو وارڈ۔۔۔ہارٹ مشین کی ٹوں ٹوں کی آواز۔۔۔اینسولیٹر اس کے منہ پر لگا ہوا۔۔۔۔خون کی سرخ بوتل جو تقریباً ختم ہونے والی تھی۔۔۔دواؤں کی بو اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔۔

"ام۔۔۔امی۔۔۔"اس کے منہ سے بس یہی الفاظ نکلے وہ جو صوفے پر بیٹھا موبائیل کی ای میلز میں مگن تھا ایک دم سے اٹھ کر اس کے قریب آیا۔ جنت کو وہ صاف نظر نہیں آ رہا تھا دھندلا یا ہوا منظر۔۔۔

"غز۔۔۔وان" فاتح نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"میں۔۔۔کہاں۔۔۔۔ہوں" اس نے نیلی آنکھوں سے اطراف کا جائزہ لیا۔

"تم ہسپتال میں ہو۔۔۔چار دن سے بے ہوش ہو۔۔۔ایک منٹ میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں" چار دن سے وہ بے ہوش تھی اسے پتہ کیوں نہیں چلا۔ وہ اب تک اس سامنے والے انسان کو پہچان نہیں پائی شاید پہچاننے کی حس ختم ہو گئی تھی۔ ایک وائٹ کوٹ والی ڈاکٹر وہاں آئی اور ہارٹ مشین کو دیکھنے لگی۔۔۔پھر مسکرا کر جنت کو دیکھا۔

"کیسی ہیں اب آپ" جنت نے اپنے اوپر کھڑے دونوں وجودوں کو دیکھا۔ اس نے سر جھٹک کر اس مرد کو پہچاننے کی کوشش کی پھر جیسے کچھ یاد آنے پر اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔۔۔

"فا۔۔۔فاتح سر آپ" وہ اٹھنا چاہتی تھی مگر ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا "لیٹی رہیں ابھی اتنی ٹھیک نہیں ہوئیں کہ اٹھ جائیں۔۔۔"ڈاکٹر نے خالی ڈرپ ہٹائی اور دوسری لگا دی۔

"مسٹر فاتح یہ کچھ دوائیں اور انجیکشن لے آئیں۔۔۔۔انشااللہ آپکی ایک بوتل خون نے اچھا اثر کیا ہے اب یہ دوسری جس کی بھی ہے اس سے یہ بحال ہو جائیں گی۔۔۔میں ڈرپ کی رفتار تیز کر دیتی ہوں آج ختم ہو جائے گی" فاتح نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور ڈاکٹر کے ہاتھ سے دواؤں کی چٹھ لے لی۔ جنت کبھی ڈاکٹر کو دیکھتی اور کبھی فاتح

کو۔۔۔وہ وہاں تک کیسے پہنچی تھی۔۔۔اندھیر سڑک چند لوگوں کی چہل قدمی اس کے مرے ہوئے قدم۔۔۔تیز بارش اور اچانک ایک گاڑی کے سامنے آجانا۔۔۔فاتح کھنکھارا تو وہ منظر ماضی سے باہر آئی۔

"کیسا فیل کر رہی ہو تم" فاتح سٹول کھینچ کر اس کے دائیں طرف بیٹھا۔

"میں۔۔۔میں ٹھیک ہوں" اس نے کنولا والے ہاتھ سے انسولیٹر ہٹایا۔

"ویسے یہاں آنے سے پہلے تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔۔" جنت نے نظریں موڑ کر اسے دیکھا۔بلیک جینز کے اوپر براؤن شرٹ۔۔۔آستینیں کہنیوں تک موڑی ہوئیں۔۔۔بالوں کو ایک سائیڈ پر کیا ہوا وہ ہمیشہ کی طرح ایٹریکٹو اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

"کچھ ایسا جس کا مجھے یقین نہیں تھا۔۔۔" آنسو اس کی آنکھوں سے گرے۔

"اوکے یہ بعد کی بات ہے پہلے تم یہ بتاؤ فضا کاظمی کون ہیں۔۔۔" جنت یہ نام سن کر یک دم اٹھنے لگی۔

"نہیں نہیں لیٹی رہو اٹھو مت۔۔۔" جنت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"کیا ہوا ہیں انہیں۔۔۔" اس نے لیٹتے ہی سوالیہ انداز میں پوچھا۔آنسو آنکھوں میں رکے ہوئے تھے کہ کچھ کہے تو آنسو بہہ جائیں۔

"دیکھو میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔۔۔ تمہارا ایکسیڈینٹ میری گاڑی سے ہوا تھا میں تمہیں یہاں لے آیا پھر لوگوں پتہ پوچھا تو انہوں نے تمہارے سکول کا پتہ بتایا میں وہاں گیا تو گھر کا پتہ چلا۔۔۔گھر پہنچا تو دیکھا دروازے پر تالا ہے (جنت کی بھنویں سکڑ گئیں) میں نے محلے کی ایک عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ کوئی لڑکا گیا تھا تمہاری چھوٹی بہن کے مطابق انہوں نے بتایا کہ وہ تمہارا دیور تھا (جنت سانس لینا بھول گئی بنا پلک جھپکائے فاتح کو دیکھ رہی تھی) اس نے کچھ باتیں ایسی کہیں جس کو وہ شاید تمہاری والدہ تھیں برداشت نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا (جنت نے کنولا والا ہاتھ منہ پر رکھ کر چیخ روکی) اور تمہاری بہنیں ان کا کچھ پتہ نہیں سامان پیک کر کے کہاں

گئیں۔۔۔۔اس عورت نے کہا کہ کوئی امیر سی عورت انہیں ساتھ لے گئی۔۔۔"جنت نے نظریں گھما کر چھت کو دیکھا۔

"غزوان۔۔۔شاہ۔۔۔اف میرے رب مجھے صبر دے "اس نے زور سے مٹھیاں بھینچ لیں۔"اب تم آرام کرو میں شنزا کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔۔۔جس چیز کی ضرورت ہو اسے بتا دینا "آنکھیں جنت کی بھیگ چکی تھیں۔

"فاتح۔۔۔سر"اس کی آواز پر وہ رک گیا۔

"میرا بچہ وہ ٹھیک ہے "ایک امید سے اس نے فاتح کو دیکھا۔فاتح نے افسردگی سے اسے دیکھا کتنی مجبور عورت کو ان وحشی جانوروں نے اکیلا چھوڑ دیا تھا۔

"جنت۔۔۔۔یہ اللہ کی دین ہوتی ہے وہ لینے پر بھی قادر ہے ایکسیڈینٹ بہت سخت تھا اس لئے تمہارا بچہ۔۔۔(فاتح نے تھوک نگلا)مر گیا ہے "جنت کے اندر سناٹا چھا گیا۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔آنسوں ندیوں کی طرح بہہ رہے تھے ایک ساتھ اتنے دکھ فاتح چپ چاپ وہاں سے اٹھ گیا۔۔۔

◇◇◇◇◇◇◇◇

اسے چار دن کے بعد ڈسچارج کیا گیا وہ وارڈ میں بیٹھی ہوئی تھی۔جب شنزا نے اسے دوپٹہ اوڑھایا اور جوتیاں پاؤں میں ڈالیں۔۔۔اس کا سر پٹیوں میں بندھا ہوا تھا اور ٹانگ کو پلستر کیا ہوا تھا۔بیساکھی اس کے پاس پڑی تھی۔

"جنت آپ اب بلکل ٹھیک ہو جائیں گی ہفتے کے بعد یہ پلستر بھی اتر جائے گا پھر آپ پہلے کی طرح چل پھر سکیں گی "جنت نے ویرانی مسکراہٹ بھری۔۔۔۔چہرہ بلکل ویران تھا۔

"چلو اٹھو۔۔۔"فاتح نے بیساکھی اس کو دی۔۔۔جنت نے ایک نظر بیساکھی کو دیکھا اور ایک فاتح کو

"غزوان تم مجھے اس حال تک لے آئے ہو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔"اس نے بولا نہیں بس سوچا۔

"کیا ہوا۔۔۔پکڑو اسے اور اٹھو۔۔۔"فاتح نے بیساکھی مزید قریب کی۔جنت نے اسے پکڑا اور کھڑی ہوئی دوسرا ہاتھ شنزا کے ہاتھ میں تھا۔وہ مشکل سے چل کر ہسپتال کی راہداری میں آئی تو وہاں کالی گاڑیوں کا قافلہ کھڑا تھا۔جنت نے فاتح کو دیکھا وہ آج بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا بالوں کو اوپر کیا ہوا اور داڑھی کو نفاست سے کٹوایا ہوا ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ پر کشش لگ رہا تھا۔ایکٹو مین۔۔۔

"فاتح سروہ۔۔۔"فاتح رکا۔

"ہاں بولو کیا بات ہے "اس نے گلاسز پہنتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے ٹیکسی کروادیں میں چلی جاؤں گی"شنزا اس کی بات سن کر فاتح کو دیکھ کر مسکرا دی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم سہارے کے بغیر چل سکتی ہو"ہوائیں جنت کے ان بالوں کو رکنے ہی نہیں دے رہی تھی جو دوپٹے سے باہر تھے۔

"پر مجھے جانا تو ہوگا نہ"

"کہاں جاؤگی ہوں"فاتح کی بات پر وہ خاموش ہوگئی۔

"کہیں بھی۔۔۔۔جہاں قسمت لکھی ہوئی"اس نے اداس لہجے میں کہا۔

"ابھی فل حال میرے ساتھ چلو جب ٹھیک ہو جاؤگی مکمل تو جہاں دل کرے گا چلی جانا۔۔۔ابھی بحث مت کرو گاڑی میں بیٹھو۔۔۔"یہ کہہ کر وہ درمیانی گاڑی کے پاس گیا تو گارڈ نے فوراً سے دروازہ کھول دیا۔فاتح نے مڑکر جنت اور شنزا کو دیکھا۔

"چلیں۔۔۔"شنزا نے اسے سہارا دیا تو وہ جاکر مشکل سے گاڑی میں بیٹھی۔۔۔شنزا اگلی سیٹ میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھی اور فاتح پچھلی سیٹ میں جنت کے ساتھ بیٹھا۔۔۔باقی گارڈز اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھے اور گاڑیوں کا وہ قافلہ سڑک کو چیرنے لگا۔۔۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

قسط نمبر:20

گاڑیاں گھر کے پورچ پر اتریں۔۔۔گارڈز نے اتر کر دروازہ کھولا تو فاتح اندر سے نکلا۔۔۔شنزا جلدی سے اتری اور جنت کو اتارا۔۔۔جنت اس بنگلے کو دیکھتی ہی رہ گئی۔گھر تو سفیان لوگوں کا بھی خوبصورت تھا مگر وہ گھر لگتا تھا اور یہ۔۔۔محل تھا محل اپنے مالک کی طرح شان شوکت سے کھڑا محل۔۔۔فاتح کی نظر لان میں پڑی تو وہاں سائمن بیٹھا تھا جو اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور دوڑ کر اس کے پاس آیا۔

"سر پچھلے آٹھ دن سے آپکی بہت سی میٹنگز کینسل ہونے کی وجہ سے آپکے ووٹس نیچے جاتے جا رہے ہیں آپ میڈیا۔۔۔"

"سائمن موقع کو دیکھ کر بات کیا کرو۔۔۔"فاتح نے سرد لہجے میں کہا تو سائمن نے پیچھے کھڑی جنت کو دیکھا۔

"لیکن سر بہت نقصان ہو رہا ہے اور۔۔۔"جنت نے سر جھکا لیا وہ جانتی تھی نقصان کیوں ہو رہا ہے۔

"دیکھ لیں گے آفس کی باتیں گھر میں مت کیا کرو۔۔۔"سائمن خاموش ہو گیا۔وہ شنزا اور جنت کیطرف مڑا۔

"اسے اس کے کمرے میں لے کر جاؤ۔۔۔اور ضرورت کی ہر چیز مہیا کرو۔۔۔۔تم یہاں آرام سے رہ سکتی ہو کیونکہ میرے گھر میں کوئی عورت نہیں ہے جو تمہیں طعنے دے گی"جنت نے سر ہلا دیا شنزا اسے لے کر چلی گئی۔

"ویسے سائمن تم اتنے بے وقوف ہو گے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔"یہ کہہ کر وہ واپس گاڑی میں بیٹھا اب اسے آفس جانا تھا۔۔۔۔

"آپ کا ہی نقصان ہوا ہے میرا نہیں۔۔۔۔ہونہہ"وہ منہ میں بڑبڑایا فاتح نے سنا نہیں اور سائمن اگلی سیٹ میں جا کر بیٹھ گیا۔دو چوکیدار دروازے پر کھڑے تھے انہوں نے دروازہ کھولا اور گاڑیوں کا قافلہ ایک بار پھر سڑک پر دوڑنے لگا۔

◇◇◇◇◇◇◇◇

وہ آفس کی راہداری میں داخل ہوا ہی تھا کہ رپورٹرز نے اسے جھکڑ لیا گارڈز اس کا بچاؤ کر رہے تھے۔

"فاتح الیاس آپ کافی دنوں سے منظر سے غائب رہے کیا اس کی وجہ پوچھ سکتے ہیں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپکو ہسپتال میں خون دیتے دیکھا گیا ہے "لڑکی کے سوال پر فاتح نے ہاتھ اٹھا کر گارڈز کو روکا مجمع میں سناٹا چھا گیا۔

"ہاں میں ان آٹھ دنوں ہسپتال میں ہی تھا۔۔۔ حال ہی میں میری گاڑی سے ایک لڑکی ٹکرائی تھی"

سفیان۔۔۔ عزوان عالم شاہ۔۔۔ رحمان شاہ۔۔۔ وکرم شاہ۔۔۔ اکرم اور حمدان شاہ نیز سب عورتیں ٹی وی پر لگا خبرنامہ دیکھ رہی تھیں۔ سفیان اس کی بات سن کر آگے کو ہوا۔

"میں اسے ہسپتال لے کر گیا۔۔۔۔ میں اس لڑکی کو جانتا تھا اس سے کچھ ماہ پہلے وہ اپنے خاوند کے ساتھ مجھ سے ملی تھی۔۔۔ "جنت کا سوپ پیتا ہاتھ رک گیا۔ وہ آنکھیں سکوڑ کر ٹی وی پر موجود فاتح کو دیکھنے لگی۔

"اس کی حالت بے حد خستہ حال تھی۔۔۔ وہ امید سے تھی اور اس کا بچہ بھی مرچکا تھا۔۔۔ "سفیان نے نفی میں سر ہلایا۔ راصیہ بیگم اور ذلیخہ بیگم کے منہ کھل گئے۔ "اور جب میں نے اس کے خاندان میں کال کی تو وہ میری توقع سے زیادہ جانور مرد نکلے۔۔۔۔ (عزوان اور سفیان کا منہ کھل گیا۔۔۔ جنت کی آنکھیں بھر آئیں) بجائے اس کے کہ ہسپتال آکر اس عورت کا پتہ کرتے مجھے کہہ دیا انہوں نے کہ میں اسے دفنا دوں اس کا کوئی باپ بھائی نہیں ہے جو اس کے پیچھے بھاگے۔۔۔ بدکردار لڑکی ہے وہ (جنت نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔۔۔ سفیان نے مٹھیاں بھینچ لیں) بہرحال اس گھٹیا اور بیچ خاندان کی ایک اور حرکت بھی میں آپکو بتاتا ہوں مجھے لگتا تھا کہ وہ انتہائی عزت والا خاندان ہوگا مگر یقین مانیں وہ سید خاندان کے نام پر دھبا ہیں (سفیان ایک دم کھڑا ہو گیا۔۔۔) اس لڑکی کا دیور اس لڑکی کے گھر گیا اور نا جانے ایسی کیا باتیں کہیں کہ اس لڑکی کی والدہ ان باتوں کو برداشت نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا (جنت نے سر ہاتھوں میں گرا لیا اور رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔ سفیان نے عزوان کو دیکھا جو بنا پلک جھپکائے ٹی وی کو دیکھ رہے تھے) ایک ساتھ اس لڑکی پر اتنے دکھ گزرے اور حرام ہے اس کا شوہر یا خاندان کا کوئی مرد اس کا حال پوچھنے آتا۔۔۔ "سفیان نے مٹھیاں دبھالیں۔۔۔ عزوان بس بنا پلک جھپکائے ٹی وی دیکھ رہا تھا بہت ذلالت ہوئی تھی ان کی۔۔۔ فاتح جانے لگا۔

"سر۔۔۔ سر ایک اور سوال وہ لڑکی اب کہاں ہے اور کیسی ہے" اس لڑکی کے سوال پر جنت نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔

"اس کی حالت اتنی بری تھی کہ اگر وقت پر میں اور میرا اسیکٹری سائمن خون نہ دیتے تو ڈاکٹرز نے جواب دے دیا تھا (ذلیخہ بیگم نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔ جنت کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔)اس لڑکی کی ٹانگ بھی ٹوٹ چکی تھی (شاہ ولا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا)اور میں نے بہت اصرار کیا تھا کہ کچھ دن میری کسٹڈی میں رہے (غزوان کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ چھا گئی) مگر اس نے یہ مناسب نہ سمجھا اور کسی خالہ کا کہہ کر اسی حالت میں وہاں سے چلی گئی۔۔۔(جنت اس کے جھوٹ کو سمجھ نہ پائی) جانتے ہیں کیوں گئی وہ کیونکہ ایک مرد نے اس سے بہت سے واعدے کر رکھیں ہوں گے اور جب وہ سارے واعدے ایک ساتھ ٹوٹے ہوں گے تو وہ یہ غم برداشت نہیں کر سکی ہوگی" سفیان نے چور نظروں سے غزوان کو دیکھا وہ اب بھی اسی حالت میں ٹی وی کو دیکھ رہا تھا۔ شنزا کمرے میں آئی سوپ اب بھی ویسے ہی پڑا تھا۔ جنت منہ پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔۔۔

"وہ معصوم لڑکی تھی اس وحشی جانور کی جال میں پھنس گئی ہوگی۔۔۔۔(غزوان نے مٹھیاں بھینچ لیں مگر وہ جانتا تھا سفیان اسے دیکھ رہا ہے)اور آج جب اس کے ساتھ یہ سب ہوا ہوگا تو وہ بہت ٹوٹ گئی ہوگی اس کے چہرے سے لگتا تھا کہ وہ ہر گناہ سے پاک ہے پر کسی نے اس کا یقین نہیں کیا (جنت نے سر جھکا لیا اور آواز سے رونے لگی شنزا نے افسردگی سے ٹی وی کو دیکھا) نہ میں اس کو انصاف دلا سکتا تھا اور نہ وہ خود کو انصاف دلا سکتی تھی۔۔۔۔ مگر وہ جہاں بھی ہے اور یقینن مجھے سن رہی ہوگی اور وہ لوگ بھی سن رہے ہوں گے جنہوں نے اس کا یہ حال کیا۔۔۔۔ ایک بات بتا دوں کہ ایک ذات اور ہے جس نے یہ ظلم دیکھا ہے اور اس کا تو قانون ہی انصاف ہے۔۔۔۔ انصاف تو ہوگا اس ننھی جان کا جو ماں کی کوکھ میں ہی بے گناہ مر گیا۔۔۔۔(جنت نے سر اٹھایا اور سسکیاں لے کر رونے لگی شنزا اس کے پاس بیٹھی اور اسے گلے سے لگا یا) جانتے ہیں کیا ہوگا یہ اس شخص کے لئے ہے کہ عورت اگر محبت میں تمہاری زندگی جنت بنا سکتی ہے تو نفرت میں وہ تمہاری زندگی جہنم بھی بنا سکتی ہے

مائنڈاٹ۔۔۔۔ایکسکیوز می "اور یہ کہہ کر وہ اندر کی طرف بڑھ گیا صحافی سوال سوال کرتے رہ گئے گارڈز بازؤں سے انہیں پیچھے کر رہے تھے۔سفیان نے ٹی وی بند کیا۔

"خدا جانے سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔۔۔اگر یہ سب جھوٹ ہوا تو ٹھیک ہے لیکن اگر یہ سب سچ ہوا۔۔۔تو اس عورت کی بد دعائیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی" سفیان نے تلخ نظر سے عزوان کو دیکھا جس نے فوراً آنکھیں پھیر لیں اور سفیان لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

◆◆◆◆◆◆◆◆

ایک ہفتے بعد۔۔۔۔۔

جنت کمرے میں گہری نیند سو رہی تھی۔دھیما دھیما اے سی فضا کو خوشگوار بنا رہا تھا۔اسے آہستہ آہستہ کسی کے رونے اور چلانے کی آواز آئی۔اس کی آنکھ کھلی۔۔۔۔مگر وہ خواب نہیں تھا کوئی اصل میں بہت زیادہ رو رہا تھا۔جنت نے مڑ کر کمرہ کو دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ جلدی سے اٹھی ٹانگ کا پلستر تو اتر گیا تھا مگر پھر بھی وہ صحیح سے نہیں چل سکتی تھی اس نے قدم نیچے رکھا اور دوپٹہ سر پر لے کر کھڑی ہوئی۔آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر باہر نکلی تو رونے کی آواز واضح آنے لگی۔وہ آواز کا پیچھا کرنے لگی یہ محل خاصا بڑا اور خوبصورت تھا۔سیڑھیاں دائیں بائیں دو اطراف میں تھیں اور دونوں پر سرخ کارپٹ بچھی ہوئی تھی اور ایک طرف کی سیڑھیوں کے عین اوپر دیوار پر فاتح کی بڑی سی تصویر لگی تھی۔اس تصویر میں بھی وہ وجیہہ اور مسکراتا چہرے کے ساتھ پر اعتماد کھڑا تھا اور دوسری طرف کی سیڑھیوں کے عین اوپر دیوار خالی تھی۔۔۔جنت چل کر سیڑھیاں اتری اور آواز آہستہ آہستہ قریب آنے لگی وہ۔۔۔۔اس نے دائیں طرف میں ایک کمرے کا دروازہ کھولا جہاں سے رونے کی آواز آرہی تھی۔وہ کمرہ کسی فیری ٹیل کے کمرے جیسا تھا۔پریوں کی پینٹنگز۔۔۔۔گلابی چمکتے ہوئے پردے۔۔۔۔گلابی رنگ۔۔۔۔چھت پر نیلا رنگ۔۔۔۔۔آسمان پر ستاروں نما سٹیکر لگے ہوئے تھے۔۔۔۔۔کھلونوں سے بھرا ہوا کمرہ۔وہ کمرے کو دیکھتے ہی مسکرا دی یہ اس بچی کا کمرہ تھا جس سے اس کا باپ بہت پیار کرتا تھا۔اس نے دیکھا ایک بچی زمین پر بیٹھی

زاروقطار رو رہی تھی۔ کتنی کیوٹ بچی تھی وہ گردن تک بال جنہیں بوب کٹ کیا ہوا تھا۔۔۔ بڑی بڑی آنکھیں۔۔۔ خوبصورت نین نقش جنت چل کر اس کے پاس گئی۔ بچی اسے دیکھ کر ایک پل کے لئے چپ ہوئی اور بغیر حرکت کے اسے دیکھنے لگی۔

"آہ۔۔۔ اتنا کیوں رو رہی تھی ہاں۔۔۔" اس نے بچی کو بازوؤں میں اٹھایا اور پنک صوفے پر بیٹھی۔ وہ بچی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیوں رو رہی تھی اب بتاؤ۔۔۔ چیخ ایسے رہی تھی جیسے پتہ نہیں کتنا ظلم ہوگیا ہے۔۔ گندی بچی" بچی نے پلک جھپکائی۔ اب سارا رونا دھونا ختم ہوگیا تھا اور تھے ہاتھ اپنے منہ پر مار کر نا جانے جنت سے کیا شکایت کرنے لگی اپنی زبان میں ہی کچھ بولنے کی کوشش۔۔۔ جنت اس کی حرکتوں پر مسکرا دی۔

"لگتا ہے آپ بھی میری طرح اکیلی ہی رہتی ہوا تنے بڑے گھر میں ہے نہ۔۔۔" بچی نے ہاتھ جنت کے چہرے پر مارے۔

"اچھا چلو وہ دیکھو آپکے کھلونے۔۔۔۔ چلو ہم کھیلتے ہیں" وہ اسے لے کر نیچے بیٹھی۔ بچی کو زمین پر بٹھایا تو وہ گردن اٹھا کر جنت کو دیکھنے لگی۔ جنت نے ڈھیر سارے کھولنے اس کے سامنے رکھے۔

"چلیں یہ لائن آپ لیں۔۔۔ کیا نام ہے آپکا" جنت نے شیر کے سر پر بندھی پٹی پر نام پڑھا۔ (ماہی فاتح) جنت نے ایک بار پھر بچی کر دیکھا وہ اب جنت کے ہاتھ سے شیر لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ جنت مسکرا دی یہ اس کے سب سے بڑے محسن کی بیٹی تھی۔ وہ بچی کے ساتھ کھیلنے میں مگن ہوگئی۔ جب مناہل باؤل میں فروٹس والا سریلک لائی۔ جنت نے باؤل لے کر اسے بھیج دیا۔ بچی کھلونوں کے ساتھ کھیلنے میں مگن تھی۔ رات کا اندھیرہ کھڑکیوں میں چھانے لگا۔ جنت نے پردے آگے کئے اور ماہی کو اٹھا کر بیڈ پر لے گئی۔ اسے ساتھ ساتھ سریلک بھی کھلانے لگی اور ساتھ ساتھ اسے کہانی بھی سنانے لگی۔

"سر آج کی ساری میٹنگز ختم ہو گئیں ہیں اسد قیوم باجواہ کے ساتھ آپکی پرسوں میٹینگ ہے ایک خوشی کی بات ہمارے ووٹ کافی سرایت کر گئے۔۔۔"فاتح ایک پل کے لئے رکا تو سائمن بھی رکا۔

"اب خدا کہ لیے رات کو تو مجھے بخش دیا کرو میری ماں"سائمن کو چپ لگ گئی۔سائمن نے سر کو خم دیا اور باہر چلا گیا۔

"اف۔۔۔"فاتح نے سر جھٹکا اور چل کر ماہی کے کمرے کی طرف گیا تو نسوانی آواز آرہی تھی۔فاتح نے ہلکا سا دروازہ کھولا تو وہ دونوں بیڈ پر بیٹھی تھیں۔ماہی کا سر اور کمر جنت کی گود میں تھا اور ٹانگیں بیڈ پر۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جنت کو دیکھ رہی تھی۔

"اور پھر سنڈریلا کے پاس جب شاہی وزیر آیا تو سنڈریلا نے بلکل ویسا ہی جوتا اسے دکھایا سنڈریلا کی سوتیلی ماں کو بہت برا لگا۔۔۔سنڈریلا کو جب جوتا پہنایا تو وہ اسے پورا تھا۔۔۔اور آخر کار راج کمار نے اس لڑکی کو تلاش کر لیا اور پھر ماہی گڑیا جانتی ہے کیا ہوا۔۔۔"ماہی نے ٹانگیں بیڈ پر ماریں جیسے پوچھ رہی ہو کیا ہوا۔فاتح کے چہرے پر مسکراہٹ اتر آئی۔

"سنڈریلا کی شادی انتہائی خوبصورت شہزادے سے ہو گئی۔۔۔"بچی نے انگلیاں منہ میں ڈالی اور بابا۔۔۔بابا کرنے لگی۔جنت کے سر سے ہلکا سا دوپٹہ سرکا ہوا تھا اور سنہرے بال چہرے پر آرہے تھے۔

"اوہ میں نے تمہارے بابا کا نہیں کہا۔۔۔بہت تیز ہو۔۔۔ہوں۔۔۔میں نے تو شہزادے کو پیارا کہا (اس نے ماہی کو کھڑا کیا) تمہارے بابا شہزادے تھوڑی ہی ہیں وہ تو اینجل ہیں اینجل۔۔۔"فاتح بے آواز ہنس دیا اور چپ چاپ وہاں سے چلا گیا۔جنت بچی کو لوری دینا شروع ہو گئی۔اسکا عدت میں ہونے کی وجہ سے وہ کم سے کم اس سے ملتا تھا۔۔۔

◈◈◈◈◈◈◈◈

صبح کی روشنی کراچی کے پورے شہر میں پھیل چکی تھی۔ایسے میں فاتح کا محل کھلکھلا اٹھا تھا۔وہ اپنے کشادہ کمرے کے بڑے سنگھار میز کے سامنے کھڑا ٹائی کی ناٹ باندھ رہا تھا۔اس کے اندر ایک عجیب سی امید جاگ چکی تھی آج جنت کی عدت پوری ہو چکی تھی۔وہ تین ماہ دس دن سے اس کے گھر رہ رہی تھی مگر عدت کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے سے اجتناب کرتے تھے۔تین مہینے سے فاتح نے جنت کو نہیں دیکھا تھا مگر رات کو وہ جب بھی ماہی کو کہانی سناتی تو وہ ایک چھپی نظر اس پر ڈال لیتا تھا۔ماہی ایک سال کی ہو چکی تھی اور اب وہ ہلکا پھلکا چل بھی لیتی تھی۔جنت تو جیسے ماہی کا سب کچھ تھی۔ماہی اس کے بغیر نہ سوتی تھی نہ کھاتی تھی۔۔۔وہ کہیں چلی جائے ادھر اُدھر تو رونا شروع ہو جاتی تھی۔جنت بھی جی جان لگاتی تھی اس کے پیچھے۔۔۔وہ بچی ہی اتنی پیاری تھی کہ جو اسے ایک بار دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔وقت اپنی ہی رفتار سے چل رہا تھا اب جنت مکمل طور پر ٹھیک ہو چکی تھی۔

اس نے ٹائی باندھ لی تو دروازے پر دستک ہوئی۔

"کم ان" اس نے گھڑی اٹھائی۔اس کا کمرہ پورا ہال نما تھا۔بڑا سا تاج نما بیڈ۔۔۔سنگ مرمر کا فرش۔۔۔بڑے بڑے نیلے ویلوٹ اور سلک کے پردے۔۔۔۔چھت پر بڑا سا چمکیلا فانوس۔۔۔وہ ایک شاہی کمرے کی طرح تھا آخر تھا بھی تو بادشاہ کا۔۔۔۔

ایک نوکرانی کمرے میں داخل ہوئی۔

"بڑے صاحب ناشتہ لگ گیا ہے آجائیں۔۔۔" فاتح نے نظریں اٹھا کر اسے شیشے سے دیکھا۔

"جنت کہاں ہے۔۔۔" اس نے پرفیوم خود پر چھڑکا۔

"وہ باہر لان میں موروں کے ساتھ ہیں ماہی بی بی بھی انہی کے ساتھ ہیں" فاتح نے سر ہلایا۔

"اسے کہنا آج میرے ساتھ ناشتہ کرے" ملازمہ نے سر ہلایا اور وہاں سے باہر نکل گئی۔فاتح نے کوٹ اٹھایا اور چل کر کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔اس کی کھڑکی سے لان نظر آرہا تھا۔جنت موروں والے لان میں بیٹھی ہوئی تھی اور ماہی کو دور کھڑا کر کے اس اپنی طرف بلا رہی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اس کے پاس جاتی اور جنت اسے

گلے سے لگا لیتی۔اس کی بیٹی اپنے پاؤں پر چلنا شروع ہو گئی تھی اور انگلی پکڑ کر اسے جنت نے چلنا سیکھا یا تھا۔فاتح نے کوٹ پہنا اور باہر نکل گیا۔

ڈائینگ ٹیبل ناشتے سے سجا ہوا تھا۔وہ سربراہی کرسی میں بیٹھا ہوا تھا جس کی پشت باقی کرسیوں سے اونچی تھی۔ راہداری سے جنت آتی ہوئی دیکھائی دی۔اس نے پہلو میں ماہی کو اٹھا رکھا تھا۔وہ چل کر ڈائینگ ٹیبل کے پاس آئی۔

"اسلام علیکم۔۔۔" جنت نے سر جھکا کر سلام کیا۔فاتح نے اسے تین مہینے دس دن بعد دیکھا تھا۔سبز شارٹ فراک کے نیچے کیپری۔۔۔ سر پر شیفون کا دوپٹہ لیا ہوا۔ جس سے سنہری بال نظر آرہے تھے۔صاف ستھرا چہرہ ہلکا سا سرکا زخم نظر آرہا تھا اور نیلی آنکھیں اس کی سب سے بڑی خوبصورتی۔۔۔ "وعلیکم اسلام بیٹھو یہاں۔۔۔" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔جنت نے کرسی کھینچی اور بیٹھ گئی۔ماہی کو اپنی گود میں بٹھایا۔ماہی آگے بڑھ بڑھ کر چمچ لینے لگی۔

"ناشتہ شروع کرو جنت۔۔۔" اس نے ناشتے کے لوازمات کی طرف اشارہ کیا۔جنت نے سر ہلایا اور چینک سے چائے پیالی میں ڈالنے لگی۔

"ماہی۔۔۔ماہی گڑیا۔۔۔" ماہی فاتح کی پکار پر اس طرف مڑی اور ایک دم ہنس دی سامنے کے چار دانت واضح ہوئے۔

"یہ کیا نئے دوست ملے تو بابا کو بھول ہی گئی" جنت نے ماہی کو دیکھا۔ماہی نے سر اٹھا کر جنت دیکھا پھر اس کے سینے پر اپنا منہ رگڑا۔جنت کے ساتھ ساتھ فاتح بھی مسکرا دیا۔جنت نے بریڈ نکال کر اس پر چاکلیٹ جام لگا کر ماہی کو دیا اور اسے دوسری کرسی میں بٹھایا۔

"آخر کار تمہاری عدت پوری ہو گئی۔۔۔" اس نے چائے پیالی میں انڈیلی۔

"جی۔۔۔ہو گئی پوری اور۔۔۔" جنت نے ایک نظر ماہی کو دیکھا جو دونوں ہاتھوں میں بریڈ پکڑے کھا رہی تھی۔

"اور کیا جنت۔۔۔"اس نے بازو ٹیبل پر رکھا۔

"مجھے جانا بھی ہے کتنے مہینے سے یہیں ہوں۔۔۔"فاتح کی ساری مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ماہی نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا اور بریڈ جنت کی طرف بڑھائی۔

"نہیں بیٹی آپ کھاؤ میں کھا رہی ہوں۔۔۔"اس نے اداس لہجے میں کہا۔

"سیریئسلی میں نے تو یہ بات سوچی ہی نہیں تھی"فاتح نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جانا تو ہے ہی۔۔۔آج جاؤں یا کل"فاتح نے سر ہلا دیا۔پھر وہ سب چپ چاپ ناشتہ کرنے لگے۔۔۔

"سر آپ ویسے بھی لڑکی ڈھونڈ رہے تھے اب دیکھیں وہ لڑکی اتنی پیاری بھی ہے اور آپکی بیٹی کو بھی کتنے پیار سے پال رہی ہے میری رائے مانیں عدت پوری ہوتے ہی نکاح کر لیں۔"سائمن کا مشورہ فاتح کا کانوں میں گھونجا۔

اس نے نظر اٹھا کر جنت کو دیکھا جو اب دوسری بریڈ پیس موڑ کر ماہی کو دے رہی تھی۔

"سر وہ سارا دن کھلونوں سے کھیلتی رہتی ہے اور کب سوتی ہے پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔"شنزا کی آواز بھی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"آپ گھریلو عورت ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔اب جب گھر میں موجود ہے تو کیوں ٹھکرا رہے ہیں اور ویسے بھی وہ لاوارث ہے اوپر سے تو کہہ دے گی کہ جانا ہے مگر اندر سے یہی سوچے گی کہ کہاں جاؤں گی"اس نے نظر اٹھا کر اداس سی بیٹھی جنت کو دیکھا جس کو بار بار ماما۔۔۔ماما کہہ کر ماہی بلا رہی تھی۔۔۔اور وہ مسکرا کر اس کی ہر پکار سن رہی تھی۔فاتح ہلکا سا کھنکھارا۔جنت نے ہلکی سی نظریں موڑ کر اس بادشاہ کی شان سے بیٹھے فاتح کو دیکھا۔

"جنت وہ میں نے تم سے بات کرنی تھی۔۔۔"اس نے پلیٹ دھکیلتے ہوئے کہا۔

"کہیے میں سن رہی ہوں۔۔۔"جنت نے ایک نظر اس کو دیکھا اور واپس پلیٹ پر جھک گئی۔

"جنت۔۔۔بہت سوچنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔۔۔میری ماہی اس پورے گھر میں سب ذیادہ اٹیچ تم سے ہے اور تم بھی اس سے پیار کرتی ہو۔۔۔"جنت ماہی کو دیکھ کر مسکرائی تو وہ بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔

"جی سر کرتی ہوں۔۔۔آپ نے کیا فیصلہ کیا" اس نے سوالیہ نظروں سے فاتح کو دیکھا۔فاتح کی گلے کی ہڈی ابھری جیسے اس نے تھوک نگلا ہو۔

"جنت۔۔۔میرا فیصلہ ہے کہ ہم دونوں (جنت نے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔) ہم دونوں نکاح کر لیں" جنت کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اس نے نظریں اٹھا کر فاتح کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"سر آپ نے مجھے پناہ دی اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ بھی اوروں کی طرح میری زندگی سے کھیلیں۔۔۔" اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"میں غزوان نہیں ہوں جنت۔۔۔"

"غزوان مرد تھا اور آپ بھی مرد ہیں جن کی نظر میں عورت عزت کھیلنے کی چیز ہوتی ہے دل بھر جاتا ہے تو پھینک دیتے ہیں" وہ بھی آواز میں چلائی۔

"جنت ہر مرد ایسا نہیں ہوتا۔۔۔اور میں جہاں تک خود کو جانتا ہوں میں ایسا نہیں ہوں" جنت طنزیہ مسکرائی۔

"غزوان نے بھی یہی کہا تھا۔۔۔"

"جنت غزوان اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکا ہے اس نے اپنی کزن فاریہ سے منگنی کر لی ہے اور بڑی دھوم دھام سے ان کی منگنی ہوئی ہے سفیان کے لئے اور لڑکی کی تلاش ہو رہی ہے اور تم۔۔۔اب تک وہیں کھڑی ہو جنت پلیز ایک بار سوچو میری پیشکش کو ردمت کرو۔۔۔اس سے تمہارا فائدہ بھی ہوگا اور میرا فائدہ بھی گا اور رہی ماہی۔۔۔تو مجھے نہیں لگتا کہ اب وہ تمہیں چھوڑ سکتی ہے" جنت نے ماہی کو دیکھا وہ اب اپنے ہاتھوں میں لگی چاکلیٹ کو دیکھ رہی تھی جیسے نا جانے کیا لگ گیا ہو۔جنت نے سر اٹھا کر فاتح کو دیکھا۔اسے آج بھی یاد تھا وہ پل جو اس کے قریب سے گزرے تھے فاتح کی تب بھی وہی خوشبو تھی اور آج بھی وہی خوشبو تھی۔۔۔جنت ماضی سے نکلی۔

"جنت تمہارے پاس وقت ہے سوچ لو۔۔۔مجھے دیر ہو رہی ہے" اس نے کلائی میں بندھی گھڑی دیکھی اور کرسی دھکیل کر اٹھ گیا۔جنت کچھ نا بولی اور پلیٹ میں چمچ ہلانے لگی۔

وقت اس پر مہربان ہو گیا تھا۔۔۔ مگر ایک بار یقین ٹوٹ جائے تو دوبارہ یقین کرنا مشکل ہوتا ہے۔۔۔اس نے ماہی کو دیکھا جو گلاس کے اندر ہاتھ ڈال ڈال کر منہ پر پانی لگا رہی تھی۔

"منہ دھونے کا اس سے بہتر طریقہ نہیں تھا تمہارے پاس۔۔۔"اس نے ماہی کو اٹھایا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔

◇◇◇◇◇◇◇◇

رات کو پورے محل میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ جنت کا کمرہ مدہم روشنی میں ڈھوبہ ہوا تھا۔ ماہی سو چکی تھی۔ جنت نے ایک نظر ماہی کو دیکھا اور آرام سے اٹھی اس کی ہلچل کی وجہ سے ماہی نے کروٹ بدلی۔ وہ چل کر باہر گئی اور دھیمے قدموں کے ساتھ باہر لان میں گئی۔ لان ہلکی ہلکی روشنیوں میں جھکڑا ہوا تھا۔ جنت دوسرے لان میں جاکر کرسی پر بیٹھی۔ مور سو چکے تھے اور نظروں سے اوجھل تھے۔ جنت نے آسمان پر بنے چاند کو دیکھا۔

"چاند دیکھ رہی ہو جنت۔۔۔"

"یہ بلکل تم جیسا ہے۔۔۔ خوبصورت" جنت ہلکا سا مسکرائی۔

"اے سمندر تو گواہ رہنا۔۔۔ آئی لو جنت آئی لویو۔۔۔۔ آئی لویو" وہ سمندر وہ ہوائیں وہ اظہار وہ سب کچھ جھوٹ تھا۔

"جنت میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم دونوں نکاح کر لیں" آنسوں بائیں آنکھ سے نکل کر گال پر گرا۔

"جنت۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہو" اسے دوسری طرف بلکل اپنی جیسی لڑکی نظر آئی جو غزوان کے نکاح کی شام اسے نظر آئی تھی۔ اپنا ضمیر۔۔۔

"کیا کر رہی ہوں میں۔۔۔"

"تمہارے پاس اتنا اچھا موقع ہے اسے کیوں گنوا رہی ہو" جنت طنزیہ مسکرائی۔

"جنت ایک دفعہ اپنا دماغ کھول کر سوچو فاتح اگلا چیئر مین ہو گا یہ چھوٹے موٹے بزنس مین اس کی انگلیوں میں ناچنے والے ہونگے اور تم۔۔۔۔ تم کراچی کی فرسٹ لیڈی ہو گی وائف آف چیئر مین" جنت نے تلخ نظروں سے اسے دیکھا۔

"اور صرف اس لالچ سے میں اس سے شادی کروں۔۔۔۔ اگر اس نے بھی عزوان کی طرح مجھے۔۔۔"

"جنت عزوان نے تم سے بدلہ لیا اس تھپڑ کا فاتح کی نیت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے وہ کبھی تمہیں دھوکہ نہیں دے گیا کیونکہ اس کی اپنی بیٹی ہے ہاں کر دو جنت ہاں جب عزوان تم سے اس تھپڑ کا اتنا بڑا بدلہ لے سکتا ہے تو تم بھی فرسٹ لیڈی بن کر اس کو پچھاڑ دو۔۔۔۔ ہاں کر دو جنت ہاں نہ کرنے کی غلطی بھی مت کرنا"

"جنت تم اس وقت یہاں۔۔۔۔" پیچھے سے فاتح کی آواز پر وہ ٹھٹکی اور گردن گھما کر دوسری کرسی میں دیکھا تو وہ خالی تھی۔

"ہاں بس نیند نہیں آرہی تو سوچا یہیں بیٹھ جاؤں آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں۔۔۔" فاتح چل کر اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ماہی سو گئی۔۔۔" اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور بازو کرسی کی پشت پر رکھا۔

"جی وہ جلدی سو جاتی ہے۔۔۔۔"

"ہاں تم نے اسے اچھی عادتیں ڈال دی ہیں۔۔۔۔" جنت پھیکا سا مسکرائی۔

"جنت۔۔۔ میری پیشکش کے بارے میں کیا سوچا ہے" جنت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ سادہ سے حلیے میں بھی وہ بادشاہ لگ رہا تھا۔

"فاتح۔۔۔۔ یہ بہت بڑی بات ہے میرا یقین بہت بری طرح سے ٹوٹا جب عزوان نے کہا کہ مجھے تو پہلے سے ہی ان پر شک تھا اور بھی نا جانے کیا فضول بکواسات کی اس نے مجھے اپنے اندر یقین کے ٹکڑے ہوتے دیکھائی دیے" اس کی نیلی آنکھیں بلب کی روشنی سے بلی کی طرح چمک رہی تھیں۔

"جنت۔۔۔۔وہ غزوان تھا مجھے ہمیشہ سے وہ ناپسند تھا جب میں نے پہلی بار ہی تمہیں اس کے ساتھ دیکھا تھا تو مجھے بہت عجیب لگا تھا۔۔۔ لیکن میں فاتح ہوں مجھے صرف بیوی چاہیے جو میرا اور میرے بچوں کا خیال رکھے گھر آؤں تو وہ میرے انتظار میں بیٹھی ہوا چھے اچھے کھانے پکا کر مجھے دے۔۔۔ میرے کپڑوں کو بر وقت تیار کرے پورا اسٹاف ہے میرے پاس لیکن بیوی کا مرتبہ الگ ہوتا ہے۔۔۔ مجھے تم سے کوئی لالچ نہیں ہے جنت بس میری ماہی اور میرے لیے ہاں کر دو" جنت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ایک مور کی آنکھ کھل گئی اور وہ گردن اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔ جنت نے آنکھیں بند کر کے نیلے آسمان جیسے سوئمنگ پول دیکھا۔

"ٹھیک ہے فاتح۔۔۔۔ میں تیار ہوں اس نکاح کے لئے لیکن میری کچھ شرطیں ہیں۔۔۔" فاتح کا چہرہ مسکرا اٹھا۔

"بولو کیا شرطیں ہیں۔۔۔۔"اس نے ٹیک چھوڑتے ہوئے کہا۔

"میرا اور آپکا نکاح بلکل سادہ ہوگا جب تک میں نہیں کہوں گی ہم اپنا نکاح ظاہر نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ کسی سے کہیں گے کہ آپکا نکاح ہوگیا ہے۔۔۔۔۔" جنت خاموش ہوئی۔ مور نے مڑ کر فاتح کو دیکھا۔

"بس یہی شرط۔۔۔۔" فاتح نے بھنویں اچکا کر کہا۔

"جی بس یہی۔۔۔"اس نے سر جھکا لیا۔

"جنت میں جانتا ہوں کہ تم غزوان سے بدلہ لینا چاہتی ہو تو سن لو بے فکر رہو تم جو کرو گی میں تمہارا ساتھ دوں گا۔۔۔اس جانور وحشی نے ایک تھپڑ کا تم سے اتنا بڑا بدلہ لیا تو تم اپنی عزت کا بدلہ اس سے لو۔۔۔۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔۔" جنت مسکرادی۔۔۔وہ کافی دیر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے چار دن بعد فاتح نے خفیہ نکاح کا کہا۔ وہ اپنے کمرے میں آئی ماہی اب تک سو رہی تھی۔ وہ ایک لکڑی کے ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی اور اس کے اوپر سے کپڑا ہٹایا۔ تو وہاں غزوان کی تصویر اور چاقو پین قینچی وغیرہ پڑی تھیں۔ جنت ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر جھکی۔۔۔

(سنو لڑکی میں تمہیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔۔۔اب خدا کا واسطہ ہے دفع ہو جاؤ یہاں سے مجھے تم میں کبھی دلچسپی تھی ہی نہیں۔۔۔۔فضول سی لڑکی ہو تم۔۔۔یہ تو اس تھپڑ کا بدلہ ہے جو تم نے بھرے بازار میں مجھے مارا تھا۔۔۔اب یہاں سے نکلو ورنہ پھر مجھے کون ڈرامہ کرنا پڑے گا نکلو۔۔۔) جنت کو اپنا وجود صوفے پر گرتا ہوا یاد آیا۔ جنت نے چاقو اٹھایا۔

"ہر چیز کی ایک قیمت ہوتی ہے۔۔ غزوان شاہ۔۔۔ تم سے بھی میں بھاری قیمت لوں گی اور جانتے ہو میں کیا لوں گی تم سے۔۔۔۔" اس نے تیز دھار چاقو فضا میں اٹھایا اور زور سے چاقو غزوان کی ہنستی ہوئی تصویر پر مارا۔

انتقام......

......

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر: 21

چھ سال بعد۔۔۔۔۔۔۔

کراچی کی فضا میں سخت ٹھنڈ ملی ہوئی تھی۔ دسمبر کا مہینہ تھا۔۔۔ ہر طرف ننگے درخت اداسی سے کھڑے ویران سڑکوں کو دیکھ رہے تھے۔ ایسے میں شاہ ولا میں خوب گھما گھمی مچی ہوئی تھی۔ لان کو الیکٹرک ہیٹرز کے ذریعے گرم کیا ہوا تھا۔ ایک طرف ڈھیر ساری لڑکیوں کا مجمعہ لگا تھا۔ فاریہ صوفے پر بیٹھی ہوئی مہندی سکھا رہی تھی اور وقفے وقفے سے جھک کر رومیلہ کی مہندی دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک دو سال کی بچی اور چار سال کا بچہ دوڑ کر فاریہ کے پاس آئے۔۔۔۔

"ماما فراح کو سندس نے مارا ہے۔۔۔" آریان نے روتی ہوئی فراح کی طرف اشارہ کیا۔

"او ہو۔۔۔۔ یار شمیلہ بھابھی آپکی بیٹی کو کیا دشمنی ہے میری بیٹی سے ہر وقت مارتی ہی رہتی ہے اسے۔۔۔۔"

شمیلہ جو کرم کہ بیوی تھی فاریہ کی آواز پر اسے دیکھا۔

"میں چھوڑوں گی نہیں اسے ادھر آجاؤ۔۔۔۔اماں کی جان آجاؤ مہندی لگاتے ہیں" شمیلہ نے اسے گود میں بیٹھا لیا۔

"تم جاؤ بابا کے پاس جاؤ اسے مت باہر لے کر جایا کرو۔۔۔"فاریہ کی بات سن کر وہ بھاگ کر مردوں میں چلا گیا۔

"بھائی۔۔۔بھابھی آپکو اندر بلا رہی تھیں۔۔۔"غزوان نے سفیان کے کان میں سرگوشی کی۔

"کہاں۔۔۔ہے وہ"سفیان نے سر کو خم دے کر ایک مہمان کو سلام کیا۔

"صارم کہہ رہا تھا کمرے میں ہیں"سفیان نے سر ہلادیا اور اندر کمرے کی طرف چلا گیا۔

"بابا۔۔"آریان بھاگ کر غزوان کے پاس آیا۔

"ارے واہ بڑے پیارے لگ رہے ہو۔۔۔فراح کہاں ہے"اس نے آریان کے بالوں پر ہاتھ مارا۔

"اسے سندس مار رہی تھی۔۔۔"وکرم نے یہ سن کر چور نظروں سے غزوان کو دیکھا جواب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"وکرم بھائی اب حد ہو گئی ہے یار۔۔۔۔بہت مارتی ہے آپکی بیٹی میری گڑیا کو"غزوان نے سخت لہجے میں کہا۔ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا۔آج رومیلہ کی مہندی تھی وہ چوبیس سال کی ہو چکی تھی۔۔۔سب نارمل اور خوش تھے بھول چکے تھے کہ پیچھے ماضی میں کچھ ایسا ہوا ہے جس کے اثرات ابھی ان کی زندگی میں پڑنے تھے۔۔۔ایک نفرت۔۔۔اور ایک انتقام۔۔۔جس نے سب جلا دینا تھا۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

فاتح کا محل آج بھی ہمیشہ کی طرح چمک رہا تھا۔سردیاں ہونے کی وجہ سے ساری کھڑکیاں۔۔۔دروازے بند کر دیے گئے تھے۔۔۔اس گھر میں مزید خوبصورتیاں لائی گئی تھیں۔جہاں مور ہوتے تھے وہاں آج موروں کے ساتھ بڑے بڑے مختلف رنگ کے طوطے بھی موجود تھے۔۔۔لان کے گرد بڑے بڑے پھول جو خزاں کے باعث مرجھائے ہوئے تھے۔اندر پورا لاؤنج گرم تھا وہاں بغیر کوٹ اور چادر کے بھی گھوم سکتے تھے۔

فاتح راہداری سے اندر آیا تو۔۔۔چھ سالہ بچی بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی۔فاتح نے جھک کر اسے اٹھا لیا۔

خوبصورت لمبے بالوں والی۔۔۔فاتح کی بیٹی ماہی۔۔۔

"آہ۔۔۔میری گڑیا کیسی ہو۔۔۔"اس نے ماہی کا گال چوما۔

"بابا آپ روز ایک ہی سوال کیوں کرتے ہیں۔۔۔"اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا سوری اب کہاں کروں گا کہ۔۔۔۔۔کیا کہوں بتاؤ"اس نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی نہ کہیں آپ۔۔۔"اس نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ماما کہاں ہیں۔۔۔۔"

"وہ ابوذر کو سلا رہی ھیں۔۔۔"اس نے بالوں کو انگلیوں میں رولتے ہوئے کہا۔

"زونائشہ۔۔۔اور زوار کہاں ہیں؟"فاتح نے ادھر اُدھر دیکھا۔

"بابا آپ خود دیکھ لیا کریں۔۔۔میں تو یہ بتانے آئی تھی کہ میری فرسٹ ٹرم کا رزلٹ آگیا ہے اور میں فرسٹ آئی ہوں لیکن آپ تو بس ابوذر زونائشہ اور زوار سے ہی فارغ نہیں ہوتے ماما۔۔۔بھی اتنی بدل گئی ہیں۔۔۔مجھے کسی نے کنگر یچولیٹ نہیں کیا میری اصلی ماما ہوتی تو مجھے پیار دیتی مجھے پیسے دیتی۔۔۔"اور روتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"ماہی ماہی گڑیا بات سنو۔۔۔ماہی"مگر اس نے سنی ان سنی کر دی اور زور سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

فاتح نے گہرا سانس لیا اور سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں گیا۔۔جہاں فاتح کی دوسری طرف سیڑھیوں کے اوپر جگہ خالی تھی اب وہاں جنت کی تصویر لگا دی تھی۔مسکراتی ہوئی مہارانی۔۔۔

فاتح کمرے میں داخل ہوا تو جنت جھک کر ایک سالہ ابوذر کو جھولے میں رکھ رہی تھی۔۔۔جو دودھ سے سیر ہو کر سو چکا تھا۔جنت فاتح کو دیکھ کر سیدھی ہوئی۔

"آگئے آپ۔۔۔"وہ ٹیبل کی طرف گئی اور پانی ڈال کر فاتح کو دیا۔

"اف چیئر مین ہونا بھی ایک مصیبت ہے" اس نے گلاس لیا اور لبوں سے لگا لیا۔

"کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔" اس نے فاتح کے ہاتھ سے گلاس لیا۔

"جنت ماہی کو کیا ہوا ہے۔۔۔" فاتح نے کوٹ اتار کر جنت کو دیا۔

"کچھ نہیں ہوا کیوں۔۔۔" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"بہت رو رہی تھی کہہ رہی تھی فرسٹ ڈویژن آئی ہے اور ماما کو فکر ہی نہیں اگر اصلی ماما ہوتی تو مجھے پیار کرتی پیسے دیتی۔۔۔ جنت تم ایسے کیسے کر سکتی ہو" جنت نے کوٹ بیڈ پر رکھا۔ یا میرے اللہ ماہی نے ایسا کہا۔۔۔ قسم سے دھیان ہی نہیں تھا یہ ابوذر جتنی ماہی اچھی تھی اتنا ہی یہ کوئی عجیب انسان ہے ایک منٹ کے لیے نہیں اترتا نیچے اسی لیے صبح سے چڑچڑی تھی میری بچی۔۔۔ میں ابھی جاتی ہوں اس کے پاس آپ بے فکر رہیں۔۔۔ بلکہ میں نے کیک منگوایا تھا آئیں ہم ساتھ چلتے ہیں" فاتح نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"اچھا چلو تم کیک نکالو میں فریش ہو کر آتا ہوں" جنت نے سر کو خم دیا اور کمرے سے باہر نکل گئی اور فاتح باتھ روم میں گھس گیا۔ جنت جونہی کمرے سے باہر نکلی اس کا موبائل بجا۔۔۔ اس نے کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو بٹلر۔۔۔ خیریت اس وقت کیوں کال کی" اس نے کمرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میم آپکو ایک خبر دینی تھی۔۔۔ بہت ہی دھماکہ خیز جس کا آپ چھ سال سے انتظار کر رہی ہیں" بٹلر نے دبے دبے جوش سے کہا۔

"کیا خبر ہے۔۔۔"

"میم عزوان شاہ کی بہن رومیلہ شاہ کا کل بارات کا فنکشن ہے" جنت کے چلتے قدم رک گئے۔ آنکھوں میں غصہ در آیا۔ اس نے ایک نظر موبائل کو دیکھا اور ایک نظر کمرے کے دروازے پر ڈال کر موبائل کان کے ساتھ لگا یا۔

"بٹلر۔۔۔ صبح فاتح کے نکلتے ہی مجھ سے ملنے آؤ۔۔۔ میرے پاس ایک پلین ہے"

❤❤❤❤❤❤

بارات کا فنکشن رات کو تھا۔۔ہال میں خوب گھما گھمی مچی ہوئی تھی۔ بھائیوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی بہن کی شادی پر۔۔۔ہر چیز زبردست تھی۔ غزوان بلیک شیروانی میں ملبوس پہلے سے کہیں زیادہ چینج لگ رہا تھا اب وہ اکتیس سال کا مرد تھا۔۔۔ذمہ دار عمر۔۔۔ جبکہ سفیان اب بھی ویسا ہی تھا۔۔۔ چھتس سال عمر نے اس کی فٹنس میں کوئی کمی نہیں لائی۔ دادی دادا کا انتقال ہو چکا تھا اب سارے معاملات عالم شاہ اور زلیخہ بیگم سنبھالتی تھیں۔ ان کی بیٹی کی آخری شادی تھی اس گھر میں۔ اس لئے وہ کوئی کمی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ نکاح کے لئے مولوی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ رومیلہ سرخ جوڑے میں ملبوس۔۔۔۔ کسی حور کے جیسی لگ رہی تھی۔ مسکراتا چہرہ جب اپنی پسند مل رہی ہو تو خوشی تو ہوتی ہی ہے۔۔۔ جب کہ اسکا منگیتر راحیل اچھا خاصا ماڈ سکا ڈا میر آدمی تھا۔ رومیلہ اور وہ وقفے وقفے سے باتیں کر رہے تھے۔

سفیان دور کھڑا ان کو دیکھ رہا تھا۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کب غزوان اس کے پاس آکر کھڑا ہوا تھا۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہے نہ رومیلہ۔۔۔" غزوان نے مسکرا کر اس کے کان میں کہا۔

"بہت زیادہ آج اس ہال میں نا جانے کون سی لڑکی حسرت کر رہی ہو گی کہ وہ رومیلہ جیسی ہوتی" غزوان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" غزوان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ سفیان اس کی طرف مڑا اور بازو کمر پر بند کیے۔

"تم جانتے ہو رومیلہ مجھے کیا کہتی تھی کہ کاش میں جنت۔۔۔ بھابھی کی طرح خوبصورت ہوتی" غزوان کے چہرے سے یہ نام سن کر ساری مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

"بھائی۔۔۔یہ جنت کہاں سے آگئی آج" اس کے چہرے پر خوف تھا نا جانے کس چیز کا خوف۔۔۔

"وہ ہمیشہ سے ہمارے درمیان ہے غزوان بس خاموش ہے اور موقع کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔۔ کب وار کرے گی پتہ ہی نہیں چلے گا" غزوان نے تھوک نگلا۔

"بھائی حد ہوتی ہے ویسے آج کے دن تو اس فضول ذکر کو نہ چھیڑتے" غزوان سر جھٹک کر وہاں سے سٹیج پر چلا گیا۔

"سفیان آپ یہاں کیا کر رہے ہیں نکاح کی تقریب ہونے والی ہے" رشنہ پیچھے سے کب آئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔

"ہاں بس میں جانے ہی لگا تھا چلو۔۔۔آجاؤ" وہ دونوں ساتھ سٹیج پر گئے۔

"نکاح شروع کریں مولوی صاحب۔۔۔" عالم شاہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا دونوں اطراف سے ہامی بھری گئی۔ گواہوں نے بھی ہامی بھری۔ رومیلہ کی آنکھیں بھر آئیں اس نے سر جھکا لیا۔

"چلیں دعا کریں۔۔۔" مولوی صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

"ایک منٹ۔۔۔" ایک مردانہ آواز نے دعا کا طلسم توڑا سب نے گردنیں موڑ کر آواز کا تعاقب کیا تو نظر ایک پچس چھبیس سال کے لڑکے پر پڑی۔۔۔ جو سوٹڈ بوٹڈ خوش شکل امیرزادہ تھا۔۔۔ ساتھ دو گارڈز بھی تھے۔۔۔ وہ چل کر سٹیج کے اوپر آیا سب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے اور رومیلہ وہ تو سانس لینا بھی بھول گئی تھی۔ بس بنا پلک جھپکائے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔

"نکاح ہو گیا کیا؟" اس نے کوٹ کے ایک بٹن پر انگلی پھیر کر اسے سیدھا کیا۔ سکرین پر عزوان کے ساتھ ساتھ سب کا چہرہ دیکھائی دیا۔

"کون ہو تم۔۔۔" سفیان نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"بہتر ہو گا اپنی بہن سے پوچھیں آپ کہ سوہیل زمان کون ہے" رومیلہ کے پاؤں تلے زمین نکل گئی سب نے ٹکی ٹکی بیٹھی رومیلہ کو دیکھا۔

"رومیلہ کون ہے یہ۔۔۔" عزوان نے ایک غلط نظر اس لڑکے پر ڈالی۔

"میں بتاتا ہوں اس میں کہاں بولنے کی ہمت ہو گی میں سوہیل زمان رومیلہ کا کالج کا بہت پکا فرینڈ نہیں بوائے فرینڈ ہوں" سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے عالم شاہ اپنی جگہ سے اٹھے۔

"اے لڑکے یہ کیا بکواس کر رہے ہو جو بھی ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے" عالم شاہ دھاڑے۔

"چلا جاؤں گا پہلے اپنا حساب تو پورا کروں (اس نے جیب سے موبائیل نکالا) رومیلہ شاہ اپنے بھائی کی طرح اتنی بے وفا اور واعدہ خلاف نکلے گی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔(دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اب وہ کس کی بات کر رہا تھا) مجھ سے پیار محبت کے دعوے کر کے میرے ساتھ تصویریں بنوا کر لڑکی شادی کسی اور سے کرنے جا رہی تھی واہ" رومیلہ کو یوں لگا کہ اسے سانپ نے ڈنگ مار دیا ہے۔ راحیل نے اسے دیکھا اور کھڑا ہو گیا۔

"دیکھو۔۔۔ تم جو بھی بھونک رہے ہو بکواس بھونک رہے ہو میں کہہ رہا ہوں نکلو یہاں سے۔۔۔ ورنہ" غزوان اس کی طرف لپکا۔

"ایک منٹ غزوان وہ جو بول رہا ہے اسے بولنے دو۔۔۔ سچ کڑوا اور بکواس ہی ہوتا ہے۔۔۔ بولو لڑکے" راحیل اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"تھینکس راحیل بھائی دراصل آپ یہ میسجز یہ تصویریں دیکھ لیں نمبر بھی دیکھ لیں اسی لڑکی کا ہے۔۔۔ اس نے اکیس مارچ کو جب آپ دونوں کا رشتہ پکا ہوا تھا تب مجھے میسج کر کے کہا تھا کہ۔۔۔ وہ ہے تو تم سے برا ہی لیکن اب موم ڈیڈ نہیں مان رہے تو کیا کروں چلو ہم بات کرتے رہیں گے نہ شادی کے بعد بھی۔۔۔۔" رومیلہ زندہ لاش بن گئی۔ پورا شاہ ولا زندہ لاش بن گیا۔ اپنی عزت لوٹتی دیکھ کر کیسا محسوس ہوتا ہے سکرین کے سامنے بیٹھی جنت کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چھا گئی اس نے کافی کا مگ لیا اور کنٹرول چیئر کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا لی۔

راحیل ایک ایک چیز پڑھ رہا تھا تو اس کے چہرے کے رنگ بدل رہے تھے۔

"بس اور مت پڑھیں راحیل بھائی آپکو دل کا اٹیک ہو جائے گا" اس نے موبائیل کھینچ لیا۔ "یہ کیا طریقہ۔۔۔ نہ جان نہ پہچان اور اتنے بڑے الزام لگانے آ گئے میری بیٹی پر سفیان کال کرو پولیس کو اور حوالات میں ڈلواؤ اسے" ذلیخہ بیگم اونچی آواز میں چلائی۔

"پولیس۔۔۔۔ حوالات واقعی آنٹی۔۔۔ آپکو پتہ ہے یہ سب دیکھ کر پولیس مجھے کبھی نہیں پکڑ سکے گی اگر پھر بھی آپ کو پولیس کا دیدار کرنا ہے تو بلا لیں کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔" جنت کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔

"بیٹا یہ جو کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔۔۔"راحیل کی ماں اس کے پاس آئی۔

"جی ماما یہ سب سچ کہہ رہا ہے"رومیلہ کھڑی ہوئی ایک زندہ لاش کی طرح جیسے آج سے چھ سال پہلے جنت کھڑی ہوئی تھی۔جنت نے آبرو اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اتنا بڑا دھوکہ ہیں یہ سب بیٹا معاملہ رفع دفع کرو اور نکلو اس گندگی سے"راحیل کی ماں کے الفاظ شاہ ولا کی سماعتوں سے ٹکرائے۔

"رومیلہ شاہ میں تمہیں ابھی اور اسی وقت طلاق دیتا ہوں۔۔۔طلاق دیتا ہوں"جنت نے کافی کا گھونٹ بھرا۔۔۔چچ چچ چچ

"نہیں۔۔۔نہیں راحیل یہ یہ انسان جھوٹ بول رہا ہے میں قسم کھاتی ہوں یہ سب جھوٹ ہے میری دوستی تھی اس سے لیکن وہ چھ سال پہلے ہی ختم ہوگئی تھی۔۔۔خدا کے لیے ایسے مت کرو یہ جھوٹا ہے یہ جھوٹا انسان ہے"وہ چیخ رہی تھی پاگلوں کی طرح۔۔۔جنت نے ایک لمبی سانس اندر کھینچی ہیڈ فونز میں آتی آواز اسے سکون دے رہی تھی۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں تم جیسی بدکردار بیوی سے بہتر ہے میں کنوارہ ہی مر جاؤں۔۔۔چلیں ماما یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں"ذلیخہ بیگم یہ دیکھتے ہی وہیں زمین بوس ہوگئی کائنات اور رشنہ نے انہیں سہارا دیا۔سفیان اور عزوان تو جیسے کچھ کرنے کے قابل ہی نہیں رہے تھے۔رومیلہ اس لڑکے کی طرف مڑی۔

"تمہیں پتہ ہے رومیلہ۔۔۔(اس نے ایک نظر عزوان کو دیکھا) مجھے تم میں دلچسپی ہی نہیں تھی ایک نمبر کی فضول لڑکی ہو تم یہ تو(اس نے پھر عزوان کو دیکھا جو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو یہ میرے الفاظ ہیں۔۔)اس تھپڑ کا بدلہ ہے جو بھرے کالج میں تم نے مجھے مارا اب یہ نہ کہنا کہ چھوٹے سے تھپڑ کا اتنا بڑا بدلہ۔۔۔لوگ اس سے بھی بڑا بڑا لیتے ہیں"اور جس شان سے آیا تھا اسی سے مڑا۔رومیلہ سرخ جوڑے میں لپٹی دلہن وہیں بے ہوش ہوگئی۔عزوان کا پورا وجود برف بن گیا وہ اب تک وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔سب سولوشن

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

میں ہو رہا تھا سفیان اور فاریہ رومیلہ کی طرف بھاگے مگر غزوان وہیں جم گیا تھا۔۔۔۔اس لڑکے نے مڑ کر پیچھے دیکھا غزوان نے اسے دیکھا جنت سکرین سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔لڑکا اپنی دو انگلیوں کو ماتھے تک لے کر گیا اور انہیں ماتھے سے جوڑ کر خدا حافظ کا اشارہ کیا... جنت ہنسی اس قدر اونچی آواز میں ہنسی کہ پورا کمرہ اس کی ہنسی سے گھونج اٹھا۔۔۔۔۔وہاں چیخیں تھیں سب چیخ چیخ کر رومیلہ اور ذلیخہ بیگم کو جگا رہے تھے۔۔۔۔رونا دھونا۔۔۔۔۔ اتنا کہ فضا گھونج گئی تھی۔

جنت نے ایک بار پھر سکرین دیکھی جواب کالی ہو چکی تھی اس نے موبائیل اٹھا کر کال ملائی۔

"سوہیل زمان۔۔۔۔میری توقع سے بہتر کام کیا تم نے اس لئے تمہارے توقع سے زیادہ معاوضہ ملے گا تمہیں پچاس ہزار نہیں میں تمہیں ڈیڑھ لاکھ روپے دوں گی کل صبح آ جانا اپنی رقم لینے۔۔۔۔"یہ کہہ کر اس نے کال بند کی اور کافی کا مگ اٹھا کر وہاں سے اٹھی ابوذر کے رونے کی آواز آئی۔یہ اسے سلانے کا وقت تھا اس نے دروازہ بند کیا اتنے میں بٹلر کی کال آئی۔۔۔

"ہیلو میم آپ نے دیکھا بہت فٹ کام کیا اس نے" دوسری طرف بٹلر کی وہی جوش والی آواز تھی۔

"میں نے سوچا تھا پولیس کے نام سے ڈر جائے گا مگر ہی از بیسٹ ایکٹر بٹلر۔۔۔۔۔آج تمہاری میم کو سکون ملا۔۔۔۔اب مجھے کال مت کرنا فاتح کے آنے کا ٹائم ہو گیا ہے آج کا رات صرف فاتح کے نام۔۔۔۔"جنت نے مگ ٹیبل پر رکھا اور کال بند کر کے اوپر چلی گئی۔۔۔۔ابھی تو صرف شروعات تھی۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

بیڈ پر چاروں بچے بیٹھے غور سے اپنی ماں کو دیکھ رہے تھے جو انتہائی خوش لہجے میں بچوں کو کہانی سنا رہی تھی۔

زونائشہ جو تین سال کی تھی ماہی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔زوار جو پانچ سال کا تھا جنت کی دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا اور ابوذر جنت کی گود میں ٹوتھ پیک کو مسوڑوں میں چبھا رہا تھا۔آج کوئی بھی بچہ سویا نہیں تھا۔

"پھر شیر کی ماما نے کہا۔۔کہ میں اپنے بچے کا بدلہ ضرور لوں گی اور وہ اونچی آواز میں غرائی۔۔۔"ابوذر نے سر اٹھا کر ماں کو دیکھا۔

"ماما شیر کے بابا کہاں تھے۔۔۔انہوں نے کیوں بدلہ نہیں لیا" ماہی نے سوال کیا تو زونائشہ اسے غور سے دیکھنے لگی۔

"شیر کے بابا روز کام پر جاتے تھے بیٹی اور انہیں تو پتہ ہی نہیں تھا کہ۔۔۔ان کا بے بی مر گیا ہے" آج وہ جنت تھی عزت کے ساتھ ایک ملکہ کی شان سے بیٹھی جس کے گرد چار شہزادی شہزادے بیٹھے تھے۔

"جیسے ہمارے بابا جاتے ہیں۔۔۔"زوار نے بوریت سے کہا تو جنت نے سر ہلا دیا۔

"ماما۔۔۔بابا کب آئیں گے" زونائشہ نے دروازے کی طرف دیکھا۔

"پتہ نہیں ابھی تک تو آجاتے ہیں۔۔۔"اس نے ابھی بولا ہی تھا کہ دروازہ کھلا سب بچوں نے پیچھے دیکھا ابوذر نے بھی سر اٹھا کر دیکھا۔فاتح اندر آیا تو سب کو یوں بیٹھے دیکھ کر اس کی دن کی ساری تھکاوٹ دور ہو گئی۔

"اوہ۔۔۔ماشااللہ آج کون سی پارٹی ہو رہی تھی۔۔۔"فاتح بازو پھیلا کر بیڈ کے پاس آیا تو ماہی بھاگ کر اپنے باپ کے گلے لگی۔

"بابا کل کے لیے سوری۔۔۔مجھے بہت گلٹی فیل ہوا تھا پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔"جنت مسکرا دی یعنی اس کی کہانی نے اثر دکھایا تھا۔فاتح نے ماہی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ماتھے کو چوما۔

"میری چاند سی گڑیا۔۔۔آپ نے ماما سے سوری کی۔۔۔مجھے تو آپ نے کچھ نہیں کہا تھا یاد نہیں۔۔۔"ماہی نے گھوم کر اپنی ماں کو دیکھا جو انہیں ہی مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ماہی بھاگ کر گئی اور اس کے گلے میں اپنے بازو ڈالے۔۔۔"ماما جی سوری۔۔۔ایک دفعہ معاف کر دیں۔۔۔"جنت نے اس کے گال چومے۔باقی دونوں بچے بھی بھاگ کر فاتح کے پاس گئے۔

"بیٹا کوئی سوتیلی سگی ماں نہیں ہوتی میں نے بچپن سے تمہیں پالا جب تم سب سے اکیلی تھی تب تمہاری ساتھی میں بنی اور کل تم نے اتنی بری بات کہی میں بہت ہرٹ ہوئی تمہاری اس بات سے۔۔۔" ماہی اس کے سامنے آکر بیٹھی۔ لمبے کمر تک آتے بالوں کی اونچی سی پونی بنائی ہوئی وہ فیری ٹیل کی ایک پری لگ رہی تھی۔

"ماما میں غصے میں تھی۔۔۔۔"

"غصہ ماں باپ کے اوپر نہیں نکالتے اس دفعہ تو میں چانس دے رہی ہوں اگلی مرتبہ مجھ سے یا بابا سے بدتمیزی کی تو پھر میں ناراض بھی ہوں گی اور ماروں گی بھی سمجھ آئی۔۔۔" جنت نے سخت لہجے میں کہا تو بچی نے سر ہلادیا۔

"بابا چاکلیٹ نہیں لائے آپ نے پرامس کیا تھا۔۔۔" زوار نے فاتح کی کوٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالا۔

"اوہو۔۔۔ قسم سے یاد نہیں رہی میں ابھی منگواتا ہوں۔۔۔" فاتح نے جیب سے موبائل نکالا اور بیڈ پر بیٹھا۔

"ہیلو سائمن کہاں ہو۔۔۔۔ ہمارے گھر کے۔۔۔ اچھا سنو بے کری سے فریش چاکلیٹس لے آؤ ڈھیر ساری۔۔۔ ہاں بس پھر چلے جانا" فاتح نے موبائل کان سے ہٹایا۔

"اچھا اب چاکلیٹ آرہی ہے تم سب ماما کے ساتھ بیٹھو میں کپڑے بدل کر آتا ہوں۔۔۔" وہ اٹھنے لگا تو زونائشہ نے اس کا بازو پکڑا۔ زونائشہ بلکل جنت جیسی تھی نیلی آنکھوں والی پری۔

"نی۔۔۔ نی اتھے لگ رے ایں۔۔۔ نی دانا (نہیں نہیں اچھے لگ رہے ہیں نہیں جانا) بچی نے اپنی زبان میں بولا تو فاتح اور جنت دونوں ہنس دیے۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر: 22

شاہ ولا میں سوگواریت پھیلی ہوئی تھی۔ سب بچے اپنے اپنے ہجروں میں سو چکے تھے اور بڑوں کو نیند میسر ہی کہاں تھی۔ سفیان صوفے پر بیٹھا سر ہاتھوں میں گرایا ہوا تھا۔ جبکہ عزوان سنگل صوفے پر بیٹھا بازو گھٹنوں میں رکھے آگے کو جھکا گہری سوچ میں گم تھا۔ وہ آخر میں اس لڑکے کا عزوان کو دیکھ کر انگلی سے اشارہ کرنا۔۔۔۔ وہ

الفاظ وہ سب سے واقف تھا مگر بول نہیں رہا تھا۔۔۔

"یا خدایہ کیا ہوگیا میں اسی لیے کہتی تھی کہ زیادہ لڑکیوں کو۔۔۔ سکول کالجوں میں مت بھیجو دیکھو اب دونوں ماں بیٹی بے ہوش پڑی ہیں۔۔۔"صوفیہ نے مصنوعی پریشانی ظاہر کی۔

"یہ سب اتفاق نہیں تھا۔۔۔۔ایسا کروایا گیا ہے"سفیان نے سراٹھاکر غزوان کو دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا کون کرواسکتا ہے یہ سب۔۔۔"عالم شاہ جو قدرے پریشانی سے بیٹھے تھے الجھ کر اسے دیکھا۔

"جس کے ساتھ ہم نے وہ سب کیا تھا۔۔۔۔یہ اسی کا کیا دھرا ہے"غزوان نے سراٹھاکر سفیان کو دیکھا جو سرد نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"پلیز۔۔۔سفیان بھائی پلیز ختم کردیں اس کو اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ ایسا کرے۔۔۔کیسے کرے گی وہ ایسا۔۔۔"غزوان اونچی آواز میں بولا۔فاریہ دم سادھے دیکھ رہی تھی۔

"غزوان تم آج بھی غلطی پر ہو۔۔۔تمہارے گناہوں کی سزا آج ہماری بہن بھگت رہی ہے"سفیان کھڑا ہوا اور چیخ کر کہا۔

"سفیان پلیز یہ وقت نہیں ہیں ان باتوں کا"رشنہ نے سفیان کا بازو پکڑا۔

"مسٹر سفیان طلاق آپ نے اسے دے کر پھینک دیا تھا میں نے نہیں۔۔۔"غزوان آج بھی غلطی پر ڈٹا ہوا تھا وہ تیزی سے کھڑا ہوگیا۔

"غزوان۔۔۔اس نے کہا تھا کہ اس طلاق سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا مطلب یہ کہ ہمارا نکاح ہوا ہی نہیں تھا۔۔۔وہ تمہاری بیوی تھی غزوان تمہاری بیوی۔۔۔۔"غزوان کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔اس نے بنا پلک جھپکائے سفیان کو دیکھا پھر فاریہ کو دیکھا جو منہ پر ہاتھ رکھے غزوان کو دیکھ رہی تھی۔

"بھائی۔۔۔۔یہ بہت بڑا الزام ہے۔۔۔۔ایسا نہیں ہے وہ نا جانے کس کی بیوی۔۔۔"

"واقعی۔۔۔ایک منٹ کرو" سفیان نے موبائیل نکالا اور انگلیاں پھیر کر اس میں ریکارڈنگ لگائی۔ غزوان اس آواز کو پہچانتا تھا۔ علی کی آواز۔۔۔۔۔

"سفیان بھائی میں نے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ میں نے ہر غلط کام میں غزوان کا ساتھ دیا مگر اس بار اس نے اس معصوم لڑکی کے ساتھ بہت برا کیا۔۔۔ اگر وہ مجھے ہر اس منٹ کے کیس میں پھنسانے کا سوچے گا تو میں اسے بتادوں کے میں نے اس لڑکی سے معافی مانگ لی ہے اور اب وہ اپنی زندگی خوشی سے گزار رہی ہے۔۔۔ سفیان بھائی میری بات غور سے سنیں غزوان اور اس لڑکی جنت کا نکاح ہو چکا تھا اور وہ بچہ بھی غزوان کا ہی تھا (فاریہ نے یک دم اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا اور صوفے پر بیٹھ گئی اس کی ٹانگوں میں کھڑے ہونے کی ہمت کہاں تھی) اس نے صرف ایک تھپڑ کا اس سے بدلہ لیا میں نے سوچا تھا کہ شاید وہ ٹھیک ہو جائے گا اور سچ پتہ چلنے پر وہ اس کا ساتھ دے گا مگر فاتح بن الیاس کا بیان سننے کے بعد تو میرے ہوش ٹھکانے آ گئے۔۔۔ وہ بے قصور تھی سفیان بھائی بد کردار اور جانور صرف آپکا بھائی ہے میری بات کا ضرور یقین کرنا" غزوان برف کا مجسمہ بن گیا۔

سفیان نے موبائیل رشنہ کو دیا۔ عالم شاہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

"جانتے ہو میں نے یہ پہلے کیوں نہیں سنائی کیونکہ جاتے وقت اس لڑکی نے کیا کہا تھا۔۔۔ کہ اگر خدا تمہارا ہے تو خدا میرا بھی ہے۔۔۔ اب خدا انصاف کرے گا غزوان اور وہ جانتے ہو تمہارے ساتھ کیا کرے گی انتقام۔۔۔ وہ انتقام لے گی اپنی عزت کا اور اس نا مولود بچے کا۔۔۔ نا جانے ہم میں سے کون کون اس آگ میں جلے گا۔۔۔ وہ بہت طاقتور ہو گئی ہے بہت زیادہ" غزوان نے نظریں موڑ کر فاریہ کو دیکھا جو سر ہاتھوں میں گرائے لگاتار رو رہی تھی۔۔۔ اس کے دو بچوں کی ماں اور ایک ابھی اس کی کوکھ میں پل رہا تھا۔

اس سے پہلے کوئی کچھ اور بولتا ڈاکٹر رومیلہ کے کمرے سے نکلتا ہوا نظر آیا۔ سفیان اس کی طرف مڑا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"دیکھیں مسٹر سفیان میں ان کا علاج نہیں کر سکتا انہیں کسی بڑے سائیکیٹرکس کے پاس لے کر جائیں مجھے ڈر ہے کہ ان کے دماغ نے سخت صدمے کی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دیا ہے" شاہ ولا کے اوپر پورا آسمان آگرا۔ غزوان سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"اور موم وہ۔۔۔۔"

"شی از فائن" چلو تھوڑی سی تو تسلی ہوئی تھی ان کو۔۔۔

"حمدان جاؤ ڈاکٹر کو باہر تک چھوڑ آؤ" سفیان کے کہنے پر حمدان نے سر ہلا یا اور ڈاکٹر کے ساتھ چل دیا۔

"آخر کار ہماری سب سے اکلوتی بہن پاگل ہو چکی ہے لعنت ہے تم پر غزوان لعنت۔۔۔۔" وہ دھاڑا اور لمبے لمبے ڈھگ بھرتا ہوا کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔ یہ تو صرف پرومو تھا جنت نے تو ان کی زندگی کو ابھی جہنم بنانا تھا۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

چیئرمین آفس بے حد خوبصورت تھا۔ ایسے میں سب سے اوپری منزل کے ایک کمرے میں وہ کنٹرول چیئر پر بیٹھا سامنے بیٹھے شخص کی وارداتیں سن رہا تھا۔ کہنی کرسی کی ایک ہتھ میں جمائی ہوئی وہ پین کو انگلیوں میں رول رہا تھا۔ "آپ چیئرمین کی سیٹ پر بیٹھیں ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ کراچی کے ہائی لیڈرز کو کچھ بھی کہیں۔۔۔" وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا سر کے بال کانوں کے پاس سے سفید اور اوپر سے آدھے بال غائب تھے سانولی رنگت اور موٹے نقوش۔۔۔ تو آپ کو یہاں اسماعیل باجوہ نے بھیجا ہے۔۔۔ اسد باجوہ کے بھائی نے رائٹ" وہ اب تک پر سکون بیٹھا تھا نہ کوئی غصہ۔۔۔ نہ کوئی پریشانی۔۔۔

"دیکھیں مسٹر فاتح آپ کراچی کے سب سے بڑے بزنس مین تھے اور اب بھی ہیں سیاست بزنس نہیں ہوتا۔۔۔ آپ اس کو اتنا ہلکا مت لیں۔۔۔" اس نے منوں غصہ اپنے اندر چھپا یا۔

"میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔ بزنس اور پولیٹکس کا فرق۔۔۔ لیکن شاید آپ نہیں جانتے بزنس میں بھی میں ایمانداری کرتا تھا اس لئے جانتے ہیں کیا ہوا میں کراچی کا سب بڑا بزنس مین۔۔۔ دی فاتح بن الیاس ہائی بزنس مین

ساتھ لے بغیر گوگل میں میرا نام نہیں آتا۔۔۔اور سیاست اس میں قیوم باجواہ اور اسد باجواہ جیسے کرپٹ لوگ صرف عوام کو دھوکہ دیتے ہیں اسی لیے صرف ایک دو سال کے لئے چیئرمین یا ہائی لیڈر کی کرسی میں بیٹھ سکتے ہیں۔۔۔لیکن فاتح بن الیاس یہاں بھی ایمانداری کرے گا اور کی بھی تب ہی تو چھ سال سے چیئرمین ہوں۔۔۔لیکن (فاتح آگے کو ہو کر بیٹھا اور بازو شیشے کے ٹیبل پر رکھے) اپنے مالک سے جا کر کہو مجھے مزید مت بھڑکائے چیئرمین کی کرسی تو اس کے بھائی کو ملی نہیں۔۔۔ہائی لیڈر کی کرسی بھی لے لی جائے گی" سامنے بیٹھا شخص منوں غصہ لئے کھڑا ہوا۔

"پھر ایک بات سن لی جیئے فاتح بن الیاس۔۔۔قیوم باجواہ ایک پل میں بندے کو کہاں غائب کر دیتا ہے کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔اپنا خیال رکھیئے گا اللہ حافظ۔۔۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا ہوا نکل گیا۔اس کے جاتے ہی فاتح کے چہرے پر گہری مسکراہٹ در آئی۔

"سائمن اندر آؤ" فاتح نے پین اٹھاتے ہوئے کہا تو سائمن جلدی سے اندر آیا۔سائمن اب پہلے سے قدرے بدل گیا تھا۔۔۔لمبا چوڑا قد۔۔۔ہنس مکھ چہرہ۔۔۔اور کلین شیو۔۔۔

"جی سر۔۔۔" وہ اس کے سامنے ادب سے کھڑا ہوا۔

"اس کی یہ آخری بات ریکارڈ کی نہ" فاتح نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جی کر لی ہے پر آپ اس کا کریں گے کیا۔۔۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے سوال کر بیٹھتا تھا۔

"استعمال۔۔۔لگتا ہے ہائی لیڈر کی پرسنل سیکٹری چیئر تمہارا انتظار کر رہی ہے سائمن۔۔۔" سائمن کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"سر آپ قیوم باجواہ سے لڑیں گے۔۔۔" اس نے اسی فکر مندی سے کہا۔

"قیوم باجواہ۔۔۔صرف مجھ سے نو سال بڑا ہے (سائمن کی بھنویں اٹھ گئیں صرف بھی اور نو سال بھی حد ہے) میں اکتالیس سال کا ہوں اور وہ پچاس سال کا ہے۔۔۔لیکن جانتے ہو اس نے میرا دماغ کھول دیا میں کیوں یہاں

چیئرمین کی کرسی میں اپنے بال سفید کروں۔۔۔اب میں ہائی لیڈر بنوں گا اور میرے خواب میرے مقصد ہوتے ہیں سائمن۔۔۔"اس نے دور خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر۔۔۔""سائمن تین دن بعد میٹنگ تیار کرو آج فاتح بولے گا اور سب سنے گے"اس نے پین کو انگلیوں میں رولا۔

"ہمیشہ یہی ہوتا ہے"سائمن منہ میں بڑبڑایا۔

"کچھ کہا کیا۔۔۔"فاتح نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"نہیں کچھ نہیں سر لیکن۔۔۔"فاتح نے بس ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا آگے سائمن کے پاس تمام الفاظ ختم ہو گئے۔

"اوکے سر میں تیار کروا دوں گا۔۔۔"اور سر ہلا کر چلا گیا۔

اب فاتح اس مقام پر تھا جہاں لوگ خوابوں کو اپنا مقصد بناتے تھے اور ایسے لوگ ہی فاتح ہوا کرتے تھے۔۔۔ایک طرف قسمت کا یقین اور دوسری طرف خوابوں کی تکمیل۔۔۔فاتح کی نشانی ہوتی ہے۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

ہسپتال سخت تناؤ کا شکار تھا ایسے میں ایک کمرے میں رومیلہ جو پیشنٹ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔اور کرسیوں میں عالم شاہ اور سفیان بیٹھے ہوئے تھے۔

"اوکے اب آپ اٹھ جائیں۔۔۔"ڈاکٹر نے کہا تو رومیلہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔بس جہاں نظر رکی وہیں دیکھتی رہی۔

"جی۔۔۔ہاں ان کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔۔۔(سفیان نے مٹھی لبوں پر جمالی) یہ پاگلوں والی حرکتیں تو نہیں کریں گی لیکن ان کا دماغ صحیح سے سوچ نہیں رہا جس کی وجہ سے یہ ایسے ہی رہیں گی"اس نے رومیلہ کی طرف اشارہ کیا۔جو بلکل خاموش دور خلا میں دیکھ رہی تھی۔۔۔بنا پلک جھپکائے۔عالم شاہ نے افسوس سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"میں آپ کو کچھ دوائیں دیتا ہوں مجھے نہیں لگتا ان کی یہ بیماری ٹھیک ہو سکتی ہے۔۔۔آپ ان کے کھانے پینے کا خیال رکھنا کیونکہ یہ خود نہیں کہیں گی کہ انہیں کسی چیز کی ضرورت ہے" سفیان کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔اس نے سر ہلایا اور چھڑ لے کر رومیلہ کے پاس گیا۔

"چلو رومیلہ اٹھو گھر چلیں۔۔۔"اس نے رومیلہ کا ہاتھ پکڑا۔رومیلہ کسی بچے کی طرح اسے دیکھنے لگی۔پھر ڈاکٹر کو دیکھا اور پھر اپنے باپ کو۔۔۔

"اٹھ جاؤ بیٹا گھر چلتے ہیں۔۔۔"وہ آہستہ سے اٹھی اور ان کے ساتھ چل دی۔

شاہ ولا میں مایوسی نے ناجانے کی قسم کھالی تھی۔۔۔ایسے میں سب لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔فاریہ ایک صوفے میں اکڑوں بیٹھی تھی بازو ٹانگوں کے گرد باندھے، بال کھلے ہوئے بڑی چادر اوڑھی ہوئی وہ لگاتار رو رہی تھی۔۔۔چہرے کی ساری رونق غائب ہو چکی تھی۔۔۔ہاتھوں کی مہندی اب بھی ویسی ہی تھی بھری بھری اور خوبصورت۔۔۔رشنہ پلیٹ لے کر فاریہ کے پاس آئی۔عزوان وہیں بیٹھا تھا۔۔۔سر ہاتھوں میں گرائے سب کی پریشانیوں کی جڑ جو وہی تھا۔"فاریہ۔۔۔یہ کھالو تم نے کل رات سے کچھ بھی نہیں کھایا اپنی حالت دیکھو کیا بن گئی ہے۔۔۔"فاریہ نے سر اٹھا کر رشنہ کو دیکھا۔

"کیا کروں گی کھا کر میں بھابھی۔۔۔اس شخص نے اس لڑکی سے شادی کر رکھی تھی اور اتنا ڈٹ کر ہم سے جھوٹ بولا تھا اس وقت آپ ہوتی تو اسے دیکھتی آپ کو بھی پتہ چلتا کہ یہ کس قسم کا ڈرامے باز ہے"وہ زور زور سے چلا رہی تھی۔۔۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن اس سب میں تمہارے بچے کی کیا غلطی ہے اس کو کیوں سزا دے رہی ہو۔۔۔کھانا کھا لو خدا کا واسطہ ہے مت اس معصوم جان کے ساتھ ایسے کرو۔۔۔"وہ رشنہ تھی ہمدرد اور اچھی نیک عورت۔

"میری کیا غلطی تھی بھابھی میں نے تو کچھ نہیں کیا تھا ہمیشہ جنت کے ساتھ میں اتنی اچھی رہی صوفیہ چاچی جب بھی اس سے لڑتی تھیں تو میں اسے سہارا دیتی اس کے آنسوں صاف کرتی تھی مجھے کیوں یہ سزا ملی۔۔۔"رشنہ نے فاریہ کو سینے سے لگا لیا وہ رو رہی تھی بچوں کی طرح بچے اپنے ماں کو دیکھ رہے تھے۔مایوسی سے۔۔۔

"پلیز فاریہ پلیز۔۔۔بال کی کھال مت اکھاڑو تمہارے ساتھ کون سے ظلم ہوئے۔۔۔ہاں جو یوں ماتم مچا کر رکھا ہوا ہے"عزوان کی اب برداشت سے باہر ہوگیا۔بچوں نے اپنے باپ کو دیکھا۔۔۔شمیلہ آگے آئی اور بچوں کو اندر بھیج دیا۔

"واقعی۔۔۔۔میرا شوہر ایک نمبر کا فراڈ جھوٹ۔۔۔۔اور مکار انسان ہے اور میں خوشی سے بیٹھ جاؤں ہاں۔۔۔" وہ اس سے بھی اونچی آواز میں چلائی۔

"فاریہ میں کہہ رہا ہوں بکواس بند رکھو۔۔۔"وہ کھڑا ہو کر اس کی طرف لپکا ہی تھا کہ وکرم اور حمدان نے اسے پکڑ لیا۔

"بکواس بند نہیں رکھوں گی۔۔۔۔تم فراڈ ہو عزوان سچ سچ ہوتا ہے۔۔"وہ بھی کھڑی ہو گئی۔ملائکہ (حمدان کی بیوی) اس کے پاس آئی اور اسے چپ کروایا مگر وہ کہاں چپ ہونے والی تھی۔

"دیکھو عورت اپنی بکواس بند رکھو یہ نہ ہو میں کچھ برا کر جاؤں۔۔۔"

"کرو برا تمہیں تو حق ہے کرو میرے تو ماں باپ ویسے بھی نہیں رہے چلی جاؤں گی جنت کی طرح کہیں پر بھی اللہ کہ زمین اتنی تنگ نہیں ہے"کائنات نے اپنی ساس کو دیکھا تو دونوں کے چہروں پر شیطانی مسکراہٹ چھا گئی۔

"وکرم بھائی اس سے کہیں اندر چلی جائے خدا کی قسم یہ کچھ غلط کروائے گی مجھ سے کہیں اس سے اندر جائے"اس نے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور چہرہ موڑ لیا۔

"فاریہ اندر چلی جاؤ۔۔۔"

"وکرم بھائی آپ اسے۔۔۔"

"فاریہ میں کہہ رہا ہوں اندر چلی جاؤ۔۔۔ بھا بھی اسے اندر لے جائیں۔۔۔ سب اپنے اپنے کمروں میں جاؤ کوئی باہر مت آئے اب ہم اس قابل نہیں رہے کہ ساتھ بیٹھیں۔۔۔" اس نے شمیلہ کو اشارہ کیا اور وہ دونوں بھی کمرے میں چلے گئے آہستہ آہستہ سب اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔۔۔اب تو شاہ ولا کی خوشی کے دن ختم ہو چکے تھے۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر: 23

تقریری ہاؤس بھرا ہوا تھا۔میڈیا۔۔۔اینکرز۔۔۔صحافی۔۔۔۔سامعین۔۔۔لیڈرز۔۔۔سب موجود تھے فاتح ڈائس کے سامنے کھڑا تھا۔مائیک گلے سے فٹ تھا آگے بھی مائیکس لگے تھے۔بہت سے لوگ ہاتھوں میں ڈائیریز لیے بیٹھے تھے۔عورتیں مرد سب اس ہاؤس میں موجود تھے۔

عالم شاہ اخبار پڑھ رہے تھے۔شاہ ولا کے مکین ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"سفیان ٹی وی آن کرو۔۔۔فاتح کی تقریر ہے آج۔۔۔" وکرم نے کہا تو سفیان نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کو روشن کیا۔سامنے ہی فاتح بن الیاس اپنی شان و شوکت سے کھڑا تھا سائمن اس کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا اور اس نے سر ہلایا۔گرے پینٹ کوٹ، بالوں کو اوپر کیا ہوا، فرنچ داڑھی نفاست سے سیٹ کی ہوئی وہ آج چمک رہا تھا۔

"ماما وہ دیکھیں بابا۔۔۔" زونائشہ نے جوش سے کہا۔جنت جو ابوذر کے منہ میں دلیہ ڈال رہی تھی نظر اٹھا کر دیکھا تو مسکرا دی۔

"بھائی۔۔۔۔۔آپو۔۔۔۔بابا آئیں ہیں تی وی میں۔۔۔" زونائشہ نے جیسے پہلی بار دیکھا تھا۔ماہی اور زوار جنت کے کمرے میں دوڑ کر آئے اور سب بیڈ میں بیٹھ گئے۔ابوذر بھی ٹی وی کی طرف اشارہ کر کے بابا بابا کرنے لگا۔

تقریر کا وقت شروع ہوا۔۔۔فاتح نے دل میں بسم اللہ پڑھی۔

"یا اللہ میری مدد کرنا۔۔۔" اس نے گہری سانس لی۔

"میں فاتح بن الیاس۔۔۔الیاس قریشی کا بیٹا مجھے یہاں اس جگہ پر جس موضوع پر لب کشائی کی جسارت ہوئی ہے اس ہمت کو میرے اندر ان لوگوں نے ہی ڈالا ہے جن کے خلاف میں آواز اٹھانے لگا ہوں (قیوم باجوہ نے بھنویں اچکائیں اور آگے کو ہو کر غور سے ٹی وی کو دیکھنے لگا) سب جانتے ہیں کہ میں کن کن حالات سے گزرا موجودہ کراچی کا ہائی لیڈر وراثت میں دولت لے کر آیا تھا اس لئے اسے ہائی لیڈر بننے میں مشکل نہیں ہوئی لیکن میں فاتح بن الیاس۔۔۔سب جانتے ہیں کہ میں ایک کوبلر کا بیٹا تھا۔۔۔میری ماں بچپن میں ہی مر چکی تھی اور باپ کی خواہش تھی کہ میں ایک بہت بڑا انسان بنوں۔۔۔انہی کی کوششوں اور محنت سے آج میں ہائی بزنس مین اور چیئرمین آف کراچی کے نام سے جانا جاتا ہوں۔۔۔مدعے کی بات پر آتے ہیں حال ہی میں ہائی لیڈر نے وزیر خزانہ کے ساتھ مل کر بجلی کے بل اور گیس کے بل بڑھا دیے جس سے کراچی کی غریب عوام سخت پریشانی کا شکار ہوئے "ہاؤس کے کچھ لوگوں نے سر ہلا کر اس بات کی تصحیح کی۔۔۔قیوم باجوہ کے ماتھے کے بل ابھرے۔"میں نے ٹویٹ کیا کہ ہائی لیڈر اپنے گھروں کا بل اور شہر کا قرضہ اتارنے کے لیے غریب عوام کا اس طرح سے خون چوسے گا۔۔۔(فاتح کی آواز میں خوش آیا لوگ سب کچھ چھوڑ کر اسے دیکھنے لگے کوئی ٹی وی میں کوئی موبائیلز اور کوئی ہاؤس میں بیٹھ کر) قیوم باجوہ سچ کو برداشت نہ کر سکا اور اپنا ایک آدمی میرے پاس بھیجا۔۔۔جس نے مجھے صاف دھمکی دی جو میں آپکو لاؤڈ دیکھا سکتا ہوں۔۔۔سائمن" یہ کہہ کر وہ سائمن کی طرف مڑا سائمن نے سر ہلایا اور عین فاتح کے پیچھے بڑی سکرین پر منظر ابھرا فاتح کا چیئرمین آفس اور اس کے سامنے قیوم باجوہ کا سیکٹری ظاہر ملک جس کو سب جانتے تھے۔ظاہر ملک کھڑا ہوا اور کوٹ کا بٹن بند کیا۔

"پھر آپ ایک بات سن لی جیئے فاتح بن الیاس۔۔۔قیوم باجوہ ایک پل میں انسان کو ایسے غائب کر دیتا ہے کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔اپنا خیال رکھئے گا اللہ حافظ" جنت کے چہرے سے ساری مسکراہٹ غائب ہو گیا۔قیوم باجوہ کے بل غائب ہوئے۔سب سامعین کانوں میں کھسر پھسر کرنے لگے۔فاتح واپس ڈائس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ناظرین دھمکی۔۔۔یعنی کہ ہائی لیڈر چیئر مین کو دھمکی دے گا کہ وہ انسان کو غائب کروادیتا ہے۔۔۔میں نے سوچا تھا کہ میں اب کراچی کا چیئر مین ہی رہوں گا لیکن اب میں اس غریب عوام کو مزید قیوم باجوہ جیسے لوگوں کے ہاتھ تباہ ہوتے نہیں دیکھوں گا۔۔۔۔قیوم باجوہ وہ ہے جس نے وزیر تعلیم کے ساتھ یوں گٹھ جوڑ کیا جیسے موگلی کارٹون میں لگڑ بھگا چیتے کے ساتھ کرتا ہے (ہال میں قہقہہ گھونجا) بچوں کی فیس اتنی بڑھ گئی ہے کہ غریب مردوں نے مجبوراًاپنے بچوں کو مکینک یا درزی بنا لیا ہے سرکاری سکول جو پہلے مفت کتابیں فراہم کرتے تھے وہ بھی اب ہائی فیس لینے لگے ہیں اور یہی لوگ جب ووٹنگ کا وقت آتا ہے تو داخلے فری کر دیتے ہیں۔۔۔آٹا چینی اس قدر سستا کر دیتے ہیں جیسے آسمان سے فرشتے اتر آئے ہوں۔۔۔(سب سامعین نے سر ہلایا۔۔۔سفیان بڑی دلچسپی سے سن رہا تھا اور جنت آخر وہ اس کا شوہر تھا اس کے تو برے الفاظ بھی اسے اچھے لگتے تھے یہ تو پھر اچھے الفاظ تھے۔۔۔) میں یہاں آپ سب کو شاہد بناتا ہوں جس طرح سے اسد باجوہ کے ساتھ لڑ کر میں نے چیئر مین کی کرسی حاصل کی لیکن چیئر مین کی کرسی پر بیٹھ کر میں آپ سب کو وہ تحفظ مہیا نہیں کر سکتا جو ایک لیڈر مہیا کرتا ہے اوپر سے ہمارے وزیر اعظم صاحب بھی کراچی کی تباہی پر خاموش ہیں وہ وہی چیز منظور کرتے ہیں جو ہائی لیڈر فیصلہ کرتا ہے۔۔۔۔ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ عوام کی آواز سن سکے۔۔۔آج میں عہد کرتا ہوں کہ مجھے دھمکی دے کر مجھے ڈرانے والے سن لے موت اس خدا کے ہاتھ میں ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے موت سے مجھے کوئی ڈر نہیں اللہ کے حکم کے بغیر دنیا کے پہاڑ بھی مجھ پر پھینک دو تو بھی تم مجھے نہیں مار" میں نے ٹویٹ کیا کہ ہائی لیڈر اپنے گھروں کا بل اور شہر کا قرضہ اتارنے کے لیے غریب عوام کا اس طرح سے خون چوسے گا۔۔۔(فاتح کی آواز میں خوش آیا لوگ سب کچھ چھوڑ کر اسے دیکھنے لگے کوئی ٹی وی میں کوئی موبائیلز اور کوئی ہاؤس میں بیٹھ کر) قیوم باجوہ سچ کو برداشت نہ کر سکا اور اپنا ایک آدمی میرے پاس بھیجا۔۔۔جس نے مجھے صاف دھمکی دی جو میں آپکو لاؤڈ دیکھا سکتا ہوں۔۔۔سائمن" یہ کہہ کر وہ سائمن کی طرف مڑا سائمن نے سر ہلایا اور عین فاتح کے پیچھے بڑی

سکرین پر منظرا ابھرا فاتح کا چیئرمین آفس اور اس کے سامنے قیوم باجواہ کا سیکرٹری ظاہر ملک جس کو سب جانتے تھے۔ ظاہر ملک کھڑا ہوا اور کوٹ کا بٹن بند کیا۔

"پھر آپ ایک بات سن لی جئے فاتح بن الیاس۔۔۔قیوم باجواہ ایک پل میں انسان کو ایسے غائب کر دیتا ہے کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔اپنا خیال رکھیئے گا اللہ حافظ" جنت کے چہرے سے ساری مسکراہٹ غائب ہوگیا۔قیوم باجواہ کے بل غائب ہوئے۔سب سامعین کانوں میں کھسر پھسر کرنے لگے۔فاتح واپس ڈائس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ناظرین دھمکی۔۔۔یعنی کہ ہائی لیڈر چیئرمین کو دھمکی دے گا کہ وہ انسان کو غائب کروا دیتا ہے۔۔۔میں نے سوچا تھا کہ میں اب کراچی کا چیئرمین ہی رہوں گا لیکن اب میں اس غریب عوام کو مزید قیوم باجواہ جیسے لوگوں کے ہاتھ تباہ ہوتے نہیں دیکھوں گا۔۔۔۔قیوم باجواہ وہ ہے جس نے وزیر تعلیم کے ساتھ یوں گٹھ جوڑ کیا جیسے موگلی کارٹون میں لگڑ بھگا چیتے کے ساتھ کرتا ہے(ہال میں قہقہہ گونجا) بچوں کی فیس اتنی بڑھ گئی ہے کہ غریب مردوں نے مجبوراً اپنے بچوں کو مکینک یا درزی بنا لیا ہے سرکاری سکول جو پہلے مفت کتابیں فراہم کرتے تھے وہ بھی اب ہائی فیس لینے لگے ہیں اور یہی لوگ جب ووٹنگ کا وقت آتا ہے تو داخلے فری کر دیتے ہیں۔۔۔آٹا چینی اس قدر سستا کر دیتے ہیں جیسے آسمان سے فرشتے اتر آئے ہوں۔۔۔(سب سامعین نے سر ہلایا۔۔۔سفیان بڑی دلچسپی سے سن رہا تھا اور جنت آخر وہ اس کا شوہر تھا اس کے تو برے الفاظ بھی اسے اچھے لگتے تھے یہ تو پھر اچھے الفاظ تھے۔۔)میں یہاں آپ سب کو شاہد بناتا ہوں جس طرح سے اسد باجواہ کے ساتھ لڑ کر میں نے چیئرمین کی کرسی حاصل کی لیکن چیئرمین کی کرسی پر بیٹھ کر میں آپ سب کو وہ تحفظ مہیا نہیں کر سکتا جو ایک لیڈر مہیا کرتا ہے اوپر سے ہمارے وزیر اعظم صاحب بھی کراچی کی تباہی پر خاموش ہیں وہ وہی چیز منظور کرتے ہیں جو ہائی لیڈر فیصلہ کرتا ہے۔۔۔۔ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ عوام کی آواز سن سکے۔۔۔۔آج میں عہد کرتا ہوں کہ مجھے دھمکی دے کر مجھے ڈرانے والے سن لے موت اس خدا کے ہاتھ میں ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے موت سے مجھے کوئی ڈر نہیں اللہ کے حکم کے بغیر دنیا کے پہاڑ بھی مجھ پر پھینک دو تو بھی تم مجھے نہیں مار سکتے۔۔۔میں اس

سال اپنا نامزد کرواؤں گا اور کسی قیوم باجوہ کو ہائی لیڈر کی کرسی نہیں لینے دوں گا۔۔۔ میں فاتح بن الیاس خود ہائی لیڈر بنوں گا اور کراچی کی آواز بنوں گا میں نے اپنے مقاصد اور فیصلہ خدا کے ہاتھ چھوڑا ہے جو تم سب سے اچھی سیاست کرتا ہے اگر ہمت ہے تو پہلے اس خدا سے لڑو پھر مجھ تک پہنچو۔۔۔اب قیوم باجوہ ہی کیا اسماعیل باجوہ بھی آجائے تو مجھے نہیں روک سکتے مجھے صرف آپ سب کے تعاون کی ضرورت ہے شکریہ۔۔۔۔۔" ہال میں سب اپنی نشستوں سے تالیاں بجاتے ہوئے اٹھے پورا ہاؤس گھونج اٹھا گارڈز۔۔۔نوکر۔۔۔سامعین سب تالیاں بجاتے رہ گئے۔۔۔آسمان تک تالیوں کی آواز سے گھونج اٹھا۔۔۔فاتح کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

سفیان نے سر موڑ کر اپنے باپ کو دیکھا۔

"واہ۔۔" عالم شاہ کے منہ سے نکلا۔

"ماما بابا جیت گئے ہیں نہ اس لئے کلیپنگ ہو رہی ہے" زوار نے بیڈ پر کھڑے ہو کر اپنی ماں سے پوچھا۔

"جی بیٹا آپکے بابا کبھی نہیں ہارتے کیونکہ ان کے ساتھ اللّٰہ ہوتا ہے" جنت نے زوار کا گال چوما۔

"یہ کیا بکواس ہے ظاہر اسد کو کال کرو جلدی۔۔۔"قیوم باجوہ غصے سے دھاڑا۔ظاہر کے بارہ بج گئے اس کا بیان فاتح کی طاقت بنا۔

اور ہر فاتح ہی یہ بات جانتا ہے کہ دشمن کی طاقت اس کی سب سے بڑی کمزوری ہوتی ہے۔

❤❤❤❤❤❤

شاہ ولا میں اب صرف خاموشی رہتی تھی کیونکہ چیخنے والی دونوں چڑیاں اجھڑ چکی تھیں۔رومیلہ صوفے پر بیٹھی سامنے پڑے ٹیبل کو دیکھ رہی تھی وہ کتنی دیر سے اس ٹیبل کو دیکھ رہی تھی۔فاریہ وہاں سے گزری تو نظر رومیلہ پر پڑی۔وہ چل کر اس کے پاس آئی۔فاریہ کا چہرہ دھکا ہوا تھا مگر اس میں وہ رونق نہیں تھی ہاتھوں میں مہندی اور بڑی چادر اپنے گرد لپیٹے وہ چھوٹے قدم اٹھا کر اس کے پاس آئی اور صوفے پر بیٹھی۔رومیلہ کی نظروں میں یا جسم میں کوئی حرکت نہ آئی۔

"رومیلہ کچھ کھایا ہے تم نے۔۔۔"اس نے رومیلہ کا ہاتھ پکڑا جس پر اب بھی مہندی لگی ہوئی تھی بھرے ہوئے ہاتھ۔رومیلہ نے نظریں موڑ کر اسے دیکھا۔

"یہ کیا ہوا رومیلہ۔۔۔۔۔کتنی خوشی سے گزر رہے تھے کیا ہوا یہ سب۔۔۔"فاریہ نے اپنی انگلیاں اس کے مہندی لگے ہاتھوں پر پھیرے۔رومیلہ اسے دیکھ رہی تھی ہلکی ہلکی جھپکا کر۔

"فاریہ۔۔۔۔"آج وہ اتنے دنوں بعد بولی تھی۔

"بولو فاریہ کی جان۔۔۔"فاریہ نے پیار سے اسے دیکھا۔

"وہ۔۔۔وہ لڑکا راحیل وہ کیوں آیا تھا۔۔۔میں نے تو کوئی تھپڑ نہیں مارا تھا اسے۔۔۔ہماری تو کوئی خاص بات نہیں ہوتی تھی بس ہم فرینڈز تھے اور پھر وہ سب ختم ہو گیا تھا پھر کیوں ہوا یہ سب ہاں۔۔۔"اس کی آنکھیں خشک تھیں کوئی نمی ان میں نہیں تھی وہ جیسے سوال کا جواب ڈھونڈ رہا ہو۔

"رومیلہ۔۔۔۔یہ دنیا ہے ہی ایسی دو پل خوشی کے میسر ہو جائیں تو غم کا وہ پہاڑ ٹوٹتا ہے کہ ہم ذہنی قوت کھو دیتے ہیں۔۔۔ضروری نہیں ہے پاگل ہو جانا ہی ذہنی قوت کھونے کی علامت ہو یہ جو چپ ہوتی ہے نہ یہ سب سے بڑا ہتھیار ہوتی ہے جو دشمنوں کیا دوستوں کے بھی دل چیر دیتی ہے۔۔۔تمہاری چپ تمہاری بھائیوں کے ضمیر پر بوجھ بن گئی ہے۔۔۔"رومیلہ نے یک دم اجنبی نظروں سے اسے دیکھا۔"تم کون ہو۔۔۔"رومیلہ کے منہ سے نکلے الفاظوں پر فاریہ نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔

"کیا ہو گیا میں فاریہ ہوں۔۔۔۔"فاریہ نے دیکھا کہ رومیلہ نے یک دم اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

"مم۔۔۔۔میں تمہیں نہیں جانتی۔۔۔۔۔تم کیوں آئی ہو میرے گھر جاؤ یہاں سے۔۔۔۔"رومیلہ یک دم کھڑی ہو گئی۔فاریہ کا ہاتھ منہ پر جم گیا۔

"رومیلہ یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔میں فاریہ ہوں ابھی تم مجھ سے باتیں کر رہی تھی"فاریہ بھی کھڑی ہوئی اور اس کے ہاتھ پکڑے۔

"ہا۔۔۔ہا جھوٹی جھوٹ بولتی ہو میں تو تم کو جانتی بھی نہیں۔۔۔جھوٹی جھوٹی لڑکی ہو تم۔۔۔پٹو مجھے جانے دو میرے کمرے میں۔۔۔" یہ کہہ کر رومیلہ تنگے پاؤں گیسٹ روم کی طرف بڑھی۔

"رومیلہ یہ تمہارا کمرہ نہیں ہے۔۔۔۔تمہارا کمرہ اوپر ہے" فاریہ تیز آواز میں چلائی۔

"اوئے جھوٹ مت بولو میں ابھی یہیں سے نکلی تھی۔۔۔اور تم جو بھی ہو دفع ہو جاؤ۔۔۔ہاں دفع پتہ نہیں کیوں منہ اٹھا کر اندر آ گئی۔۔۔۔" رومیلہ نے ٹھاکی آواز سے دروازہ بند کیا تو فاریہ نے آنکھیں بند کر لیں۔

" یا اللہ یہ کیا ہو گیا ہے۔۔۔" فاریہ افسردگی سے دروازہ دیکھا۔

"کیا ہوا فاریہ تم ٹھیک تو ہو۔۔۔یہ آوازیں کیسی تھیں

"اسے اپنے پیچھے عزوان کی بے چین سے آواز سنائی دی۔فاریہ اس کی طرف مڑی اور چل کر اس کے قریب آئی۔ اس کے برابر میں رک کر چہرہ موڑ کر دیکھا۔

"عزوان شاہ آپکی بہن اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا اور گیسٹ کو بقول اس کے اپنا کمرہ کہہ کر اندر چلی گئی۔۔۔۔یہ سب آپکی پھیلائی ہوئی گندگی ہے اس گندگی کو سمیٹ لیں یہ نہ ہو میں اور میرے بچے اس گندگی سے آلودہ ہوں سمجھ آئی بات۔۔۔۔" سرد اور تیکھا لہجہ۔اس نے آنکھیں بھیڑیں اور وہاں سے چلی گئی۔

عزوان نے ایک نظر گیسٹ روم کو دیکھا اور گہری سانس لے کر وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔رومیلہ تو کیا اسے تو اپنا دماغ بھی ماؤف لگ رہا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

وہ رات کو گھر میں داخل ہوا تو خوب چہچہاہٹ مچی ہوئی تھی ننھے ننھے بچوں کی چیخیں۔۔۔ایک عورت کی بولنے کی آوازیں یہی تو تھی فاتح بن الیاس کی زندگیاں۔۔۔۔

وہ اندر آیا تو ڈائننگ ٹیبل پر کھانا چنا ہوا تھا۔ خوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ابوذر نے جونہی اپنے باپ کو دیکھا پاگلوں کی طرح چیخنے لگا۔ جنت نے سر اٹھا کر دیکھا تو بس مسکرا دی اور ابوذر کو صوفے پر رکھ کر کھڑی ہوئی اور فاتح کے قریب۔

"کچھ زیادہ بڑے دعوے نہیں کر دیے آپ نے۔۔۔" فاتح کے آبرو اٹھے۔

"تمہیں میرے دعووں پر یقین نہیں ہے ہاں۔۔۔" جنت نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کوٹ اتارہ۔

"مجھے چلانا آسان تھا کراچی کو چلانا آسان نہیں ہے۔۔۔" فاتح چل کر صوفے پر بیٹھا ابوذر فوراً اس کی گود میں چڑھ گیا۔ باقی تینوں بچے آئی پیڈ پر کارٹون دیکھنے میں اتنے مو تھے کہ باپ کی آمد کا پتہ ہی نہیں چلا۔ فاتح ابوذر کو اٹھا کر کھڑا ہوا اور ان کے قریب گیا۔ وہ اب بھی ایسے ہی مگن تھے۔ جنت فاتح کا کوٹ رکھنے گئی تھی۔ فاتح جھکا اور زور سے ان کا آئی پیڈ کھینچ لیا بچوں نے چونک کر اوپر دیکھا۔

"بابا۔۔۔" زوار نے چور نظروں سے ماہی کو دیکھا جس نے تھوک گلے سے نگلا۔

"یہ ماما کا آئی پیڈ کس خوشی میں اٹھایا ہے میں منع کر چکا ہوں نہ کہ اس غلاظت سے دور رہو پھر کیوں اٹھایا۔۔۔" باپ کا سخت لہجہ دیکھ کر زونائشہ ان کے درمیان میں سے بلی کی طرح اٹھی۔ دوسرے دنوں بچے بنا پلک جھپکائے باپ کو دیکھ رہے تھے۔ ابوذر فاتح کی شرٹ پر لگے بٹنوں کا مشاہدہ کر رہا تھا ہر چیز سے بے نیاز۔۔۔ جنت اندر آئی تو آئی پیڈ فاتح کے ہاتھ میں دیکھ کر زبان دانتوں میں دبائی۔

"وہ فاتح یہ تنگ کر رہے تھے اس لئے دے دیا۔۔۔" اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"جنت یہ زہر ہے اور آئندہ کے بعد میں نے بچوں کے ہاتھ میں یہ دیکھا تو سرے سے اس کا نام ونشان ہی مٹا دوں گا۔۔۔" اس نے آئی پیڈ صوفے پر پھینکا۔ دونوں بچوں نے کنکھیوں سے آئی پیڈ کو دیکھا۔ زونائشہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی آئی پیڈ کے پاس گئی۔ "زونائشہ" فاتح کی آواز پر وہ چپ چاپ پیچھے ہو گئی اور جنت کے پاس چلی گئی۔

"اچھا چلیں آجائیں سب کھانا کھا لیتے ہیں" جنت نے معاملہ رفع دفع کیا۔ابوذر کو فاتح سے لیا۔

"بابا۔۔۔" ماہی نے فاتح کا ہاتھ پکڑا۔اس نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔

"جی۔۔۔کیا ہوا۔۔۔"فاتح نے نرمی سے سوال کیا۔

"بابا آج کیا دن ہے۔۔۔" بچی نے بڑی پر امید نظروں سے فاتح کو دیکھا۔

"کیا دن ہے بیٹا۔۔۔۔ منگل ہے آج"اس نے جیسے سوچتے ہوئے کہا۔بچی کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔

"جی میں نے سوچا آپ شاید بھول گئے ہیں۔۔۔"اور یہ کہہ کر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔فاتح نے کندھے اچکائے اور سربراہی کرسی پر بیٹھا۔

"جنت آج کیا دن ہے۔۔۔"فاتح کے اس سوال پر ماہی کا کھاتا ہاتھ رکا۔۔۔وہ ماں تھی اسے ضرور یاد ہوگا ماہی مسکرائی۔

"منگل ہے آج فاتح کیوں"اس نے ابوذر کے منہ میں تھوڑے سے چاول ڈالے۔

"اس کے علاوہ کچھ ہے۔۔۔"ماہی نے اپنی ماں کو دیکھا جس نے کچھ سوچ کر نفی میں سر ہلایا۔ماہی پر گھڑوں پانی گرا۔۔۔

"اچھا صحیح ہے۔۔۔۔میں یہ کہہ رہا تھا کہ "وہ کچھ بولنے لگا۔

"ایکسکیوز می" ماہی نیچے اتری اور کرسی اندر دھکیل کر جانے لگی۔

"بیٹا کھانا کیوں چھوڑ دیا۔۔۔"جنت نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔ماہی نے سخت نظروں سے اسے دیکھا پھر زوار اور زونائشہ کو دیکھا۔

"آپکے بچے آپ کے ساتھ ہیں ماما۔۔۔انہیں کھلائیں مجھے بھوک نہیں گڈ نائٹ"جنت کی بھنویں اس بات پر سکڑ گئیں۔ماہی آہستہ آہستہ قدم اٹھانے لگی۔

"ماہی رکو۔۔۔"فاتح کا لہجہ قدرے سخت تھا۔ ماہی نہ رکی اور آہستہ آہستہ قدم چلتی رہی۔ لمبے بالوں کو آدھا چھوٹے سے کیچر میں بند کیا ہوا وہ تھی پری لگ رہی تھی۔

"ماہی۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں رک جاؤ"فاتح کی آواز اتنی اونچی تھی کہ زونائشہ زوار کے ساتھ ابوذر کے بھی کھاتے ہاتھ رک گئے۔ ماہی کے قدم رکے۔

"فاتح۔۔۔"جنت نے ڈر کر اسے دیکھا مگر غصے میں کوئی اس سے بات نہیں کرتا تھا۔

"بیچ میں مت بولنا جنت۔۔۔"اس نے سربراہی کرسی دھکیلی اور اٹھ کر ماہی کی طرف گیا۔

"یہ کیا بکواس کر کے گئی ہو تم"فاتح نے سخت لہجے میں کہا تو ماہی نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"میں نے جو کہا ٹھیک کہا آپ لوگ اپنا ڈنر مت خراب کریں پلیز"اور سیڑھی چڑھنے لگی۔

"ماہی اگر ایک قدم بھی اوپر رکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"ماہی رکی اور مڑ کر گردن اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا پھر پیچھے ڈری ہوئی کھڑی جنت کو دیکھا۔

"آپ لوگوں سے برا کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔۔۔۔۔ جیسے ماما کو زونائشہ کے بارے میں سب پتہ ہوتا ہے اگر میری ماما ہوتیں تو انہیں آج پتہ ہوتا کہ کیا دن ہے لیکن بابا جب سے یہ اور ان کے بچے آئے ہیں۔۔۔ آپ بھی بھول گئے ہیں کہ آپ کی بیٹی ماہی کی زندگی میں کونسے دن خاص ہیں اور کون سے عام۔۔۔ مجھے نفرت ہے آپ سب سے نفرت۔۔۔۔ آئی ہیٹ یو بابا۔۔۔"وہ اتنا ہی بول سکی کہ فاتح کا الٹے ہاتھ کا تھپڑ بچی کے تھے گال پر پڑا تو وہ زمین پر جا گری، بال منہ پر بکھر گئے۔ جنت کے منہ سے چیخ نکلی اس نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے۔

"فاتح۔۔۔"جنت نے روندی آواز میں کہا اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ ماہی نے سر اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا اور کھڑی ہوئی۔ جنت کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ ماہی نے انگلیوں سے منہ سے نکلتا خون چھوا اور اسے دیکھا۔ ماہی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"بابا۔۔۔آج میری برتھ ڈے تھی۔۔۔گیفٹ کے لئے تھینکس" اور یہ کہہ کر روتے ہوئے تیز تیز سیڑھیاں چڑھنے لگی۔فاتح برف کا مجسمہ بن گیا۔فاتح کو کبھی اس کی برتھ ڈے خود سے یاد نہیں رہی تھی اور زونائشہ کی تین برتھ ڈے پر وہ اسے مختلف تحفے دے چکا تھا۔آج ماہی سات سال کی ہوگئی تھی اور سات سال میں ایک دفعہ بھی فاتح نے اسے برتھ ڈے وش نہیں کی تھی۔فاتح نے مڑکر جنت کو دیکھا۔

"کاش زونائشہ کی طرح تمہیں ماہی کے خاص دنوں کی بھی پرواہوتی۔۔۔مگر تم اپنے بچوں میں کھوگئی ہو جنت" فاتح کی آواز سے لگتا تھا کہ اس نے اپنے اندر کہیں بوجھ دبھا یا ہوا تھا وہ سیدھا جم روم میں چلا گیا۔زوار کرسی سے اترا اور کمرے میں چلا گیا جہاں زونائشہ وہ اور ماہی رہتے تھے۔جنت وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

شاہ ولا میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔سب لوگ اپنے اپنے ہجروں میں سو رہے تھے۔عزوان لان میں بیٹھا ہوا تھا۔سفید قمیض شلوار کے اوپر مہرون چادر اوڑھے وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔جب اسے کسی کی چاپ سنائی دی اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو آریان آتا دیکھائی دیا۔آریان چل کر اس کے قریب آیا۔

"بابا۔۔۔آپ کیوں سوئے نہیں" عزوان مسکرایا اور اسے اپنی گود میں بٹھایا۔

"نیند نہیں آرہی تھی بیٹا۔۔۔" عزوان نے مرجھائے ہوئے انداز میں کہا۔

"مجھے بھی۔۔۔" بچے نے ناک چڑھائی۔

"یہاں بہت ٹھنڈ ہے طبیعت خراب ہوجائے گی تمہاری" عزوان نے چادر سے اس کو ڈھکہ۔

"بابا ماما کیوں روتی ہیں" آریان نے سر اٹھا کر عزوان کو دیکھا۔

"کیوں ابھی کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔" عزوان نے اندھیرے میں اس کی شکل کو غور سے دیکھا۔

"ماما کی طبیعت خراب تھی فراج سو نہیں رہی تھی تو اس کو مارا ماما نے اتنا ذیادہ۔۔۔" عزوان گہرا سانس لیتا رہ گیا۔

urdu novels mania
www.urdunovelsmania.com

"چلو اندر چلتے ہیں اٹھو "اس نے آریان کے بازؤں میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور اندر چلا گیا۔

"میری زندگی عذاب بنا دی ہے تم باپ بچوں نے۔۔۔"فاریہ نے فراح کو زور سے جھڑکا تو وہ مزید رونا شروع ہو گئی۔

" یااللہ چپ کر جاؤ نہیں تو میں تمہارا گلا دبا دوں گی "اس نے اتنے زور کا تھپڑ بچی کے گال میں مارا کہ وہ بیڈ پر گری اسی دوران عزوان اندر آگیا اس نے تھپڑ کی آواز سن لی۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم فاریہ کیوں مار رہی ہو اسے "عزوان نے آریان کو نیچے چھوڑا اور فراح کو اٹھایا وہ عزوان کے کندھے پر سر رکھ کر رونا شروع ہو گئی۔

"میں اس دن پر لعنت بھیجتی ہوں عزوان جس دن میرا تم سے نکاح ہوا۔۔۔"وہ چلائی۔

"پلیز فاریہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو "اس نے فراح کو نیچے رکھا وہ بیڈ پر بیٹھے رو رہی تھی آریان اس کے پاس آیا اور پاکٹ سے ٹافی نکال کر اسے دی تو وہ ٹافی دیکھتے ہی سسکیاں لیتے ہوئے چپ ہو گئی۔" عزوان۔۔۔تم۔۔۔تم نے کیوں اس لڑکی کے ساتھ ایسا کیا تم صاف نیت نہیں ہو عزوان جس عزوان سے میں محبت کرتی تھی۔۔۔۔وہ ایسا تو نہیں تھا عزوان وہ ایسا نہیں تھا۔۔۔۔میرا عزوان مجھ سے کھو گیا ہے "اس نے سر گھٹنوں پر رکھ لیا۔

"فاریہ میری طرف دیکھو (عزوان نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے اوپر کیا) پلیز مت خود کو یوں ہلکان کرو میں مانتا ہوں میں نے غلطی کی ہے لیکن۔۔۔ تب میں اندھا تھا صرف اس سے تھپڑ کا بدلہ لینے کے لئے میں نے ایسا کیا۔۔۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے میری بہن پاگل ہو گئی ہے اسے بھرے میدان میں رخصتی سے پہلے طلاق ہو گئی میرے ضمیر پر اس سب کا بہت بوجھ ہے بجائے اس کے کہ تم مجھے سہارا دو تم کیا کر رہی ہو مزید میرے زخم کھرید رہی ہو "فاریہ نے ماتھا ہاتھ پر ٹکا لیا۔

"غزوان۔۔۔صرف ایک تھپڑ۔۔۔ایک تھپڑ کے بدلے میں تم نے اس کی عزت اس کا بچہ اس کا سب کچھ چھین لیا۔۔۔تم اس سے معافی مانگو غزوان معافی۔۔۔اور اگر معافی نہ مانگ سکے تو ہماری زندگیاں عذاب بنتی جائیں گی "آریان اپنے ماں باپ کو دیکھ رہا تھا۔

"تو بتاؤ خود کشی کر لوں اپنا گلا گھونٹ دوں (فاریہ نے یک دم اسے دیکھا) بتاؤ تاکہ تمہاری اور اس گھر کی زندگی آسان ہو جائے "فاریہ کہ آنکھوں سے آنسوں کا ریلہ نکلا۔

"میں تمھیں نہیں سمجھ سکتی غزوان بس مجھے موت آجائے اس بچے کو پیدا کرتے ہی میں مر جاؤں میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کا دل نہیں دکھا یا ہمیشہ سب کی پرواکرتی رہی۔۔۔لیکن اس لڑکی کی زندگی تباہ کر دی میں نے۔۔۔اس کے ہوتے ہوئے میں تم سے محبت کرنے لگ گئی۔۔۔بس غزوان اب میں نہیں رہ سکتی تم دیکھنا اس بچے کو پیدا کرتے ہی میں مر جاؤں گی پھر تم۔۔۔"وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے بول رہی تھی جب غزوان نے اس کی بات کاٹی۔

"چپ۔۔۔۔چپ کر جاؤ خبردار ایک لفظ مزید بولا خدا کے لیے سنبھالو خود کو ایسی باتیں مت کرو فاریہ خدا کا واسطہ ہے۔۔۔"غزوان نے اسے سینے سے لگا یا۔فاریہ اس کے سینے سے لگتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی جیسے کہیں دن کا وبال نکال رہی ہو۔غزوان نے اس کے سر پر پیار دیا اور بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

پیچھے بیٹھا آریان نیند سے بار بار لڑھک رہا تھا اور فراح نے ٹافی منہ سے نکال کر ہاتھ میں پکڑی۔ تھوک اور چپچپاہٹ سے فراح کا منہ اور کپڑے گندے ہو گئے تھے مگر اسے تو جیسے من و سلوا مل گیا ہو۔ماں جو بچوں کو سنبھالنے والی ہوتی ہے خود بکھر جائے تو بچوں کو دنیا کی کوئی ہستی ویسے نہیں سنبھال سکتی۔۔۔آج فاریہ بکھر چکی تھی ورنہ اس کے بچے پورے گھر میں سب سے صاف رہتے تھے۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر:24

فاتح کا محل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔رات کی ٹھنڈک اس قدر بڑھ گئی تھی کہ موروں اور طوطوں کو مجبوراً اپنے گرم گھروں میں گھسنا پڑا۔ابوذر جنت کی گود میں سو یا ہوا تھا۔جنت کا دوپٹہ کندھوں پر پھیلا ہوا تھا اور آدھا ابوذر کے منہ پر تھا۔بال کھلے ہوئے کمر پر پڑے ہوئے تھے۔سر ہتھیلی پر ٹکا یا ہوا وہ لگا تار ابوذر کو دیکھ رہی تھی۔

"جب سے یہ اور ان کے بچے آئے ہیں آپ بھول گئے ہیں کہ آپکی بیٹی ماہی بھی ہے۔۔۔"اس نے ابوذر کے ماتھے سے بال ہٹائے۔

"آئی ہیٹ موم بابا۔۔۔"جنت کی آنکھیں بھر آئیں۔اسے تھپڑ یاد آیا جس کی وجہ سے ماہی نیچے گر گئی تھی اور اس کے منہ سے خون نکلا تھا۔اس نے ابوذر کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا وہ ہلکا سا ہلا اور منہ جنت کے دوپٹے میں چھپا لیا۔کتنا سکون ہوتا ہے اس جگہ میں ماں کی گود۔۔۔دنیا کا کوئی ایسا مقام نہیں ہوتا جس میں انسان کو اتنا سکون ملا ہو جتنا ماں کی نرم گود میں ملتا ہے۔

جنت نے اسے اٹھایا اور جھولے میں رکھا جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی اس نے دوپٹہ کندھے پر ٹھیک کیا اور مڑ کر دیکھا۔فاتح کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔شرٹ کے اوپر والے بٹن کھلے ہوئے۔۔۔بال ماتھے پر بکھرے ہوئے۔۔۔چہرہ بجھا ہوا۔۔۔چیئرمین جو پوری اسمبلی کو سنبھالتا تھا گردن اکڑا کر سی کی ہتھ پر کہنی رکھ کر بیٹھنے والا فاتح آج کتنا مایوس اور ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا۔جنت کی نظر فاتح کے ہاتھ پر پڑی تو دھنگ رہ گئی۔ہاتھ کی انگلیوں کے جوڑ چھلے ہوئے تھے اور ان میں سے خون رس رس کر نکل رہا تھا۔جنت اس کے قریب گئی۔

"یہ کیا ہے فاتح یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔"اس نے فاتح کا ہاتھ پکڑا۔وہ کچھ نہ بولا بس لب بھینچ کر اپنے ہاتھ کو دیکھا جیسے درد چھپا رہا ہو۔

"یا اللہ یہاں بیٹھیں میں بینڈج کر دیتی ہوں۔۔۔"اس نے فاتح کو بیڈ پر بٹھایا اور خود وارڈروب سے جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس لے آئی۔

فاتح اسے خاموشی سے دیکھتا رہا اس نے خون صاف کیا۔۔دوا لگائی پھر ایک ایک انگلی پر پٹی باندھی۔۔آنکھوں میں آنسوں لیئے وہ یہ سب کر رہی تھی۔جنت نے بینڈج پوری کر کے اسے دیکھا۔وہ اسے دیکھ رہا تھا خاموشی سے پھر ہلکا سا مسکرایا۔

"تم روکیوں رہی ہو۔۔"فاتح کی آواز رندھی ہوئی تھی۔

"نہیں بہت نیند آئی ہے شاید اسی لیے۔۔۔"اس نے چیزیں باکس میں ڈالیں۔کتنا فرق تھا اس میں اور رانیہ میں وہ ہزار شکوے کرتی تھی اور جنت اس سے آنسوں چھپاتی تھی جو اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔

"نیند آئی ہوئی ہے اس لئے رو رہی ہو"فاتح نے خود کو نارمل کیا۔وہ بولی کچھ نہ بس ایک مسکراتی نظر اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ لیٹیں میں ہلدی والا دودھ لاتی ہوں۔۔"جنت کے گلے میں آنسوں اٹکے ہوئے تھے۔فاتح کھڑا ہوا اور اس کے عین سامنے کھڑا ہوا فرسٹ ایڈ باکس لے کر سائیڈ پر رکھا۔

"جنت سوری۔۔"اس نے گردن جھکا کر جنت کو دیکھا۔جنت اور اس کے قد میں زیادہ فرق نہیں تھا کیونکہ جنت کا قد لمبا تھا۔وہ کچھ نہ بولی بس نظریں جھکا کر آواز کے ساتھ رونے لگی۔جب ایک انسان کبھی آپ کے سامنے شکایت نہ کرتا ہو کوئی شکوہ گلہ نہ کرے پھر آخر میں آپ اس کو یوں جھڑک دیں۔۔۔دکھ تو ہوتا ہی ہے۔

"جنت سوری نہ یار۔۔۔۔میں غصے میں تھا"اس نے جملے پر زور دیا۔

"فاتح۔۔"اس نے سر اٹھایا نیلی آنکھیں بھری ہوئی تھیں"پتہ ہے ایک بات کہوں گی میں میرے اوپر آپکا احسان چڑھ گیا ہے۔۔۔۔چھ سال پہلے کیے جانے والے احسان یاد ہونگے آپکو۔۔۔۔بس میں پھنس گئی ہوں ان احسانات میں سخت اوپر سے نکاح آپکا پناہ دینا۔۔۔میری غلطی ہے کہ مجھے ماہی کی برتھ ڈے یاد نہیں رہی کیونکہ میں بہت مصروف ہوتی ہوں آج ابوذر کی طبیعت خراب تھی میں۔۔۔(آواز بھرآئی جس کی وجہ سے بولنے میں دکت ہوئی تھوڑی دیر خاموش ہوئی) میں ان عورتوں میں سے نہیں تھی جو پارٹیز وغیرہ کی روشنیاں بنیں جنہیں

اپنے بچوں کی تاریخ پیدائش یاد رہے زونائشہ میری کوکھ سے پیدا ہوئی تھی اس لئے میں نے اس کی تاریخ پیدائش لکھ لی جو مجھے یاد ہے لیکن ماہی آپکی پہلی بیوی کی بیٹی تھی مجھے کبھی اس کی تاریخ پیدائش پتہ ہی نہیں چل سکی ایک دو بار آپ نے بتا یا مجھے بھول گئی۔۔۔ لیکن آپ کی آج والی بات۔۔۔فاتح آپ مجھ جیسی بیوی ڈیزرو نہیں کرتے تھے۔۔۔آپ چیئر مین ہیں آپ اب ہائی لیڈر بھی بن جائیں گے اور میں غریب جس کا نہ باپ نہ بھائی طلاق یافتہ۔۔۔۔۔اور ایک نا مولود۔۔۔" وہ اس سے زیادہ نہ بول سکی اور سر جھکا کر رونا شروع ہو گئی۔فاتح ہلکا سا مسکرایا اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔

❤❤❤❤❤❤

صبح کا سورج ایک نئی امید لے کر طلوع ہوا۔فاتح بچوں کے بعد آفس جاتا تھا اس لئے دیر سے اٹھتا تھا مگر آج کی رات اس کے لئے بہت بے سکون تھی جب اسے جنت نے بتایا کہ ماہی کے ہونٹ اور ماتھے پر زخم ہے۔اس کی آنکھ کھلی تو جنت بستر پر نہیں تھی اس کا مطلب تھا بچے جاگ چکے ہیں۔وہ اٹھ کر بیٹھا اور ہتھیلیوں سے اپنی آنکھیں ملیں۔سامنے ابوذر صوفے سے ہاتھ ٹکائے کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا۔فاتح نے لحاف اوپر سے ہٹا یا اور واش روم میں گھس گیا۔تھوڑی دیر بعد جب نکلا تو قدرے ترو تازہ لگ رہا تھا۔منہ دھلا ہوا۔۔۔کپڑے البتہ وہی تھے اور بالوں پر گیلا ہاتھ مار کر انہیں پیچھے کیا تھا جس کے باعث آدھے پیچھے اور آدھے ماتھے پر تھے۔ابوذر اب زمین پر بیٹھا اپنی جوتیاں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔فاتح اس کے قریب گیا۔

"آجاؤ۔۔۔ابوذر باہر چلیں" اس نے بچے کی طرف ہاتھ بڑھائے تو بچہ فوراً جوتی چھوڑ کر اس کی طرف لپکا۔فاتح نے اسے اٹھایا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔محل نما سیڑھیوں سے اتر رہا تھا کہ نظر سامنے چپ چاپ کھانا کھاتی ماہی پر پڑی۔

"کھالو بیٹا بریک ٹائم تک بھوک لگے گی" جنت زوار کے منہ میں نوالہ ڈال رہی تھی مگر وہ تیوریاں چڑھا کر منہ پھیر دیتا۔زوار نے دیکھا فاتح آ رہا ہے۔اسے رات والا ماہی کا تھپڑ اور خون یاد آیا اس نے جلدی سے منہ کھولا جنت نے نوالہ اس کے منہ میں ڈالا اور مڑ کر دیکھا تو فاتح آتا دیکھائی دیا۔

"اچھا تب ہی۔۔۔۔۔تم لوگوں کو باپ ہی ٹھیک کرے گا میرے بس سے باہر کی چیزیں ہو تم لوگ "اس نے ایک نظر ماہی کو دیکھا جو چپ چاپ چور نظروں سے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔

"گڈ مارننگ بابا" زوار نے جوس کا گلاس منہ سے لگایا۔

"بیٹا گڈ مارننگ نہیں اسلام علیکم کہتے ہیں۔۔۔"اس نے سربراہی کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھا۔ابوذر کو گود میں بٹھایا۔

"میں کلثوم کو ناشتے کا کہہ کر آتی ہوں" جنت نے اٹھتے ہوئے کہا فاتح نے مسکرا کر سر ہلایا۔وہ چلی گئی۔فاتح نے گہرا سانس لیا اور ماہی کو دیکھا وہ اب خاموشی سے سر جھکائے پلیٹ دیکھ رہی تھی۔فاتح اور جنت ان ماں باپ میں سے نہ تھے جو غلطی کے بعد بھی بچوں کو کچھ نہ کہیں اور دوبارہ لاڈ پیار کریں۔فاتح ہلکا سا کھنکارا۔

"ہمارے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صحابہ تھے بہت نیک اور اچھے انسان تھے (زوار نے دلچسپی سے اپنے باپ کو دیکھا البتہ ماہی کا سر اب بھی پلیٹ پر جھکا ہوا تھا اور ابوذر کے ہاتھ میں چمچ آگئی تھی) جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اور صحابہ نے دیکھا کہ ان کی روح نہیں نکل رہی اور وہ تکلیف میں ہیں تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی۔۔۔انہوں نے کہا اس کی ماں ہے تو صحابہ نے کہا جی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جاؤ انہیں بلا کر لاؤ (ماہی نے ہلکا سا سر اٹھا کر فاتح کر دیکھا جیسے اسے کہانی اچھی لگی ہو) جب صحابی رضی اللہ کی ماما کو بلایا تو ان سے پوچھا کہ اس کا آپ کے ساتھ برتاؤ کیسا تھا۔۔۔صحابی کی ماما نے کہا کہ یہ مجھ سے بہت بدتمیزی کرتا تھا اونچی آواز میں بات کرتا تھا مجھے اس کی باتیں بہت تکلیف پہنچاتی تھیں (اب ماہی بنا پلک جھپکائے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیا آپ اسے معاف کریں گی تو ان کی ماما

نے کہا کہ میں اسے معاف نہیں کرتی اس نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی بری باتیں کہہ کر نبی صلی اللہ علیہ و سلم خاموش ہو گئے اور پھر اور صحابہ کو حکم کیا کہ لکڑیاں جمع کر کے آگ لگاؤ اور اسے جلادو (ماہی اور زوار کے منہ کھل گئے البتہ ابوذر کو تو قصے کی الف بے بھی سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اب بھی چمچ کو منہ میں ڈالے کھیل رہا تھا) ان کی ماں تڑپ اٹھیں اور کہا میرے بیٹے کو کیوں جلارہے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے کہا کہ آپکا بیٹا تو بہت نیک اور نمازی تھا لیکن جب تک آپ اسے معاف نہیں کریں گی اللّٰہ بھی اسے معاف نہیں کرے گا اور پھر یہ ہمیشہ یوں ہی جہنم میں جلتے رہیں گے اور ابھی ان کی روح نہیں نکل رہی اس لئے ہم اسے جلارہے ہیں اگر آپ اسے بخش دیں تو اللہ ان کا معاملہ آسان کرے گا۔۔۔(فاتح سانس لینے کو رکا ماہی کی آنکھیں نم ہو گئیں) ماں تو بہت رحم دل ہوتی ہے وہ اپنے بچوں کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی جیسے آپ لوگوں کی ماما ہیں ماہی کا خون دیکھ لیا تو ساری رات بار بار اٹھ کر ماہی کو دیکھتی کہ میری بیٹی کیسی ہے۔۔۔(ماہی نے، شرمندگی سے سر جھکا لیا) اور آخر میں جب ان کی ماما نے انہیں معاف کر دیا تو اللّٰہ نے بھی انہیں معاف کر کے جنت میں بھیج دیا" واقعہ ختم ہوا تو زوار نے پہلے اپنے باپ کو دیکھا پھر ماہی کو۔

"بابا میں تو نہیں اونچا بولتا نہ ماما سے" زوار نے کیسے اپنے کردار کی تصحیح کی۔فاتح مسکرایا۔

"بابا اللّٰہ مجھے جہنم میں جلائے گا" اس نے روتے ہوئے کہا۔

"اگر آپکی ماما نے معاف نہ کیا تو ورنہ پھر آپ تو عام لڑکی ہو وہ تو صحابی تھے ان کے ساتھ اتنا سخت معاملہ تھا تو آپکے ساتھ کیا ہو گا سوچو" ماہی کے چہرے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ پریشان ہو گئی ہے۔

ہونٹ پر زخم اور ماتھا پر نیل۔۔۔سکول یونیفارم میں ملبوس بالوں کو اونچی پونی میں کسا ہوا وہ ہمیشہ کی طرح فاتح عالم کی بیٹی لگ رہی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے جلدی سے لے کر آؤ۔۔۔" جنت دوپٹہ ٹھیک کرتی ہوئی کچن سے نکلی۔ جو ڈائینگ روم سے کافی دور تھا۔

"بابا ماما مجھے معاف کریں گی "اس نے جلدی سے پوچھا۔

"اگر ان کا آپکی بات سے زیادہ دل دکھا ہوا تو نہیں کریں گی ورنہ کر دیں گی "جنت کمرے میں داخل ہوئی اور فاتح کی دائیں طرف بیٹھی اور ابوذر کو اٹھا لیا۔ ماہی نے فاتح کو دیکھا تو فاتح نے اسے اشارہ کیا۔

"ماما۔۔"اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ہوں "اس نے ابوذر کے سامنے پیالہ رکھا اور انڈہ چھیلنے لگی۔

"ماما سوری۔۔۔۔"جنت نے ہلکی سی نظر اٹھا کر فاتح کو دیکھا جو ٹیبل پر بازو رکھے پر سکون نظروں سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میں نے تمہیں ایک چانس دیا تھا اب کوئی سوری نہیں "جنت نے سخت لہجے میں کہا۔

"ماما ماہی کو معاف کر دیں ورنہ اللہ انہیں آگ میں ڈال دیں گے "زوار نے التجائیہ نظروں سے ماں کو دیکھا۔

"خبردار زوار۔۔۔ بار بار کی جانے والی غلطیوں کی معافی نہیں ہوتی ماہی نے بہت غلط باتیں کی کل میں اسے نہیں معاف کروں گی "اس نے انڈے کی چیچ ابوذر کے منہ میں ڈالی۔ فاتح اب بھی مسکرا رہا تھا۔

"پلیز بابا ماما سے کہہ دیں نہ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ آئندہ کبھی نہیں کروں گی پرانا "بچی نے ماں کا بازو پکڑا۔

"میں نے اپنا دن رات ایک کر کے تم لوگوں کو پالا اس لئے کہ مجھے ایک برتھ ڈے کے لئے اتنا جھڑکو جیسے ملازموں کو جھڑکتے ہیں۔۔۔۔ کوئی معافی نہیں تمہارے لئے جاؤ باہر صفدر انکل انتظار کر رہے ہیں آجاؤ سکول۔۔۔"جنت نے مصنوعی خفگی دیکھائی۔ ماہی رونا شروع ہو گئی زوار نے پریشانی سے ماہی کو دیکھا۔ جنت نے ہلکا سا مسکرا کر فاتح کو دیکھا ان کی بیٹی کو غلطی کا احساس تھا۔ فاتح نے سر ہلایا کہ اب معاف کر دو۔

"ٹھیک ہے میں تمہیں معاف کرتی ہوں (بچی نے یک دم سر اٹھا کر دیکھا) لیکن ایک شرط پر کہ تم دوبارہ یہ الفاظ نہیں بولو گی ورنہ میں تم سب چھوڑ کر چلی جاؤں گی "ابوذر کو انڈا ختم کروا کر اس نے نیپکن سے اس کا منہ صاف

کیا۔"پکا واعدہ ماما اب نہیں کرتی گاڈ پرامس۔۔۔۔تھینک یو ماما"اس نے آنسوں پونچھے اور کرسی سے نیچے اتر کر جنت کے گال پر پیار دیا۔فاتح کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔جنت نے بھی ماہی کے ماتھے پر پیار دیا۔

"اب جاؤ شاباش۔۔۔۔جاؤ انکل نے کب کی گاڑی نکال لی تھی"زوار بھی خوش ہوگیا اور نیچے اترا۔

"اللہ حافظ ماما اللہ حافظ بابا"دونوں نے ساتھ دور سے ہاتھ ہلائے۔ابوذر نے انہیں دیکھا تو اپنا تھا ہاتھ ان کی طرف ہلایا۔بچے چمچماتی خالی گاڑی جس کے پیچھے دو گارڈز بیٹھے ہوئے تھے میں بیٹھ کر اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

شاہ ولا میں وہی بے رونق صبح طلوع ہوئی۔ہر طرف سگواریت اور خاموشی کی لپیٹ۔عالم شاہ لان میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔جب سفیان ادھر آکر بیٹھا۔خاموشی سے اپنے باپ کو دیکھا جو آنکھوں میں گلاسز لگائے مگن اخبار پڑھ رہے تھے۔

"مشی۔۔۔۔مشی کافی لے آؤ۔۔۔"سفیان نے اونچی آواز میں کہا۔

"ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہے"عالم شاہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بولو۔۔۔کیا بات ہے"انھوں نے واپس نظریں اخبار پر مرکوز کر لیں۔مشی کافی کا کپ لے کر آئی۔

"ڈیڈ میں وہ فیکٹری شروع کرنے لگا ہوں کپڑے کی فیکٹری۔۔۔بہت محنت سے اسے تو ڑ چڑھا یا ہے بس اب شروع کرنا ہے"مشی کی بھنویں اٹھ گئیں۔اس نے چور نظروں سے سفیان کو دیکھا۔

"ہاں۔۔۔یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن تمہیں اس کے لئے ڈاکومنٹس بنوانے پڑے گے جو کافی مشکل سے بنتے ہیں۔۔۔"نوکرانی نے قدم موڑے اور آہستہ رفتار میں چلنے لگی۔

"ڈیڈ وہ بھی میں نے تیار کروالئے ہیں اور ورکرز بھی بہت سے مل گئے ہیں اب اب اس کو کھوانا ہے دعا کریں وہ چل جائے ہمیں بہت فائدہ ہوگا اور۔۔۔۔"مشی اندر آگئی آوازوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔وہ جلدی سے کچن میں آئی

جہاں ایک ملازمہ دن کے کھانے کا انتظام کر رہی تھی۔ مشی نے موبائیل اٹھایا اور ایسی جگہ تلاش کی جہاں کوئی نہ ہو۔ گیسٹ روم میں گئی اور جلدی سے کال ملا کر موبائیل کان کے ساتھ لگایا۔

"ہیلو بٹلر۔۔۔ میرے پاس میم کے لئے ایک خبر ہے" وہ سفیان کی گفتگو کا لفظ لفظا اسے بتانے لگی۔ دوسری طرف بٹلر کی آنکھیں چمک گئیں۔

"شاباش مشی لیکن مجھے نہیں لگتا کہ میم اتنا بڑا کوئی کام کریں گی ان میں اتنی ہمت نہیں۔۔۔" مشی نے باہر جھانکا۔

"میرا کام تھا خبر پہنچانا سو پہنچا دی اب کال بند کرو" اور یہ کہہ کر اس نے فوراً ریڈ بٹن کو دبا دیا۔ کال بند ہوئی تو بٹلر نے جلدی سے جنت کو کال کی وہ لان میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی اور سامنے ابوذر واکر میں کھیل رہا تھا۔ موبائیل بجنے پر اس نے کتاب میں انگلی ڈال کر اسے ہلکا سا بند کیا اور کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو۔۔۔ میم" بٹلر نے تذبذب لہجے میں کہا۔

"ہاں بولو بٹلر۔۔۔" اس نے کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھی۔

"میم آپ کے لئے خبر ہے سفیان شاہ اپنی کپڑے کی فیکٹری شروع کرنے لگا ہے جس سے ان کو بے حد فائدہ ہوگا اور اس کی وجہ سے فارن کمپنی ڈالرز میں ان سے کپڑا خریدے گی" جنت ایک دم سیدھی ہوئی۔ اس کا دماغ بجلی کی طرح چلنے لگا۔ اس نے پیچھے کھڑے گارڈز کو دیکھا اور انہیں ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ تینوں وہاں سے ہٹ گئے۔" واہ بٹلر واہ میرا آخری وار جو میں چھپ کر کروں گی" اس نے جوش سے کہا۔

"آپ کیا سوچ رہی ہیں میم۔۔۔"

"بٹلر تم میرے لیے کیا کر سکتی ہو" دھوپ ان کے جسم کو گرمائش مہیا کر رہی تھی۔

"میم آپ کے مجھ پر بہت احسان ہیں میں آپ کے لئے جان بھی دے سکتی ہوں۔۔۔ آپ حکم تو کریں۔۔۔"

جنت کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس نے ابوذر کو دیکھا جو واکر پر بنے پیانوں سے کھیل رہا تھا۔

"یہ آخری کام ہے جو تم میرے لیے کروگی اس کے بعد میں تمہیں کیلی فورنیا بھیج دوں گی بس آخری کام۔۔۔"اس نے گردن گھما کر دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا۔

"بولیں میم کیا کام ہے۔۔۔"اس نے بے چینی سے کہا۔

"آج رات تم۔۔۔۔۔"وہ اسے سارا کام سمجھانے لگی بٹلر ایک پل کے لئے ڈری بھی لیکن پھر خود کو حوصلہ دیا مالکن بول رہی تھی اور غلام سن رہی تھی جنت نے سارا پلین بتا کر کال بند کی اور موبائل کو دیکھا۔

"اب تمہیں میری طاقت کا پتہ چلے گا غزوان شاہ"اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چھا گئی۔ٹانگ پر ٹانگ رکھی اور کتاب کھول کر پڑھنا شروع ہو گئی۔آسمان زمین آج اسے خوشی سے دیکھ رہے تھے وہی تو تھے جو اس کے غم میں روئے تھے۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر:25

رات کا سناٹا تھا گھپ اندھیرہ۔۔۔شاہ ولا کے مکین اپنے ہجروں میں سو رہے تھے۔رشنہ اور سفیان بھی گہری نیند سو رہے تھے۔جب ماحول کے سکون میں کسی میوزک نے خلل ڈالا۔رشنہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سفیان کے موبائل کی بیپ بج رہی ہے۔

"سفیان۔۔۔سفیان اٹھیں آپکے موبائل میں کال آ رہی ہے۔۔۔آٹھ جائیں نہ"وہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اسے جگانے لگی۔وہاں اب ایک سنگل بیڈ اور تھا جہاں ان کے دونوں بچے سوتے تھے۔صارم اور عامر۔۔۔۔سفیان یک دم اٹھا اور مڑ کر رشنہ کو دیکھا جیسے کوئی آفت آ گئی ہو پھر موبائل کی آواز آئی تو اسے اٹھایا۔

"یہ کس ظالم کو ابھی میری یاد آ گئی ہے"اس نے مرے مرے لہجے میں کہا اور کال اٹینڈ کر کے کانوں کے ساتھ لگایا۔

"ہاں بولو خلجی۔۔۔۔۔"وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور منہ پر ہاتھ پھیرا۔

"واٹ۔۔۔"پورے کمرے میں آواز گھونجی۔ رشنہ ایک دم سیدھی ہوکر بیٹھی اور سفیان اس کے ہونٹ نیلے پڑنے لگے تھے۔

"دیکھو کہہ دو کہ سر یہ سب مذاق ہے"اس نے کپکپاتی آواز کے ساتھ کہا۔

"یا اللّٰہ جی۔۔۔"سفیان سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ موبائیل میں کال بند ہوگئی تھی۔

"سفیان خیریت کیا ہوا"اس نے سفیان کی ران پر ہاتھ رکھا۔ وہ کچھ نہ بولا بس یوں ہی سر پکڑ کر بیٹھا رہا۔

"سفیان بتائیں نہ کیا ہوا خلجی کیا کہہ رہا تھا۔۔۔پلیز بتادیں"رشنہ کی پریشانی مزید بڑھ گئی۔

"رشنہ رات ورات کسی نے ہماری پوری فیکٹری کو آگ لگادی(رشنہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا)ساری فیکٹری کوئی اکی دکی چیز نہیں جلی میری چھ سال کی ساری محنت راکھ بن گئی ہے پیپرز وغیرہ سب کچھ وہیں تھا۔۔۔خدا یا یہ کیا ہوگیا میرا خون پسینا تھا وہ فیکٹری"اس نے منہ پر دونوں ہاتھ پھیرے۔

"سفیان یہ کیا۔۔۔کیا ظلم ہوگیا ہے وہ تو کپڑے کی فیکٹری تھی کپڑا بہت آگ پکڑتا ہے اف۔۔۔"رشنہ بھی پریشان ہوکر بیٹھ گئی۔

"ایک منٹ۔۔۔"سفیان یہ کہہ کر باہر چلا گیا۔

کچھ دیر بعد عالم شاہ غزوان۔۔۔وکرم فارس شاہ اور سفیان وہاں پہنچ گئے۔ وہ اس وقت فیکٹری کے اندر موجود تھے۔ باہر پولیس موبائل کی آواز فضا میں گھونج رہی تھی۔ سفیان نے پوری فیکٹری دیکھی اس کی کوئی چیز سلامت نہیں رہی تھی۔ کروڑوں کا سامان آیا تھا اس فیکٹری کا لیکن ایک روپے کا سامان بھی نہ بچا۔ شاہ ولا کہ اوپر تو جیسے پہاڑ آگرے ہوں۔ پولیس ہر ہر جگہ کو چیک کر رہی تھی۔

کمشنر سفیان لوگوں کے پاس آیا۔

"سر ہم نے دیکھ لیا یہاں کوئی تار شارٹ نہیں ہوئی اسے بڑی پلیننگ کے ساتھ جلایا گیا ہے" سفیان نے لب بھینچ لیئے۔ غزوان نے اطراف میں نظر دوڑائی ہلکی ہلکی آگ اب بھی کہیں جگہ جل رہی تھی دیواریں تک کالی ہو گئی تھیں۔

"کس نے کیا یہ کچھ پتہ چلا۔۔۔" وکرم نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں سر کوئی فنگر پرنٹ کوئی نشانی کچھ بھی نہیں ملی البتہ یہ ملا ہے۔۔۔" اس نے ایک چٹھ سفیان کی طرف بڑھائی۔ سفیان نے اسے پکڑا سب مرد ایک ہی جگہ جمع تھے۔

"وقت بدلتے وقت نہیں لگتا۔۔۔ ڈوگڈ ہیوگڈ۔۔۔ ہیو آ نائس ڈے" اور فرقہ ختم۔ غزوان نے تھوک نگلا۔

"جنت۔۔۔" سفیان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"لیکن سفیان وہ ایک لڑکی اتنا بڑا کام کیسے کر سکتی ہے" فارس نے بے یقینی انداز میں کہا۔

"وہ ایک لڑکی نہیں ہے اب۔۔۔ وہ ایک لڑکی نہیں ہے" پہلے جملے میں وہ چلایا اور دوسرے میں کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"آپ لوگ اسے جانتے ہیں ہمیں بتائیں ہم اسے اریسٹ کر لیں" کمشنر نے کاغذ کی طرف اشارہ کیا۔

"سر عدالت ثبوت مانگتی ہے ایک بھی کوئی ٹھوس ثبوت ہے آپ کے پاس" وکرم جل کر بولا۔

"یہ ٹھیک ہے بھئی ہم محنت کرتے رہیں اور وہ ایک ایک کر کے ہماری محنت ضائع کرے" فارس نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالے۔ غزوان اب تک بے یقینی سے فیکٹری کو دیکھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔ (غزوان کی آواز پر سب نے اسے دیکھا) یہ وہ نہیں کروا سکتی۔۔۔ یہ کام اس کا نہیں ہے مجھے یاد ہے وہ اتنی ڈری سہمی لڑکی ہوتی تھی کہ سمندر کو دیکھ کر رونا شروع ہو جاتی تھی وہ ایک پوری فیکٹری کیسے جلا سکتی ہے" غزوان نے پیچھے فیکٹری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اونچی آواز میں بولا۔

"وقت بدلتے وقت نہیں لگتا غزوان چھ سال میں دنیا بدل جاتی ہے وہ چھ سال تک خاموش رہی خود کو اس کام کے لئے تیار کرتی رہی۔۔۔اور اب دیکھ سکتے ہو وہ کتنی تیار ہوئی" سفیان نے ایک ایک لفظ چبھا کر بولا۔وہ سب فیکٹری سے باہر نکلے دور درختوں کے پیچھے بینچ پر بیٹھی بٹلر نے کان میں لگے آلے پر ہاتھ رکھا۔

"کام ہو گیا میم اب مجھے آپ کیلی فورنیا بھیجیں گی اور پھر ہمارا ساتھ ختم یہ کام کر کے آپکے سارے احسان میرے سر سے اتر گئے ٹھیک ہے نہ" بٹلر نے کہا دوسری طرف سے ہامی بھری گئی۔رات میں ہر طرف سناٹا اور سکون تھا سوائے شاہ ولا کے جواب اکثر بے سکون رہتا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

غزوان نے گلدان پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔سب شاہ ولا کے مکین ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

"کتنا۔۔۔کتنا نقصان ہوا ہے ہمارا جانتے ہو تم" وکرم دھاڑا۔

"صرف تمہاری وجہ سے غزوان تمہاری بکواس حرکتوں کی وجہ سے خمیازہ ہمیں بھگتنا پڑا" سفیان نے وکرم کی بات کو جاری رکھا۔غزوان کی غصے کی وجہ سے گلے کی رگیں ظاہر ہو رہی تھیں۔

فاریہ نے نظریں اٹھا کر اپنے خاوند کو دیکھا اور افسردگی سے سر جھکا لیا۔

"میں نے چھ سال لگائے ہر ایک روپیہ اس فیکٹری کی وہ بڑی بڑی مشین لانے میں لگایا جن میں سے آدھے سے زیادہ تو جل کر ناقابل استعمال ہو گئی۔۔۔یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے" سفیان صوفے پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"سفیان بیٹا اس میں غزوان کا کیا تعلق ہے تم لوگ اسے کیوں جھڑک رہے ہو" زلیخہ نے غزوان کو دیکھا جواب تک ویسے ہی کھڑا تھا۔

"اس کا کام صرف ہماری کمائی کھانا ہے تائی امی ایک سال ہوا ہے اسے کمپنی میں جاب کرتے ہوئے ہوا کیا صرف نقصان بس۔۔۔میں نے اور سفیان نے عمر لگا دی اس فیکٹری کو تو ڑ چڑھانے کے لئے اور ایک ہی رات میں اس کی معشوقہ نے اسے جلا دیا" وکرم انتہائی اونچی آواز میں چلایا۔

"بس کردیں وکرم بھائی اگر عزوان بیٹھ کر کھاتا ہے تو آپکا بھائی کون سا کام کرتا ہے ہاں۔۔۔وہ بھی اپنی بیوی بچوں کا پیٹ بھرتا ہے سفیان بھائی اور آپکی کمائی سے "یہ فاریہ کے الفاظ تھے سب نے بے یقینی سے اسے دیکھا کائنات کے دونوں آبرو اٹھ گئے۔عزوان نے آنکھیں میچ لیں۔

"اگر کھاتا ہے تو اس کی کوئی معشوقہ آکر روز ہمارے کام خراب نہیں کرتی بات سمجھ میں آئی زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔۔"صوفیہ بیگم ایک دم سے کھڑی ہو گئیں۔

"عزوان نے اسے نہیں کہا تھا کہ یہ سب کرے اور اگر اتنے نیک پارسہ بنتے ہیں نہ آپ لوگ تو پہلے ہی اس لڑکی کے ساتھ انصاف کرتے تب تو کوئی اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا"اس نے صوفیہ کو منہ توڑ جواب دیا۔

"فاریہ اپنی تمیز میں رہ کر بات کرو"سفیان نے گردن اٹھا کر اسے جھڑکا۔

"کیوں تمیز سے بات کروں تمیز صرف میرے اور میرے شوہر کے لیے بنی ہے ہاں۔۔۔آپ لوگ جو کہتے رہے ہمیں ہم خاموش رہیں ہماری زبانیں ہمارا دل نہیں ہے کیا"سب کے آبرو اٹھ گئے یہ فاریہ بول رہی تھی۔

"تمہارے شوہر نے ہی اس لڑکی جنت بائی داوے جو بھی ہے اس کے ساتھ غلط کیا۔۔۔اور اب وہ روز کوئی نیا تماشہ کھڑا کرتی ہے"کائنات نے طنزآمیز لہجے میں کہا تو فاریہ نے اسے دیکھا۔

"اس لڑکی کا اگر اتنا ہی خیال تھا تو اس وقت یقین رکھنا چاہیے تھا جب فاتح الیاس نے کال کی تھی آپکو سفیان بھائی تو کیوں نہیں گئے ہاں تب آپکا یہ اعلی ظرف کہاں تھا مسئلہ پتہ ہے کیا ہے آپ لوگوں کا جو آپکی نظر میں برا بن جائے وہ کسی صورت اچھا نہیں ہو سکتا۔۔۔پہلے جنت اور اب عزوان"سفیان کھڑا ہو گیا۔اکرم فاریہ کے قریب آیا۔حمدان نے عزوان کو دیکھا کہ شاید یہ کچھ بول جائے مگر وہ صرف کھڑا ڈائننگ ٹیبل کو گھور رہا تھا۔

"لڑکی اپنی زبان کو لگام دو۔۔۔۔بات سمجھ آئی"اکرم نے سخت لہجے میں چبھا چبھا کر کہا۔عزوان اس کی طرف مڑا اور چل کر تھوڑا قریب آیا۔

"نہیں دوں گی لگام مجھ سے نہیں سنی جاتی اپنے شوہر کے خلاف اتنی باتیں جو قسمت میں لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا اگر عزوان کو کسی نے کچھ بھی کہا یا جائیداد وغیرہ کا مسئلہ شروع کیا یا میرے عزوان کو کسی نے اس گھر سے نکالنے کی ہمت کی تو ایک بات یاد رکھنا کہ یہ اور اکرم بھائی بھی اس گھر میں نہیں رہیں گے بات سمجھ آئی۔۔۔"اس نے تلخ نظروں سے کائنات کو دیکھا۔

"فاریہ اپنی بکواس بند رکھو۔۔۔"اکرم نے اپنا ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ عزوان نے اس کا فضا میں موجود ہاتھ پکڑ لیا۔ ذلیخہ بیگم نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لئے۔یہ وہ شاہ ولا کے مکین نہیں تھے جو چھوٹی سے چھوٹی بات بھی ایک دوسرے کو بتا کر حل کرتے تھے۔

"سوچنا بھی مت اکرم صاحب کہ میری بیوی کو تھپڑ ماریں گے آپ۔۔۔پہلے اپنی اس ذہر آلود بیوی کو سنبھالو پھر میری بیوی کو کچھ کہنا بات سمجھ آئی "اور زور سے اس کا ہاتھ نیچے گرایا۔

"وہ لڑکی چھپ کر بیٹھی ہے سامنے آئے گی تو دیکھیں گے کہ اس کی طاقت کی وجہ کون بنا ہے فل حال اپنی اپنی بکواس اپنے پاس رکھو سب"روتی ہوئی فاریہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر اندر چلا گیا۔

"اکرم بھائی آج میرے بابا ہوتے تو آپ کو یہ حرکت نہ کرنے دیتے"حمدان نے افسردگی سے کہا اور ملائکہ کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔جنت کی جیت اور شاہ ولا کی ہار تو ابھی باقی تھی۔

❤❤❤❤❤❤

وقت یوں ہی گزرنے لگا۔جنت اب خاموش ہو گئی لیکن شاہ ولا کے مکینوں میں ایسی لغزشیں پیدا ہو گئی تھیں جنھوں نے ان کے دلوں میں نفرتیں پیدا کر دی تھیں۔الیکشن کے دن قریب آ چکے تھے اور فاتح الیاس کے فینز اس قدر زیادہ ہو گئے تھے کہ قیوم باجوہ مایوس ہو گیا۔عوام اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی کیونکہ فاتح نے اس کے بے ایمانی کو ان الفاظوں میں بیان کیا جس کا کوئی جواز نہیں تھا۔

فاتح کنٹرول چیئر میں بیٹھا فائل پر جھکا اسے غور سے پڑھ رہا تھا۔کوٹ سائیڈ پر رکھا ہوا آستینیں کہنیوں تک چڑھائی ہوئی۔بال پیچھے کئے ہوئے۔وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ اور بارعب لگ رہا تھا۔جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ۔۔۔"اس نے بغیر سر اٹھائے کہا۔سائمن اندر آیا۔

"سر۔۔۔سفیان شاہ آیا ہے"فاتح نے یک دم سر اٹھا کر دیکھا۔

"خیریت وہ کیوں آیا ہے آج"اس نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں سر۔۔۔"اس نے کندھے اچکائے۔

"بھیجو اسے اندر"سائمن سر ہلا کر چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد سفیان کمرے میں داخل ہوا۔فاتح نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔مر گئی تو دفنا دینا اسے میں تو کہتا ہوں کہ اس بدکردار لڑکی کو یوں ہی گھڑے میں پھینک دو۔۔۔"اسے خون میں لت پت بے ہوش جنت نظر آئی۔منظر ماضی غائب ہوا تو وہی چیئر مین کا کمرہ سامنے آیا۔سفیان کمرے کے دروازے کے پاس کھڑا تھا۔

"آؤ آؤ سفیان۔۔۔۔آؤ بیٹھو۔"اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔سفیان کرسی پر بیٹھا۔

"کیسے ہو فاتح"اس نے غور سے فاتح کو دیکھا۔عمر بڑھ جانے کے بعد بھی وہ ویسا ہی فٹ اور گڈ لک تھا ہمیشہ کی طرح اطمینان والا چہرہ۔۔۔۔

"الحمداللہ میں ٹھیک تم سناؤ کیسی گزر رہی ہے لائف"فاتح نے کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی اور سفیان کو دیکھنے لگا۔

"میں ایک غریب،لاوارث،طلاق یافتہ اور نامولود۔۔۔"جنت کا روتا چہرہ فاتح کی آنکھوں کے سامنے آیا اس نے سر جھٹکا۔

"بہت بری گزر رہی ہے۔۔۔پہلے بہن کو رخصتی سے پہلے طلاق (فاتح کے آبرو اٹھ گئے)اور پھر رات و رات پوری فیکٹری جل کر بھسم ہو گئی یار"فاتح ایک دم سیدھا ہوا۔

"وہ جو مجھ سے زمین لی تھی وہ والی" سفیان نے سر ہلا دیا۔

"کیسے ہوا یہ سب۔۔۔" فاتح کے چہرے پر کوئی پریشانی نہیں تھی۔

"پتہ نہیں یہ سب اتفاق نہیں ہے یہ کوئی کروا رہا ہے فیکٹری سے تو ہمیں چٹھ بھی ملی جس میں لکھا تھا کہ وقت بدلتے وقت نہیں لگتا۔۔۔ ڈوگڈ ہیوگڈ۔۔۔" فاتح کا منہ ایک پل کے لیے کھلا پھر اس نے خود کو کنٹرول کیا۔ (واہ اتنی معصوم دکھتی ہو کیا کر ڈالا)

"تمہیں کیا لگتا ہے کون کروا رہا ہے یہ سب" فاتح نے آنکھیں سکوڑ کر سوالیہ انداز میں اسے پوچھا۔ سفیان نے غور سے اسے دیکھا۔

"مجھے لگتا ہے وہی لڑکی جنت وہ کروا رہی ہے" فاتح کے ماتھے کے بل غائب ہوئے۔

"اوہ۔۔۔ لیکن وہ کیسے کروا سکتی ہے وہ تو بہت خستہ حال تھی ڈری سہمی ہوئی جب گئی تھی یہاں سے وہ کیسے ایک فیکٹری جلا سکتی ہے" فاتح کے چہرے پر بے یقینی تھی۔

"خیر جو بھی ہے مجھے خوشی ہوئی کہ تم ہائی لیڈر کا الیکشن لڑ رہے ہو اور صحافی گلے پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہے ہیں کہ تمہارے فینز قیوم باجوہ سے ففٹی پرسنٹ زیادہ ہیں" سفیان نے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر لائی۔ "ہاں خود غرض لوگوں کے ساتھ لڑنا آتا ہے مجھے تم بتاؤ کیسے آنا ہوا" فاتح نے جان چھڑانا غنیمت سمجھا۔

"مجھے تمہاری مدد چاہیے" فاتح نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیسی مدد"

"میں تمہاری کمپنی کے ساتھ اپنی کمپنی جوڑنا چاہتا ہوں کیونکہ جو نقصان ہمیں ہوا وہ یوں ہی پورا ہوگا" فاتح کا ایک آبرو اٹھ گیا۔

"میری کمپنی کے ساتھ۔۔۔" اس نے لفظ پر زور دیا۔

"ہاں پلیز فاتح ان پیپرز پر سائن کر دو میں بہت مشکل میں ہوں اور اس وقت تمہارے علاوہ کوئی میری مدد نہیں کر سکتا" فاتح نے آنکھیں سکوڑ کر ان کاغذوں کو دیکھا پھر سفیان کو۔

"جب میری جنت مشکل میں تھی تب تو تم لوگوں نے اسے یوں چھوڑ دیا تھا جیسے ایک مرے ہوئے کتے کو اس کا مالک چھوڑتا ہے تم لوگوں کا فیصلہ تو وہی کرے گی" بولا نہیں صرف سوچا۔

"ٹھیک ہے میں کل تک پیپرز بھجوا دوں گا ابھی مجھے کچھ ضروری کام ہے" اس نے فائل سائیڈ پر رکھی اور کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھ کر عجلت میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے تم سے اچھے کی امید ہے" سفیان کھڑا ہوا۔ فاتح نے جبراً مسکرا کر سر ہلا یا۔ سفیان نے کوٹ کا بٹن بند کیا اور باہر نکل گیا۔

"اچھے کی امید مائے فٹ" اس نے سفیان کے کاغذ پھینکنے والے انداز میں سائیڈ پر رکھے۔ ایک صفحہ نیچے گر گیا فاتح نے لیپ ٹاپ کھولا اور اس میں مصروف ہو گیا۔

❤❤❤❤❤❤

وہ گھر میں آیا تو سناٹا چھایا ہوا تھا۔ باہر بارش کی آواز ماحول کے سکون میں خلل ڈال رہی تھی۔ بچے اپنے کمرے میں گہری نیند سو چکے تھے۔ الیکشن قریب ہونے کی وجہ سے وہ دیر سے گھر آیا تھا۔ اس نے راہداری کے اندر قدم رکھا۔

"سائمن تمہیں کیا لگتا ہے مجھے اس کی پیشکش قبول کر لینی چاہیے" فاتح نے رک کر اپنے ہاتھ میں پکڑے کاغذ دیے۔

"پتہ نہیں لیکن مجھے یہ غلط لگتا ہے ایک طرف ہمدردی خلق دوسری طرف۔۔۔"

"ہمدردی خلق کی بات کی جائے تو انتقام بھی میری بیوی کا حق ہے ہمدردی صرف میرے لیے نہیں ہے" اس نے سخت لہجے میں اسے ٹوکا۔

"آپ نے بلکل ٹھیک کہا سر یہ بہترین موقع ہے ان وحشی جانوروں سے بدلہ لینے کا" فاتح پھیکا سا مسکرایا اور ایک بار پھر کاغذ کو دیکھا۔

"شکریہ سائمن اب تم جا سکتے ہو۔۔۔" سائمن نے سر کو خم دیا اور جانے لگا۔

"سنو۔۔" سائمن کے قدم وہیں جم گئے۔ وہ ایڑیوں کے بل گھوما۔

"جی سر۔۔۔"

"تمہاری والدہ ان کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔۔ آپریشن ہو گیا" سائمن نے نظریں اٹھا کر سامنے کھڑے فاتح کو دیکھا۔

"نہیں سر امی مان نہیں رہی آپریشن کے لیے؟" اس نے سر جھکا کر پھیکے لہجے میں کہا۔

"کیوں" فاتح نے قدرے تعجب سے کہا۔

"ایسے ہی سر۔۔۔" فاتح صاف سمجھ گیا وہ کچھ چھپا رہا ہے۔ وہ دو قدم چل کر اس کے قریب آیا۔

"سائمن ایسے ہی کوئی اپنی زندگی داؤ پر نہیں لگاتا مجھے بتاؤ کیا بات ہے تمہارے مجھ پر بہت سارے احسانات ہے مجھے اپنی محسن کی مدد کرنے پر کوئی مشکل نہیں ہو گی چلو شاباش بتاؤ۔۔۔" فاتح کا لہجہ قدرے نرم تھا۔ سائمن وہ انسان تھا جس نے آٹھ سال اس کا ہر مشکل میں ساتھ دیا تھا دوست بن کر بھائی بن کر باپ بن کر۔۔۔ ماں بن کر۔ "سر۔۔۔ وہ انہیں آپریشن سے ڈر لگتا ہے" اس نے تھوڑا سوچ کر جھوٹ بولا۔ فاتح نے آنکھیں سکوڑ کر اسے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ اصل وجہ نہیں بتائے گا۔

"اچھا۔۔۔ ٹھیک ہے تم جاؤ" اس نے سر ہلایا اور کندھے ڈھیلے کر کے واپس مڑ گیا۔ وہ گیا تو فاتح نے گہرا سانس لیا اور جیب سے موبائیل نکال کر اس پر انگلیاں پھیریں اور کان کے ساتھ لگا لیا۔

"ہیلو مینیجر۔۔۔ آپ کو میرے سیکرٹری سائمن کے اکاؤنٹ کا تو پتہ ہی ہو گا۔۔۔۔۔۔ جی جی وہی شایان ابراہیم۔۔۔۔ اس کے اکاؤنٹ میں دو لاکھ ٹرانسفر کروا دیں۔۔۔۔۔ جی ہاں کل تک۔۔۔۔ ضرور اسے سخت

ضرورت ہیں پیسے جی ٹھیک ہے۔۔۔۔اللہ حافظ"اس نے موبائیل جیب میں ڈالااور محل کی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں گیا۔دروازہ کھولاتواندر خوشبوہی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔جنت جھولے میں بچہ رکھتی دیکھائی دی۔ اس نے بلیک کلر کا خوبصورت سوٹ پہنا ہواتھااور دوپٹہ کندھے پر تھا۔لمبے خوبصورت بھورے بال کمر سے نیچے تک کھول رکھے تھے۔فاتح اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"ارے واہ۔۔۔آج توساری تھکاوٹ تمہیں دیکھ کر ہی ختم ہوگئی"فاتح کی آواز پر وہ مسکرائی اور مڑکر اسے دیکھا۔چہرے پر ہلکا سامیک اپ نیلی آنکھیں چمک رہی تھیں۔وہ اپنے شاہی کمرے میں ملکہ کی حثیت سے کھڑی اسے دیکھ کر مسکرارہی تھی۔فاتح نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالااور آنکھیں سکوڑکر اسے دیکھا۔

"بیگم آج خیریت نہیں لگ رہی تم تقریباً ڈیڑھ سال بعد اتنا سجی ہو"جنت کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور چل کر اس کے قریب آئی۔

"ہپی برتھ ڈے اینڈ ہپی ویلنٹائن ڈے فاتح۔۔۔"اس نے قدرے خوبصورت انداز میں کہا۔

"اوہ۔۔۔"فاتح نے کے آبرو اٹھے اور لب سکڑ گئے"اچھا تو یہ بات ہے اسی لیے میں کہوں کوئی خاص وجہ تھی آج اتنا تیار ہونے کی ویسے میں بیتالیس سال کا ہوگیا ہوں افسوس۔۔۔"جنت نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کوٹ اتارا۔

"اس میں افسوس کی کیا بات ہے"فاتح نے بازو سے گھڑی اتاری اور بیڈ پر بیٹھا کاغذ اس نے ٹیبل پر رکھے۔

"اب آہستہ آہستہ میں بوڑھا ہو رہا ہوں اور تم مجھے میرے بڑھاپے کی وجہ سے چھوڑ جاؤ گی"جنت نے نفی میں سر ہلایا۔

"حد ہے ویسے میں تو جیسے جوان ہی رہوں گی اور اب دیکھیں میرے بال آپ سے پہلے سفید ہو رہے ہیں"اس نے کوٹ کو ہینگر پر لٹکایا۔

"عورت جلدی بوڑھی ہو جاتی ہے اور مجھے بوڑھی عورتیں بہت پسند ہے"فاتح نے کف لنکس اتارے۔

"خود جو بوڑھے ہیں آپ۔۔۔" فاتح نے نظریں اٹھا کر اس کی کمر کو دیکھا وہ وارڈروب کی الماری میں کوٹ لٹکا رہی تھی۔ "جنت تم سے ایک بات کرنی تھی۔۔۔" اس نے ٹائی کھولی۔

"کہیں میں سن رہی ہوں۔۔۔" اس نے فاتح کی کالی قمیض شلوار نکالی۔

"سفیان آیا تھا آج" جنت کے ہاتھ وہیں رک گئے اس نے چور نظروں سے فاتح کو دیکھا جو اب ٹائی کھینچ رہا تھا۔

"واقعی کیوں۔۔۔" وہ باہر آئی اور دروازہ بند کیا۔

"مجھے سب پتہ ہے جنت جو ہوا سو ہوا۔۔۔ پر مجھے نہیں لگتا تھا کہ تم اتنی سخت عورت ہو کہ ایک فیکٹری جلا دی۔۔۔اٹس ریلی امیزنگ" جنت نے پتلیاں سکوڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ طنز کر رہے ہیں" فاتح نے منہ بنایا۔

"جنت تمہیں یہ کوئی طنز کرنے والی بات لگ رہی ہے۔۔۔ خیر اس نے مجھے کہا کہ وہ میری کمپنی کے ساتھ اپنی کمپنی جوڑنا چاہتا ہے (جنت کا ایک آبرو اٹھا) اس سے فارن کمپنی اور ملٹی نیشنل کمپنیز بھی اس سے کافی متاثر ہوں گی۔۔۔ کافی طاقتور ہو جائے گا وہ" جنت نے سینے پر بازو باندھے اور ڈریسنگ ٹیبل پر نیم دراز بیٹھی۔

"اور آپ کو لگتا ہے کہ جنت کے ہوتے ہوئے آپ ایسا کریں گے" فاتح نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ظاہری سی بات ہے تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو میں ایسا تھوڑی ہی کروں گا لیکن۔۔۔" جنت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"لیکن کیا فاتح۔۔۔" فاتح کھڑا ہوا اور چل کر اس کے قریب آیا۔ گردن جھکا کر اسے دیکھا۔

"لیکن مجھ میں انکار کرنے کی ہمت نہیں ہے میں دل نہیں توڑ سکتا اس کا جب کہ وہ مجھ سے اچھی امید رکھتا ہے" جنت نے سر ہلایا اور گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

"فاتح آپکو کون کہہ رہا ہے کہ (آپ) انکار کریں" اس نے لفظ پر زور دیا۔ فاتح نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔"

"وہ آپ کو کبھی دوبارہ ملے گا ہی نہیں بس وہ پیپرز مجھے دے دیں "فاتح کا آبر و اٹھا۔

"تم کیا کرو گی جنت۔۔۔۔ "جنت مسکرائی اور اس کے سامنے سے ہٹ کر پیپرز کے پاس آئی اور انہیں اٹھایا۔ سامنے (سید سفیان شاہ) لکھا ہوا تھا۔اس نے نام پر انگلی پھیریں۔

"جب مجھے اس گھر سے رسوا کر کے نکالا گیا تھا تو میں نے اپنے اللّٰہ سے واعدہ لیا تھا کہ اسی گھر میں اگر رانیوں کہ طرح نہ آئی تو خدا کا انصاف نہیں ہو گا۔۔۔۔ "وہ فاتح کی طرف مڑی جو پاکٹس پر ہاتھ باندھے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اب اللّٰہ کے انصاف کا وقت آگیا ہے اور وہ تمام حکمرانوں کا حکمران بہترین حکمرانی کرتا ہے۔۔۔۔۔۔اور زبردست انصاف قائم کرتا ہے "باہر زور سے آسمان گرجا اور بجلی کے چمکنے کی وجہ سے باہر اندھیرے میں ڈھوبہ منظر روشن ہو گیا۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر:26

شاہ ولا کا ماحول اب بھی ویسا ہی تھا۔خاموشی سے سب اپنے اپنے کام کرتے کوئی روک ٹوک کسی کو نہ ہوتی۔کچن میں کائنات ملازمہ کو ہدایت کر کے باہر آئی۔

"ارے بیٹا تم کیا کر رہی ہو "پیچھے سے اسے صوفیہ کی آواز آئی تو وہ مڑی۔

"کچھ نہیں امی ملازمہ کو ناشتے کا کہہ رہی تھی "اس نے دوپٹہ کندھے پر صحیح کرتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹا اس حالت میں کیوں اتنا چلتی پھرتی ہو اس فاریہ کو دیکھا ہے۔۔۔۔ایک بار بھی کمرے سے نکل کر کچن میں آئی ہو "کائنات نے مڑ کر فاریہ کے کمرے کو دیکھا۔

"چھوڑیں امی وہ تو بے چاری اس قابل ہی نہیں رہی آپ بتائیں (اس نے صوفیہ کے دونوں ہاتھ پکڑے) آپ آج ناشتے میں کیا کھائیں گی "صوفیہ مسکرائی اور اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا۔

"جو تم بناؤ گی وہ میں کھا لوں گی۔۔۔۔ لیکن بیٹا یہ ذلیخہ کی بہوؤں سے ذرا احتیاط کرنا کتنی چالاک ہے یہ رشنہ اپنا کمرہ نیچے بنا لیا تاکہ سیڑھیاں اوپر نیچے نہ کرنی پڑے" کائنات نے گردن موڑ کر رشنہ کے کمرے کو دیکھا۔

"ہاں یہ کمرہ تو احمد انکل کا تھا نہ" صوفیہ نے سر ہلایا۔

"شادی کے فوراً بعد ہی اس چالاک عورت نے کمرہ لے لیا اچھا بھلا خوبصورت کمرہ ہے میں تو چاہ رہی تھی کہ اکرم کا کمرہ ہو یہ بے چارے تم لوگ کس گندے چھوٹے سے کمرے میں رہ رہے ہو" کائنات کا ایک آبرو اٹھا۔

"بات تو ویسے آپ نے ٹھیک کہی امی ایک دفعہ میری اور اکرم کا بچہ ہونے دیں یا تو یہ کمرہ لوں گی یا پھر اس گھر میں ہی نہیں رہوں گی" وہ تو صوفیہ سے بھی بڑی سانپ تھی۔

"شاباش بس ایسے ہی اپنے حق کے لیے لڑو ورنہ عالم بھائی کے بیٹے بڑے تیز ہیں توبہ توبہ" انہوں نے باری باری دونوں کانوں کو چھوا۔

"اچھا امی میں ذرا اکرم کو جگا لوں آفس کے لیے لیٹ ہو جائیں گے"

"ہاں جاؤ بیٹی اللّٰہ تم دونوں کو خوش رکھے بلکہ تم تینوں کو" کائنات ہلکا سا ہنسی اور دوپٹہ ٹھیک کرتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف چلی گئی۔

"ان کا تو کام ہی آگ لگانا ہے ہونہہ۔۔۔" اس نے سر جھٹکا اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥ ♥

عزوان شیشے کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا جب فاریہ باتھ روم سے نکلی۔ وہی مرجھایا ہوا چہرہ۔۔۔ وہ الماری کے پاس گئی اور کوٹ نکال کر عزوان کے پاس آئی۔ عزوان نے شیشے سے اسے دیکھا۔ سی گرین کپڑوں میں ملبوس۔۔۔۔ کالے بال ڈھیلے جوڑے میں بند۔۔۔ دوپٹہ ایک سائیڈ کندھے پر لٹکا یا ہوا۔۔۔ وہ اب ویسی فاریہ نہیں لگتی تھی جیسی سات سال پہلے خوبصورت لگتی تھی۔

"فاریہ۔۔۔۔" عزوان نے ٹائی باندھ کر کالر ٹھیک کیا۔

"ہوں۔۔۔" وہ اس کا کوٹ ہینگر سے اتار رہی تھی۔

"اپنا حلیہ تھوڑا سا ٹھیک کر لو۔۔۔۔ اور وہ چادر وہ تم پر اچھی لگتی تھی وہ اوڑھا کرو" فاریہ نے ہلکی سی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھیکا سا مسکرائی۔

"شوق ہی نہیں رہا عزوان کسی چیز کا" عزوان نے شیشے سے اسے دیکھا۔

"کیوں تمہارے شوق کو کیا ہوا حلیہ تو ایسا بنا یا ہوا ہے جیسے میں مرگیا ہوں" یہاں جنت نہ تھی جو اس کے مرنے کی خبر پر رونا شروع ہو گئی تھی یہ فاریہ تھی جسے عزوان نے اجاڑ دیا تھا۔ عزوان نے سر جھٹکا۔

"کیا فرق پڑتا ہے عزوان۔۔۔۔ میرے حلیے سے تمہیں اب" اس نے کوٹ عزوان کی کمر کے پیچھے رکھا۔

"اچھا پتہ نہیں تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے یار" عزوان نے دایاں بازو کوٹ میں ڈالا پھر بایاں اور پھر کوٹ جھٹک کر کندھے پر چڑھایا۔

"مجھے نہیں پتہ بس اب تو میرا مقصد صرف میرے بچے ہیں اور کسی چیز کا شوق نہیں" وہ سنگل بیڈ کے پاس گئی جہاں دونوں بچے سو رہے تھے۔

"واقعی اور میں" اس نے کف لنکس باندھے۔

"پتہ نہیں عزوان میں تم سے اب ویسی محبت کر بھی سکوں گی یا نہیں۔۔۔" وہ آریان کے سر کی طرف بیٹھی "آریان۔۔۔ آریان اٹھ جاؤ میرا بیٹا اٹھو سکول جانا ہے۔۔۔ چلو اٹھو شاباش" آریان نے اپنے سر پر ماں کے ہاتھ کا لمس محسوس کیا تو سیدھا ہوا۔ فاریہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"اٹھو میرا بیٹا آٹھ جاؤ۔۔۔۔ جلدی سے اٹھو" فاریہ اٹھی اچانک اس کے جسم سے درد کی لہر گزری اس نے بیڈ کو پکڑ لیا۔ ایک اور زور کی لہر گزری تو وہ کراہا کر بیڈ پر بیٹھی۔ عزوان نے بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا اور چل کر اس کے پاس آیا۔

"کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔" عزوان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔میں ٹھیک ہوں عزوان تم جاؤنا شتے پر میں آتی ہوں" اس نے عزوان کا بازو تھپک کر اسے تسلی دی۔

"فاریہ خدا کا واسطہ ہے اتنی بے زار مت ہوا کرو مجھ خدا کے لئے" اس نے افسوس سے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔فاریہ کا دل عجیب سی بے بسی میں جھکڑ گیا۔آریان واپس اپنی جگہ پر سو گیا۔فاریہ مشکل سے اٹھی۔

"عزوان۔۔۔" عزوان جو دروازہ کھولنے لگا تھا اس کی آواز پر رکا اور گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ چل کر اس کے قریب آئی۔"میں تم سے کبھی بے زار نہیں ہو سکتی۔۔۔ایک دن حشر میں بھی پوری دنیا کو چھوڑ کر بھی میں تمہارا ساتھ مانگوں گی۔۔۔بس راضی رہنا مجھ سے ہمیشہ" یہ کہہ کر وہ عزوان کے گلے لگ کر رونا شروع ہو گئی۔وہ کسی بچے کی طرح رو رہی تھی۔عزوان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"میں تم سے اور تم مجھ سے راضی۔۔۔بس اب رونا بند کرو" فاریہ اس سے الگ ہوئی اور مسکرا کر سر ہلا یا۔

"چلو اب آریان کو لے کر آجاؤ نیچے جلدی سے" فاریہ نے آنسوں صاف کر کے اچھا کہا اور آریان کے پاس جا کر اسے جگانے لگی۔عزوان باہر نکلا اب اس کے گھر میں وہ چیز نہیں رہی تھی جو آج سے سات سال پہلے ہوتی تھی۔

❤❤❤❤❤❤

(جنت نے لیمن کلر کا سوٹ پہنا۔گھٹنوں تک آتی قمیض اور نیچے کیپری۔۔)

"میں نے فاتح سے بات کی تھی وہ آج جواب دے گا" سفیان نے پلیٹ میں چمچ مارتے ہوئے کہا۔

(جنت نے بالوں کو جوڑے میں باندھا اور آگے سے دو بھوری لٹیں گالوں پر پھینکی)

"تمہیں کیا لگتا وہ ہاں کر دے گا" عالم شاہ نے گلاس لبوں سے لگا یا۔

(اس نے چہرے پر ہلکا سا میک اپ آویزاں کیا)

"کیسے نہیں کرے گا ہم نے اس کا کیا بگاڑا ہے بھلا" سفیان نے بے فکری سے کہا۔

(آنکھوں میں بھر کر کاجل لگا یا اسکی نیلی آنکھیں چمک رہی تھیں)

"خیراس کا سات سال پرانا لہجہ مجھے یاد ہے جس میں اس نے ڈٹ کر ہمیں جانور کہا تھا" وکرم نے نوالہ چبھا کر اچٹتی نظر خاموش بیٹھے عزوان پر ڈالی۔

(اس نے اپنے لبوں پر ہلکی سی پنک لپ سٹک لگائی جس نے اس کے چہرے کو مزید چار چاند لگا دیے)

"اب بس کر دو۔۔۔ جو ہوا سو ہوا اب دیکھنا یہ ہے کہ ہو گا کیا" سفیان نے سختی سے وکرم کو ٹوکا۔ فاریہ بس سر جھکائے آریان کو کھانا کھلا رہی تھی۔

(اس نے دوپٹے کو سلیقہ سے سر پر لیا اور اسے کندھوں پر پن اپ کرنے لگی)

"اب تم خود جاؤ گے پوچھنے یا اس کی طرف سے کوئی آئے گا" عالم شاہ نے نیپکن سے ہاتھ صاف کئے۔

(جنت کا دوپٹہ ٹھیک ہوا تو مزید خوبصورت لگنے لگی سامنے سے دو لٹیں اس کے حسن کو دوبالا کر رہی تھیں)

"میں خود جاؤں گا پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے یا کنواں پیاسے کے پاس" سفیان نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔ ایک واحد وہی تھا جو ان سب کو جوڑنے کی ہمت رکھتا تھا۔

(جنت نے سفید چمکتی ہوئی چادر اٹھائی وہ خاص اس نے اسی دن کے لئے لی تھی بے انتہا خوبصورت اور بڑی چادر تھی وہ)

"مجھے نہیں لگتا سفیان وہ ہاں کرے گا اس لڑکی کے معاملے سے وہ سخت ناخوش ہوا تھا" وکرم نے بھی نیپکن سے ہاتھ صاف کیا۔

(جنت نے وہ چادر کندھے پر اوڑھی۔۔۔ اور آدھی بازو پر رکھی)

"تو وہ لڑکی اس تک بھی پہنچی ہوئی ہے انٹرسٹنگ مجھے اسے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے وہ آخر ہے کیا چیز" شمیلہ نے اپنے شوہر کی بات کا جوش سے جواب دیا۔

(جنت نے خود کو شیشے میں دیکھا وہ آج ایک چیئر مین کی بیوی لگ رہی تھی)

"وہ کیسی دکھتی تھی عزوان" ملائکہ نے فلس عزوان کو نشانہ بنایا۔ عزوان نے سر اٹھا کر سب کو دیکھا۔

"مجھے نہیں پتہ کیسی دکھتی تھی وہ" اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

(جنت چل کر اپنے محل سے باہر آئی اس کے ساتھ ایک ملازمہ بھی تھی ایک گارڈ نے اسے دیکھا اور دوڑ کر اس کے پاس آیا)

"آپ بتائیں سفیان وہ کیسی دکھتی تھی" رشنہ نے چمچ وہیں چھوڑی اور اپنے شوہر کی طرف متوجہ ہوئی۔

("گاڑیاں نکالو جلدی سے" اس کے حکم پر اس گارڈ نے باقیوں کو اشارہ کیا تو ان میں افراتفری پھیل گئی) سفیان کچھ سوچتے ہوئے ہلکا سا ہنسا سب نے اسے دیکھا۔

"برامت منانا آپ سب۔۔۔ لیکن یہاں بیٹھی ایک لڑکی بھی اس کے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتی" سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ عزوان نے سر اٹھا کر سفیان کو دیکھا۔

(چار گاڑیاں گارڈز سمیت تیار ہوئیں۔

"میم گاڑیاں تیار ہیں" گارڈ نے آکر کہا تو جنت نے سر ہلایا اور دوسرے نمبر والی گاڑی کے پاس گئی۔)

"واقعی اتنی خوبصورت تھی وہ ایسا کیا تھا اس میں" ملائکہ نے جلن والے لہجے میں کہا۔

"سب کچھ تھا اس میں۔۔۔ جو میں آج تک کسی میں نہیں دیکھا تھا اس کے بعد مجھے کسی اور کو بڑی مشکل سے پسند کرنا پڑا" رشنہ نے زور سے چمچ پلیٹ پر گرائی۔ فاریہ نے رشنہ کو دیکھا پھر اپنے شوہر کو جو سفیان کو بنا پلک جھپکائے دیکھ رہا تھا۔

(گارڈ نے دروازہ کھولا تو ملکہ اندر بیٹھی)

"ویل رشنہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا مجھے جنت بہت اچھی لگتی تھی۔۔۔۔ جانتی ہو ایک دفعہ میرے سر میں درد ہوا تو وہ جب تک میں سو یا نہیں دبھاتی رہی اور پھر روز ایک ہی بات پوچھتی تھی کہ آپ کے سر میں درد تو نہیں اور

تم۔۔۔۔رشنہ تم میں ہر چیز ہے سوائے میری پرواہ کرنے کے" غزوان نے دانت پیسے۔رشنہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

(گاڑیوں کا وہ شاہی قافلہ سڑک کو چیرنے لگا اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے اور اندر بیٹھی ملکہ اپنے بولے جانے والے الفاظ ڈھونڈ رہی تھی)

"تم نے خود پوچھا تھا تمہیں کیا لگتا کہ میں اس کی کوئی برائی کروں گا نہیں رشنہ۔۔۔۔میرے بھائی نے میرے ساتھ بہت برا کیا وہ ہمیشہ سے جانتا تھا کہ مجھے وہ لڑکی پسند ہے لیکن اس نے میرا کوئی خیال نہیں کیا۔۔۔۔مجھے بھی اب کسی کی پرواہ نہیں" سفیان نے کرسی گھسیٹی اور نکل کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔غزوان نے گہرا سانس لے کر نفی میں سر ہلا یا۔

❤❤❤❤❤❤

گاڑیاں سیدھا گھر کے سامنے رکیں۔چوکیدار نے گاڑیوں کو دیکھا۔

"بتاؤ اسے کہ مسز چیئرمین فاتح الیاس آئی ہیں" گارڈ نے سر کو خم دیا اور گاڑی سے اتر کر چوکیدار کے پاس گیا۔

"کون ہو تم لوگ اور گاڑی میں کون ہے" چوکیدار نے کالے شیشوں میں غور کیا۔

"مسز چیئرمین فاتح الیاس ہیں گاڑی میں۔۔۔۔" چوکیدار کا منہ کھل گیا اس نے جلدی سے دروازہ کھولا۔گارڈ گاڑی کے پاس گیا اور دروازہ کھولا۔جنت نے قدم باہر رکھا۔اسی گھر میں ایسی ہی گاڑی میں وہ دلہن کے لباس میں کھڑی تھی۔اسی گھر سے وہ رسوا، بے عزت اور لاوارث ہو کر نکلی تھی اور آج اسی گھر میں وہ بادشاہ کی بیوی بن کر آئی ہے جس کے سامنے اتنے ہٹے کٹے گارڈز بھی نظریں نہیں اٹھا رہے تھے۔

"گھر کو اندر سے گھیر لو مجھے کسی قسم کا خطرہ نہیں چاہیے" گارڈ نے سر ہلا یا اور اپنے ساتھ چھ سات گارڈز کو لے کر اندر گیا۔

شاہ ولا کے کچھ مکین لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"اچھا ڈیڈ اب میں چلتا ہوں فاتح کی طرف دعا۔۔۔"اس نے یہ بات بولی ہی تھی کہ بلیک پینٹ کوٹ والے گارڈز اندر آتے دیکھائی دیے۔ وہ سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ سفیان نے اچنبے سے انہیں دیکھا۔ گارڈز نے گھر کو چارو اطراف سے گھیر لیا۔

"کون ہو تم لوگ۔۔۔۔"عزوان نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم مسز چیئر مین فاتح الیاس کے ساتھ آئے ہیں انہی کا حکم ہے برائے کرم اپنی جگہوں پر ہی رہیں آپ سب تو بہتر ہے۔۔۔"ایک گارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔ سفیان کا آبرو اٹھا۔ ساری عورتیں اپنے حجروں سے باہر آئیں۔

"یہ۔۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"ذلیخہ بیگم نے گارڈز کو دیکھا۔

"کون ہو تم لوگ اور ایسے کیسے۔۔۔"وکرم نے سخت لہجے میں کہا۔ فاریہ، رشنہ، شمیلہ، کائنات اور ملائکہ سب ڈری سہمی ان گارڈز کو دیکھ رہی تھیں۔

جنت نے راہداری میں قدم رکھا۔

(جانتی ہو مجھے تم میں کبھی دلچسپی تھی ہی نہیں تم ایک نمبر کی فضول لڑکی ہو)

سب کی نظر مسز چیئر مین فاتح الیاس پر پڑی۔۔۔ تو یوں لگا کہ زمین پاؤں تلے نکل گئی ہے اور آسمان سر پر آ گرا ہو۔ عزوان سانس لینا بھول گیا اس کی آنکھیں یہ بھول گئیں کہ انہوں نے جھپکنا بھی تھا۔ سفیان بغیر حرکت کے سامنے آتی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

(جنت کاظمی ولد قاسم کاظمی کیا آپکو سید عزوان شاہ ولد سید عالم شاہ سے حق مہر سکہ راجع وقت چار لاکھ روپے یہ نکاح قبول ہے)

جنت نے گردن اکڑائی۔ فاریہ نے تھوک اندر نگلا۔

(میری پیاری سی بیوی کے لئے پیارا سا تحفہ) وقت کی سوئیاں الٹی طرف جانے لگیں۔ رشنہ نے اپنے سفید پڑتے شوہر کو دیکھا۔ (تمہیں کس نے کہا میری بیوی اتنی پیاری ہے کہ دل کرتا ہے اسے دیکھتا رہوں اسکی وہ نیلی آنکھیں جس کی وجہ سے میں روز مدہوش ہو جاتا ہوں) جنت قدم باقدم چل رہی تھی اس کے پیچھے ملازمہ اور دو گارڈز تھے۔

(اے سمندر تو بھی گواہ رہنا آئی لو جنت۔۔۔۔ آئی لو یو۔۔۔۔۔ آئی لو یو)

جنت نے سب کے تاثرات دی . ھے۔ چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ لائی۔

(آپ پر غصہ بہت سوٹ کرتا ہے کیری آن۔۔۔۔۔۔) جنت سفیان کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی اور نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ بنا پلک جھپکائے بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

(تو دل ہے کسی کو بھی پسند کر سکتا ہے میں نے آپکو پہلی بار میں ہی پسند کر لیا تھا۔۔۔۔۔ جنت میں نے محبت کی ہے پہلی اور آخری خدا کا واسطہ ہے اس دل کو مزید مت تھکاؤ۔۔۔۔۔۔۔ تم اتنی بیمار کیوں رہتی ہو خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولتا مگر مجھے نہیں لگتا کہ میں اس کے بعد کبھی کسی سے محبت کر سکوں گا۔۔۔۔ اس سزا سے آزاد کر دو مجھے خدا کا واسطہ ہے)

سب کی نظریں صرف سفیان کے سامنے کھڑی جنت پر تھیں۔ جنت نے نہ غزوان کو دیکھا نہ کسی اور کو وہ صرف سفیان کو دیکھ رہی تھی اور اسی کے سامنے آ کر رکی۔

"تت۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔" سفیان کے منہ سے بے ساختہ نکلا اندر تک اسے اپنے جذبات اور احساسات جاگتے محسوس ہوئے جو برسوں پہلے سو چکے تھے۔ جنت نے تھوک نگلا اور خود کو کنٹرول کیا۔

"جی مسز چیئر مین فاتح الیاس اور۔۔۔۔۔" نظریں ہلکی سی موڑی تو سامنے غزوان نظر آیا۔ جنت کو ایسے لگا کہ پوری دنیا تھم گئی ہے ہکا بکا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ وہی غزوان تھا جس سے اس نے جی جان سے محبت کی تھی سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا یہ وہی غزوان تھا جو گاڑی کے سامنے کھڑا اس سے لڑ رہا تھا۔ جنت نے نظریں جلدی سے موڑ لیں۔

"یہاں یہ مت سوچنا کہ مجھے میرے شوہر نے بھیجا ہے دراصل۔۔۔اصلی بات تب بتاؤں گی جب میرا گلا تر ہو گا سائیڈ پلیز۔۔۔"اس نے سفیان کو ہٹنے کا اشارہ کیا۔وہ اسے سن ہی نہیں رہا تھا۔

"مسٹر سفیان میں آپ سے مخاطب ہوں سائیڈ پر ہٹیں"اس نے قدرے اونچی آواز میں بولا۔آج ملکہ بول رہی تھی اور غلام سن رہے تھے۔سفیان چند قدم سائیڈ پر ہٹا۔وہ چل کر صوفے نما سربراہی کرسی پر بیٹھی جہاں کبھی رحمان شاہ بیٹھا کرتے تھے اور پھر عالم شاہ۔اس نے چادر ٹھیک کی اور ملکہ کی شان سے بیٹھی۔

"تو میں کیا کہہ رہی تھی ہاں یقینن آپکی فیکٹری رات وارت جل گئی۔۔۔۔۔بہت افسوس ہوا"عزوان نے فاریہ کو دیکھا جو اس وقت ملکہ کو دیکھ رہی تھی۔

"اس کے بعد مسٹر سفیان(اس نے اپنے ہاتھ سے سفیان کی طرف اشارہ کیا جس میں دو سونے کی اور ایک ہیرے کی انگوٹھی تھی)میرے شوہر(ہلکی سی نظریں موڑ کر عزوان کو دیکھا جس کے آبرو بھینچ گئے)فاتح کے پاس آئے(عزوان کے آبرو اٹھ گئے)اور انہیں کہا کہ ہم کلینیز کمبائین کر لیتے ہیں لیکنمیرے شوہر کو یہ بات سخت نہ گوار گزری کہ اس خاندان کے ساتھ (اس نے نظریں موڑ کر وکرم اکرم عالم سب کو دیکھا)کیسے گٹھ جوڑ کیا جائے پھر انہوں نے مجھ سے مشورہ کیا تو میں۔۔۔۔"اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو ملازمہ نے جلدی سے اسے کاغذ دیے۔جنت نے کاغذ لیے اور زور سے ٹیبل پر پھینکے۔

"میں نے ایک شرط رکھ لی۔۔۔"اس نے ملازمہ سے پانی کا اشارہ کیا اور کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر بوتل لبوں سے لگائی اور تین بار سانس لے کر پانی پیا۔

"کیسی شرط۔۔۔۔"سفیان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔جنت نے بوتل بند کر کے ملازمہ کو دی اور خود اٹھ کھڑی ہوئی۔سر پر دوپٹہ اور کندھے پر چمکتی چادر۔۔۔خوبصورت چمکتا چہرہ جس پر فخر تھا سفیان نے اس کی نیلی آنکھیں دیکھیں۔

"بتاتی ہوں۔۔۔۔پہلے ذرا اس گھر کے نئے مکین تو دیکھ لوں" وہ چل کر پیچھے کھڑی عورتوں کے پاس گئی۔سب سے پہلے رشنہ۔۔۔۔وہ اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔

"تم۔۔۔۔نئی ہو کس کی بیوی ہو" اس نے رشنہ کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"سفیان کی بیوی ہوں پر شاید آپ کو جاننا میرے لیے ضروری ہو گا کہ یوں اس طرح بن بلائے مہمان" رشنہ کے بات پر شمیلہ کائنات اور ملائکہ نے سر ہلا کر اسے دیکھا۔

"پتہ ہے کبھی مجھے کسی نے کہا تھا۔۔۔۔جنت (سب عورتوں کے آبرو اٹھے جیسے کہنا چاہ رہی ہوں یہ جنت ہے) میں تمہارے علاوہ کسی اور سے کیسے محبت کروں گا۔۔۔۔لیکن سفیان آپکی بیوی کو دیکھ کر تو لگتا ہے آپ ان سے کافی محبت کرتے ہیں۔۔۔۔گڈ" سفیان نے آنکھیں میچ لیں۔کیسا امتحان تھا اس کے لیے صرف اسی سے کوئی پوچھتا۔وہ دو قدم چل کر دوسری عورتوں کے پاس گئی۔

"آپ لوگ بھی نئی ہیں وکرم اکرم اور حمدان کی بیویاں یقیناً مجھے کوئی دلچسپی نہیں تم تینوں میں۔۔۔۔انہوں" ملکہ نے عام ملازموں کو دیکھ کر منہ بنایا۔ان تینوں کو سخت کوفت محسوس ہوئی وہ اپنے آپ کو اس کے سامنے کمتر محسوس کر رہی تھیں۔

وہ مسکرا کر آگے آئی۔جب اس کی نظر فاریہ پر پڑی۔چادر سے خود کو لپیٹا ہوا۔بال آدھے جوڑے میں بندھے ہوئے۔چہرہ دھلا دھلا یا ہوا۔وہی معصوم فاریہ جو جنت کے ساتھ گھنٹوں بیٹھ کر اس سے باتیں کرتی تھی۔۔۔۔اسے تسلی دیتی رہتی تھی۔ہاں یہی تو تھی جس نے اس سے عزوان کو چھینا تھا یا شاید اس سے عزوان چھینا گیا تھا۔وہ چل کر اس کے قریب آئی اور اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔چہرے پر گہری مسکراہٹ چھا گئی۔

"کیسی ہو فاریہ یقیناً عزوان اور تم اب تک ایک دوسرے کے ساتھ ہو گے ہے نہ" فاریہ نے سر جھکا لیا۔

"فاریہ میری دعا ہے تمہارے گھر بیٹی ہو تاکہ تمہارے شوہر کو پتہ چلے کہ بیٹی کی عزت اس کے ماں باپ کے لئے کیسی ہوتی ہے" فاریہ نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کی نیلی آنکھوں میں فاریہ کو زخمی جنت نظر آئی۔

"جس کام کے لیے آئی ہو وہ کرو اور نکلو یہاں سے" غزوان نے سخت لہجے میں کہا۔فاریہ نے جنت کو دیکھا جس نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔۔۔وہی آواز اور وہی جملہ۔۔۔۔نکلو یہاں سے۔

وہ اس کی طرف مڑی اور چل کر سفیان کے سامنے آئی۔

"کاش کہ آپ نے اسے تھوڑی سی تمیز سکھائی ہوتی تو آج اسے پتہ ہوتا کہ چیئرمین کی بیوی سے کیسے بات کرتے ہیں" غزوان اس کی بات پر طنز بھرے لہجے میں ہنسا۔

"چیئرمین کی بیوی۔۔۔۔ہوں پتہ ہے جنت مجھے پہلے لگا کہ میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا لیکن اب مجھے لگ رہا ہے کہ میں نے بلکل ٹھیک کیا ہے۔۔۔۔۔ایک امیرزادے سے چھوٹ کر دوسرے کو پکڑ لینا۔۔۔۔واہ کتنی چالاک ہوتی ہو تم غریب اور گھٹیا گھرانے کی لڑکیاں" فاریہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی۔سفیان نے سخت نظروں سے غزوان کو دیکھا۔جس کے چہرے پر صرف غصہ تھا اور غزوان کا غصہ۔۔۔۔آف

"میرے شوہر نے مجھے دل سے قبول کیا اور مجھے فخر ہے کہ میں جیسے بھی پہنچی اپنے فاتح تک پہنچی" اس نے ڈٹ کر صبر سے ملکاؤں کی طرح جواب دیا۔

"تمہارا فاتح کون۔۔۔۔وہ موچی کا بیٹا ویسے کتنی چالاک ہو تم۔۔۔۔اس فاتح کے پاس گئی ہو گی اپنا دکھنا سنا یا ہو گا۔۔۔۔سچائی بتاؤں میں تمہیں تم اس گھٹیا اور نیچ فاتح کو صرف استعمال کر رہی ہو۔۔۔۔۔محبت تو تمہیں اب بھی مجھ سے ہے مان جاؤ یہ بات" فاریہ کی بھنویں سکڑ گئیں۔سفیان اس کی طرف لپکا ہی تھا کہ جنت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور چل کر اس کے قریب گئی بلکل سامنے۔تین قدموں کا فاصلہ تھا اس نے درمیان۔۔۔۔ جنت نے اس کا چہرہ دیکھا جس پر طنزیہ مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤

"تم میری جنت ہو میری بیوی میری شریک حیات۔۔۔۔میرے بچوں کی ماں۔۔۔۔تم کبھی کسی کے سامنے کمزور مت ہونا لوگ تو یہی کہیں گے کہ تم نے ایک امیرزادے کو چھوڑا اور دوسرے کے پاس آگئی لیکن تم انہیں جواب

اپنے الفاظ میں دینا جیسے میری جنت غصے میں دیتی ہے سمجھ آئی" جنت ہلکا سا مسکرائی اور زور کا تڑاخ کر کے تھپڑ عزوان کے چہرے پر مارا۔پورے گھر میں سناٹا چھا گیا۔وکرم اور اکرم کے آبرو اٹھ گئے۔وہ ایک طرف کو جھک گیا۔ وہ غصے سے سیدھا ہوا ہی تھا کہ جنت نے اسی ہاتھ کی الٹی طرف سے اسے دوسرا تھپڑ مارا۔فاریہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا سب عورتیں ہکی بکی رہ گئیں۔عزوان کو ناک سے خون نکلتا محسوس ہوا۔جنت کی انگوٹھی اس کے ناک پر لگی تھی۔

"میرے فاتح نے مجھے اپنے طریقے سے جواب دینے کا کہا اور میرا یہی طریقہ ہے عزوان شاہ۔۔۔۔۔میرا شوہر اگر موچی کا بیٹا تھا تو اپنی قابلیت سے وہ آج چیئرمین بنا ہے سمجھ آئی بات۔۔۔۔گھٹیا تو تم تھے۔۔۔۔تم ہو اور ہمیشہ تم ہی رہو گے مجھے تو فاریہ پر افسوس ہے سخت افسوس۔۔۔۔۔"عزوان نے انگارا اگلتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔یہ وہی آنکھیں تھی جنہوں نے پہلی بار تھپڑ پڑنے پر جنت کو دیکھا تھا۔اس وقت جنت ڈر گئی تھی مگر آج جنت کی وحشت اس کے غصے سے بڑھ گئی تھی۔

"اور سنو لڑکے آج تو معاف کر دیا ہے اگلی دفعہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آؤ گے اگر ایسی بدتمیزی کی تو سمجھ آئی بات۔۔۔۔"عزوان کا خون ہلکا ہلکا نکل رہا تھا۔جنت سفیان کی طرف مڑی اور ٹیبل سے کاغذ اٹھائے۔

"تم لوگوں جیسے خاندان کے ساتھ ڈیل کرنے سے بہتر ہے میں فاتح کی رائزن کمپنی بند کروا دوں۔۔۔۔۔میں صاف انکار کرتی ہوں اور میرا انکار فاتح کا انکار ہے ذہن میں رکھنا۔۔۔۔"اس نے کاغذ کے دو ٹکڑے کیئے۔۔۔۔چار۔۔۔۔آٹھ اور سفیان کے منہ پر دے مارے۔اس کی نیلی آنکھیں کوئلے کی طرح سرخ ہو چکی تھیں۔اس نے انہی آنکھوں سے عزوان کو دیکھا۔

"گھٹیا خون۔۔۔۔"اور سفیان کو کندھے سے ٹھوکر مار کر آگے نکل گئی۔پیچھے سب اسے دیکھ رہے تھے۔اس کی چال سلو موشن میں تھی۔وہ جس شان سے آئی تھی اسی شان سے جا رہی تھی۔البتہ پیچھے کھڑے لوگ سخت مایوس ہو گئے آج جنت کے سامنے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

چیئرمین آفس میں خوب افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔الیکشنز کی وجہ سے میٹنگز روم بھرے ہوئے تھے۔ایسے میں راہداری سے تیز تیز چلتا فاتح نظر آرہا تھا۔ساتھ سائمن اور دو گارڈز بھی تھے۔

"سر فاروقی صاحب نے قیوم باجوہ کی پارٹی چھوڑ دی ہے" سائمن کا تنفس تیز ہو چکا تھا مگر پھر بھی اسے بولنا پڑ رہا تھا۔

"واقعی تمہیں لگتا ہے یہ اچھی خبر ہے" وہ دروازے کے سامنے جا کر رکا اور مڑ کر اسے دیکھا۔

"ہو سکتا ہے سر اس سے فائدہ ہو" فاتح اس کی بات پر طنزیہ لہجے میں ہنسا اور دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ہر چیز نفاست سے پڑی ہوئی تھی۔اس نے کوٹ کا بٹن کھولا اور کنٹرول چیئر پر بیٹھا۔سائمن اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔

"الیکشن کو صرف کچھ دن رہ گئے ہیں جب میرے ووٹس زیادہ ہو رہے ہیں تو فاروقی کو پیچھے ہٹنا ہی تھا اپنی عزت بچانے کے لیے" سائمن نے کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ فاتح نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"کچھ اور ہے تو بتاؤ ورنہ مجھے کام کرنے دو" اس نے لیپ ٹاپ گھسیٹ کر سامنے کیا۔

"سر ندیم کی کال آئی تھی۔۔۔۔" فاتح نے سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو آگے بولو۔

"آج مس جنت شاہ ولا گئی تھیں" فاتح کے کام کرتے ہاتھ رک گئے۔اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

"پھر۔۔۔۔"

"سر ان سے سفیان شاہ کے چھوٹے بھائی نے کچھ بد تمیزی کی (فاتح نے دانت پیسے) میم نے اسے دو تھپڑ مارے اور وہ کمپنی کے کاغذ پھاڑ کر سفیان شاہ کے منہ پر مار آئیں۔۔۔۔" فاتح کے لب مسکرا اٹھے۔اس نے سائمن کو جانے کا اشارہ کیا۔فاتح نے موبائیل اٹھایا اور جنت کو کال ملا کر موبائیل کان کے ساتھ لگایا۔"اسلام علیکم" دوسری طرف سے پر سکون آواز آئی۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔کیسی ہو" اس نے کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی۔

"میں ٹھیک ہوں خیریت آج کیسے کال کر لی" فاتح نے پین اٹھایا۔

"نہیں ایسے ہی۔۔۔۔۔۔یہ بتاؤ کیا کر رہی تھی" اس نے پین کو ٹک کر کے بند کیا۔

"ابوذر اور زونائشہ کو کھانا کھلا رہی تھی دوسرے بچوں کا بھی آنے کا ٹائم ہو گیا ہے بس انہی کاموں میں لگی ہوئی ہوں" فاتح کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"آج رات تیار رکھنا بچوں کو ہم باہر ڈنر کریں گے" اس نے انگوٹھے سے پین کو آن کیا۔

"واہ جی۔۔۔۔یہ کس خوشی میں"

"عزوان کو پڑنے والے تھپڑوں کی خوشی میں۔۔۔۔" یہ کہہ کر فاتح نے فوراً کال بند کر دی۔دوسری طرف جنت ہیلو ہیلو کرتی رہ گئی۔فاتح نے موبائل رکھا اور مسکراہٹ برقرار رکھ کر لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں جما لیں۔

❤❤❤❤❤❤

"وہ مجھے تھپڑ مار کر چلی گئی اور تم سب اسے ایک لفظ نہ کہہ سکے" عزوان شیر کی طرح دھاڑا اور زور سے گلدان نیچے پھینک دیا جو چکنا چور ہو گیا۔فاریہ نے لب بھینچ لئے۔سفیان نے پہلے گلدان کو دیکھا پھر اسے۔

"بس کر دو لڑکے بس کر دو۔۔۔۔۔تمہیں اس کے سامنے یہ لمبی زبان نہیں کھولنی چاہیے تھی" وکرم کا اپنا دماغ کمپنی کی وجہ سے پھٹ رہا تھا۔

"تم۔۔۔۔تم سب اس سے ڈرے ہوئے ہو گے میں نہیں وہ آج تک وہی کلاش گھٹیا سی لڑکی ہے میرے سامنے" اس کی آواز اب بھی اونچی تھی۔

"بھول جاؤ کہ اب وہ کلاش گھٹیا ہے عزوان وہ چیئرمین کی بیوی چیئرمین کی۔۔۔۔۔۔پوری فیکٹری اس نے ہماری جلا دی۔۔۔۔ہماری بہن (سفیان نے خاموش بیٹھی رومیلہ کی طرف اشارہ کیا جو اُس وقت سو رہی تھی) کو پاگل کر دیا۔۔۔۔ہمارے منہ پر کمپنی کے کاغذ پھاڑ دیے اسے روک سکتے ہو وہ اب نا جانے کیا کچھ کرے گی۔۔۔۔۔اپنے غصے کو قابو میں رکھو" عزوان طنزیہ لہجے میں ہنسا۔

"تم سب نامرد ہو جو اس لڑکی سے ڈر گئے ہو۔۔۔۔۔میں اس کا منہ وہیں۔۔۔۔"

"بس۔۔۔۔(فاریہ چیخی تو سب نے اس کی طرف دیکھا) تم مرد ہو ہاں۔۔۔۔ تم مرد ہو تبھی ایک لاوارث لڑکی جس کا نا باپ تھا نہ بھائی اسے بیچ سڑک پر چھوڑ دیا۔۔۔ باوجود اس کے کہ وہ امید سے تھی۔۔۔ تم خود کو مرد کہتے ہو ہاں۔۔۔(وہ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی غزوان نے مٹھیاں بھینچ لیں) ارے تم سب ہی نامرد ہو اگر ایک بھی مرد ہوتا تو اسے سہارا دیتا۔۔۔۔ تم سب نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کر بدکار کہہ کر نکلا دیا۔۔۔ ارے مرد تو وہ ہے جس نے اسے تمام خامیوں کے باوجود قبول کیا۔۔۔ فاتح الیاس مرد ہے غزوان اور تم نامرد ہو" فاریہ شیرنی کی طرح چیخی۔ غزوان چل کر اس کے قریب آیا۔

"میں۔۔۔۔ میں نامرد ہوں ہاں ٹھیک کہا تم نے تمہاری جو بکواس سنتا ہوں نہ اس لئے میں نامرد ہوں میں تمہیں بتاتا ہوں مرد کسے کہتے ہیں۔۔۔" اس نے زور سے فاریہ کے بال پکڑ لیے۔ سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔" مجھے کھوگی نہ مرد تمہیں بھیج دیتا ہوں اسی کے پاس جسے تم مرد کہتی ہو۔۔۔۔" اس نے فاریہ کے بال مزید مضبوطی سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔ سفیان اور وکرم نے اسے پکڑا۔ زلیخہ بیگم اور عالم شاہ بھی غزوان کو روکنے لگے۔ سب عورتیں ہکی بکی رہ گئیں۔

"چھوڑو اسے غزوان۔۔۔۔ چھوڑو اس کی حالت دیکھو یہ کیا کر رہے ہو" غزوان نے زور سے سفیان کا بازو پیچھے ہٹایا۔

"یہ میرا اور میری بیوی کا مسئلہ ہے آپ سب پیچھے رہیں تو بہتر ہے" اس نے سفیان کے سامنے انگشت شہادت اٹھا کر اسے ٹوکا۔ حمدان چل کر اس کے پاس آیا۔

"غزوان۔۔۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔ میں۔۔۔ مر جاؤں گی درد سے" فاریہ نے دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر رندی ہوئی آواز سے کہا۔ درد سے بھری آواز۔۔۔

"غزوان چھوڑ دو میری بہن کو۔۔۔۔ (حمدان نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا) غزوان میں کہہ رہا چھوڑا سے" اس نے زور سے غزوان کے منہ پر مکہ مارا۔ جس کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ اس نے کیسے فاریہ کو

چھوڑا پتہ ہی نہ چلا۔ پورا گھر کچھ ٹوٹنے کی آواز سے گھونجا۔ شمیلہ نے ملائکہ کو اسے روکنے کا اشارہ کیا مگر مارے ڈر کے اس کے پاس بھی نہ گئی۔ غزوان نے انگلی سے منہ سے نکلتا خون دیکھا۔ وہ اس کی طرف لپکنے ہی لگا تھا کہ۔۔۔۔

"فاریہ۔۔۔" زلیخہ بیگم کی چیخ پورے شاہ ولا میں گھونجی۔ زور سے چھوڑنے کی وجہ سے فاریہ خود کو سنبھال نہ سکی اور شیشے کے میز پر زور سے جا گری جو اس کے گرنے سے چکنا چور ہوگیا۔ سفیان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ فاریہ درد سے چیخ رہی تھی۔ شمیلہ اور رشنہ اس کی طرف بھاگیں۔ حمدان کے ہوش ہی اڑ گئے اور غزوان۔۔۔۔ اسے تو محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا کہ اس کے اندر روح بھی ہے۔

کچھ کانچ فاریہ کے جسم کے اندر تھے۔۔۔۔ وہ حصہ خون سے بھرا ہوا تھا اور وہ بس دھری پڑی درد سے چیخ رہی تھی۔

" یا اللہ اسے فوراً ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہوگا" رشنہ نے اسے سیدھا کیا تو وہ زرد ہو چکی تھی۔

"غزوان اسے اٹھاؤ۔۔۔ ہسپتال لے کر جانا ہے۔۔۔" لیکن غزوان کو سب کی آوازیں کھائی سے آتی محسوس ہوئیں۔ حمدان جلدی سے آگے بڑھا اور فاریہ کو اٹھا لیا۔ فاریہ نے آنسوں سے بھری آنکھیں ہلکی سی کھول کر ششدر کھڑے غزوان کو دیکھا۔

"غز۔۔۔۔۔وان" اس کے بعد اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

www.urdunovelsmania.com

وہ سب ایک فائیو سٹار ہوٹل میں آئے تھے۔ ان کی وجہ سے مینیجر تھوڑا چوکنا ہوگیا۔ میز پر اعلی کھانا چنا گیا۔ تینوں بچے ساتھ بیٹھے کھانے کو دیکھ دیکھ کر کچھ کہہ رہے تھے۔ جنت نے ابوذر کو بھی ان کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھا دیا۔ وہ پیرٹ گرین سوٹ میں ملبوس۔ بالوں کا جوڑا بنایا ہوا اور آگے سے دو لٹیں گال پر پھینکی ہوئیں۔ کندھے پر وہی سفید چادر اوڑھے ہوئی۔ وہ آج چھ سال بعد باہر آئی تھی فاتح الیاس کی بیوی بن کر۔ فاتح وائٹ پینٹ کوٹ میں ملبوس۔۔۔ بال اوپر کھڑے کئے ہوئے ہمیشہ کی طرح وجیہہ اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

"کھانا شروع کرو جنت" فاتح نے کھانے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پھیکا سا مسکرائی اور کھانا شروع کیا۔

"کیا بات ہے اداس لگ رہی ہو" فاتح نے کانٹے کی چمچ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ میں تو ٹھیک ہوں بس ایسے ہی سر میں درد تھا" اس نے نوالہ منہ میں ڈالا۔

"اچھا کہیں۔۔۔۔ کسی اور کے لیے تو پریشان نہیں" جنت نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔" اس نے سوالیہ اور شکیہ انداز میں فاتح دیکھا۔

"آج عزوان کو دو تھپڑ مار آئی ہو اس لئے تو نہیں پریشان" جنت نے زور سے چمچ پلیٹ پر رکھی۔

"ویسے مجھے آپ سے اس بات کی ہرگز امید نہیں تھی فاتح" اس نے ابوذر کو اٹھایا۔

"اس میں اتنا غصہ کرنے والی بات کیا ہے میں نے تو اس لئے کہا کہ محبت چاہے ہزاروں سال پرانی ہو سامنے آتی ہے تو دل دکھتا ہی ہے" جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"اس کا مطلب ہے آپکو اب بھی رانیہ یاد آتی ہے" فاتح کا کھاتا ہاتھ رک گیا۔ ماہی نے ماں کا نام سن کر فوراً سر اٹھایا۔

"رانیہ بیچ میں کہاں سے آ گئی جنت" فاتح نے چمچ رکھ کر تحمل سے اسے دیکھا جو ابوذر کے منہ میں کھانا ٹھونس رہی تھی۔

"بلکل آپکا مطلب صرف یہی تھا۔۔۔۔ مجھ سے تو صرف ہمدردی کے تحت شادی کی تھی۔۔۔۔ محبت تو آپ صرف رانیہ سے کرتے ہیں" ماہی نے سوالیہ نظروں سے باپ کو دیکھا۔ جنت کے ہاتھ رکے ہوئے تھے وہ بس اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"جنت چینج دا ٹاپک تم بات کو بڑھا رہی ہو" فاتح نے گہری سانس لے کر واپس چمچ اٹھائی۔

"نہیں فاتح (اس نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا بچوں کے کھاتے ہاتھ رک گئے فاتح نے بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا) مجھے جواب دیں آپ کس سے محبت کرتے ہیں مجھ سے یا رانیہ سے" اس نے دھیمے غصے میں کہا۔

"جنت پلیز ماحول۔۔۔۔"

"ہاں یانہ فاتح صاحب۔۔۔ہاں یانہ "اس نے مزید غصے سے اونچی آواز میں کہا۔"جنت تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ میں نے رانیہ کو حاصل کرنے کے لیے کتنے لوگ کھوئے ہیں ماں باپ کا پیار۔۔۔اپنا پورا خاندان۔۔۔اپنا شہر۔۔۔یہاں تک کہ خود رانیہ بھی اس کا مقابلہ تم مت کرو تمہارا مقام بے شک اس سے نیچے ہے سن لیا جواب۔۔۔۔"جنت کا دل کیا کہ زمین پھٹے اور وہ اس کے اندر چلی جائے۔اس کی آنکھیں بھر آئیں۔فاتح نے لب بھینچ لئے۔اس نے اپنی گود سے ابوذر کو اٹھایا اور اسے کرسی پر بٹھایا۔فاتح نے سر جھکا لیا۔باہر بارش شروع ہو چکی تھی۔

"وہ تو میں اسی دن جان گئی تھی جس دن آپ سٹڈی روم میں رانیہ کی تصویر کو دیکھ کر آنسوں بہار ہے تھے۔۔۔۔۔میں محبت کے لائق ہوں ہی نہیں فاتح۔۔۔محبت شاید مجھ سے صرف سفیان شاہ نے کی تھی بس (فاتح نے یک دم سر اٹھا کر اسے تعجبانہ انداز میں دیکھا)اس کے علاوہ سب کے سب جھوٹے ہیں بکواس فراڈ۔۔۔جہنم میں جائیں سب"جنت نے چادر وہاں پھینکی جیسے وہ ملکہ کی پوشاک ہو اور اسے اتارنے سے وہ ملکہ نہ رہے اور اٹھ کر جانے لگی۔

"جنت رکو پلیز کہاں جارہی ہو۔۔۔"جنت نے ایک لفظ نہ سنا۔فاتح جانے لگا تو ابوذر کرسی سے زمین پر گرا تھا کی آواز پورے فائیو سٹار کمرے میں گھونجی۔

"ابوذر۔۔۔"فاتح اس کی طرف بھاگا اور اسے اٹھالیا۔بچہ پاگلوں کی طرح رو رہا تھا۔

" یااللہ یہ کیا مصیبت بن گئی ہے اف۔۔۔جنت۔۔۔جنت افسوس ہے"اس نے ابوذر کو اٹھایا اور جلدی سے باہر نکلا۔جنت وہاں دور دور تک نہیں تھی۔فاتح نے تینوں بچوں کو گاڑی میں بٹھایا اور خود بھی گاڑی میں بیٹھ کر ہسپتال کی طرف چلا گیا۔جنت کہاں گئی وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر:27

ہسپتال سخت منحوست کا شکار تھا۔یہ وہ جگہ تھی جہاں لوگوں کہ جینے مرنے کے فیصلے ہوتے تھے۔ایسے میں سفیان حمدان رشنہ عزوان اور ذلیخہ بیگم آپریشن تھیٹر کے سامنے کھڑے تھے۔بلکل خاموشی۔۔۔دور دور تک بس کچھ لوگ ہی موجود تھے۔عزوان ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑا دور خلا کو گھور رہا تھا۔سفیان رشنہ اور ذلیخہ بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے اور حمدان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"عزوان اگر میری بہن کو کچھ ہوا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا" حمدان نے کانپتی آواز میں کہا۔

"کچھ نہیں ہو گا بیٹا اللہ بہتر کرے گا انشاءاللہ۔۔۔۔ہماری فاریہ ٹھیک ہو کر واپس گھر جائے گی" ذلیخہ بیگم جو انگلیوں میں تسبیح رول رہی تھیں حمدان کو دیکھ کر نرمی سے بولا۔عزوان بس دور خلا میں گھور رہا تھا۔

"انشااللہ موم انشاءاللہ" سفیان نے جبراً مسکرا کر کہا۔اتنے میں ایک ڈاکٹر وارڈ سے باہر نکلی۔منہ پر ماسک اور ہاتھوں میں ڈاکٹر گلوز تھے۔اس نے باہر نکلتے ہی ماسک منہ سے اتارا۔سب اس کی طرف متوجہ ہوا عزوان جلدی سے ڈاکٹر کے پاس آیا۔

"میری بیوی۔۔۔۔کیسی ہے وہ اب۔۔۔۔پلیز کہہ دیں کہ مبارک ہو پلیز" عزوان کی حالت کسی بچے کی طرح تھی۔ ڈاکٹر کے لیے انتہائی مشکل مرحلہ ہو گیا۔کہیں امیدیں عزوان کے چہرے پر تھیں۔

"مسٹر عزوان۔۔۔۔۔دیکھیں ہمارے بس میں جو تھا ہم نے پوری کوشش کی لیکن۔۔۔۔۔" عزوان کا سانس تھم گیا ڈاکٹر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا پھر سر جھکا لیا۔

"آپکے ٹوین بے بیز تھے لیکن۔۔۔۔" وہ پھر رکی اور تھوک نگلا۔

"لیکن کیا۔۔۔۔رک کیوں جاتی ہیں بولیں لیکن کیا" وہ اونچی آواز میں دھاڑا۔

"لیکن ایکسیڈینٹ اتنا سخت تھا کہ نہ ہم بچوں کو بچا سکے (ڈاکٹر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا سفید ہونٹوں والے عزوان کو) اور نہ ہی ہم ماں کو بچا سکے" باہر زور سے بجلی کڑکی کہ سارا کھڑکی سے نظر آتا منظر روشن ہو گیا۔عزوان کو لگا کہ پوری دنیا کا خاتمہ بس یہیں ہو گیا۔اس کا منہ ہلکا سا کھل گیا۔دو قدم پیچھے ہوا۔ذلیخہ بیگم اور رشنہ نے منہ پر ہاتھ

رکھ لئے۔ حمدان کا پاؤں تلے زمین نکل گئی اس کی آنکھیں بھر گئیں۔ سفیان ہکا بکا کبھی ڈاکٹر کو دیکھتا اور کبھی عزوان کو جو برف کا مجسمہ بن چکا تھا ایسا لگتا تھا کہ ہاتھ لگا یا تو وہ ٹوٹ جائے گا۔ ڈاکٹر وہاں سے چلی گئی۔

"یہ کیا ہو گیا یا اللہ یہ کیا قیامت ٹوٹ گئی" ذلیخہ بیگم وہیں سر پکڑ کر کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"سفیان۔۔۔ سفیان یہ کیا۔۔۔۔ فاریہ۔۔۔۔ نہیں مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔ فاریہ تو۔۔۔۔" رشنہ نے روتے ہوئے سفیان کا بازو جھنجھوڑا۔ سفیان نے ہلکی سی نظر اٹھا کر رشنہ کو دیکھا سفیان کی آنکھیں بھی نم تھیں۔ عزوان اب بھی ویسے ہی کھڑا تھا۔ حمدان خاموش آنسوں بہا رہا تھا۔ "ہائے اللہ مجھے صبر دے۔۔۔۔ میری شہزادی بیٹی۔۔۔ ارے راصبیہ کی نشانی تھی اف میرے خدا یا یہ کیا ہوا۔۔۔۔ مجھے اٹھا لیتا اس جوان بچی کو کیوں اٹھا لیا اللہ جی" ذلیخہ بیگم سر پکڑ کر رو رو کر کہہ رہی تھیں۔

عزوان اس قدر اونچی آواز میں چیخا کہ پورا آپریشن تھیٹر گھونج اٹھا۔ لوگ رک رک کر اسے دیکھنے لگے۔ رشنہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا وہ مزید آواز رونا شروع ہو گئی۔ عزوان دیوار کے قریب گیا اور ایک بار پھر چیخ کر زور زور سے دیوار کو مکے مارنے لگا۔ اس کی حالت وحشت ناک ہو گئی۔ وہ بس درد سے چیخ رہا تھا اور بار بار مکے مارنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ سخت زخمی ہو گیا۔ دیوار سے رنگ اتر گیا۔

"سفیان اسے روکیں۔۔۔ خدا کے لیے اس کے ہاتھ دیکھیں" رشنہ نے روتے ہوئے سفیان کو کہا۔ سفیان جیسے ہوش میں آیا اور جا کر عزوان کو پکڑا۔

"عزوان۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔ عزوان۔۔۔ عزوان خدا کا واسطہ ہے رک جاؤ۔۔۔ میرے بھائی سنبھالو خود کو" اس نے عزوان کے ہاتھ روکے۔ عزوان وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ سفیان نے اسے سینے سے لگا یا۔

"بھائی سب کچھ ختم ہو گیا ہے میں نے اپنے ہاتھوں سے مار دیا فاریہ کو۔۔۔ میری فاریہ چلی گئی بھائی میری فاریہ چلی گئی" وہ رو رہا تھا کسی بچے کی طرح۔ سفیان نے اس کے سر پر پیار دیا۔

"صبر کرو۔۔۔ عزوان۔۔۔ تمہیں سنبھلنا ہو گا اپنے بچوں کے لیے۔۔۔ سنبھلنا ہو گا شاباش قابو کرو خود کو" اس نے عزوان کی کمر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ رو رہا تھا اس کو دیکھ رک سفیان اور حمدان بھی خود کو قابو نہ کر سکے۔ سفیان نے ایک بار پھر عزوان کے سر پر پیار دیا اور منہ وہیں رکھ کر ہلکی سسکیوں سے رونا شروع ہو گیا۔ آنسوں عزوان کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔ قیامت ٹوٹ گئی تھی ان پر ایسی قیامت جسے عزوان کے لیے برداشت کرنا انتہائی مشکل تھا۔۔۔ اس نے جنت کا ایک بچہ مارا تھا خدا نے اس سے دو بچے اور بیوی چھین لی۔۔۔ مکافات عمل اٹل ہے دیر سویر ہو جاتی ہے پر ٹلتا نہیں ہے۔ باہر بارش تڑاتڑ ہو رہی تھی۔ جیسے آسمان فاریہ کے مرنے پر رو رہا ہو۔

❤❤❤❤❤❤

وہ سب ایک فائیو سٹار ہوٹل میں آئے تھے۔ ان کی وجہ سے مینیجر تھوڑا چوکنا ہو گیا۔ میز پر اعلی کھانا چنا گیا۔ تینوں بچے ساتھ بیٹھے کھانے کو دیکھ دیکھ کر کچھ کہہ رہے تھے۔ جنت نے ابوذر کو بھی ان کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھا دیا۔ وہ پیرٹ گرین سوٹ میں ملبوس۔ بالوں کا جوڑا بنا یا ہوا اور آگے سے دو لٹیں گال پر پھینکی ہوئیں۔ کندھے پر وہی سفید چادر اوڑھے ہوئی۔ وہ آج چھ سال بعد باہر آئی تھی فاتح الیاس کی بیوی بن کر۔ فاتح وائٹ پینٹ کوٹ میں ملبوس۔۔۔ بال اوپر کھڑے کئے ہوئے ہمیشہ کی طرح وجیہہ اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

"کھانا شروع کرو جنت" فاتح نے کھانے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پھیکا سا مسکرائی اور کھانا شروع کیا۔

"کیا بات ہے اداس لگ رہی ہو" فاتح نے کانٹے کی چمچ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ میں تو ٹھیک ہوں بس ایسے ہی سر میں درد تھا" اس نے نوالہ منہ میں ڈالا۔

"اچھا کہیں۔۔۔ کسی اور کے لیے تو پریشان نہیں" جنت نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔" اس نے سوالیہ اور شکیہ انداز میں فاتح دیکھا۔

"آج عزوان کو دو تھپڑ مار آئی ہو اس لئے تو نہیں پریشان" جنت نے زور سے چمچ پلیٹ پر رکھی۔

"ویسے مجھے آپ سے اس بات کی ہر گز امید نہیں تھی فاتح "اس نے ابوذر کو اٹھایا۔

"اس میں اتنا غصہ کرنے والی بات کیا ہے میں نے تو اس لئے کہا کہ محبت چاہے ہزاروں سال پرانی ہو سامنے آتی ہے تو دل دکھتا ہی ہے "جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"اس کا مطلب ہے آپکو اب بھی رانیہ یاد آتی ہے "فاتح کا کھاتا ہاتھ رک گیا۔ ماہی نے ماں کا نام سن کر فوراً سر اٹھایا۔

"رانیہ بیچ میں کہاں سے آگئی جنت "فاتح نے چمچ رکھ کر تحمل سے اسے دیکھا جو ابوذر کے منہ میں کھانا ٹھونس رہی تھی۔

"بلکل آپکا مطلب صرف یہی تھا۔۔۔۔ مجھ سے تو صرف ہمدردی کے تحت شادی کی تھی۔۔۔ محبت تو آپ صرف رانیہ سے کرتے ہیں "ماہی نے سوالیہ نظروں سے باپ کو دیکھا۔ جنت کے ہاتھ رکے ہوئے تھے وہ بس اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"جنت چینج دا ٹاپک تم بات کو بڑھا رہی ہو "فاتح نے گہری سانس لے کر واپس چمچ اٹھائی۔

"نہیں فاتح (اس نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا بچوں کے کھاتے ہاتھ رک گئے فاتح نے بھنویں بھینچ کر اسے دیکھا) مجھے جواب دیں آپ کس سے محبت کرتے ہیں مجھ سے یا رانیہ سے "اس نے دھیے دھیے غصے میں کہا۔

"جنت پلیز ماحول۔۔۔۔"

"ہاں یا نہ فاتح صاحب۔۔۔ ہاں یا نہ "اس نے مزید غصے سے اونچی آواز میں کہا۔ "جنت تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ میں نے رانیہ کو حاصل کرنے کے لیے کتنے لوگ کھوئے ہیں ماں باپ کا پیار۔۔۔۔ اپنا پورا خاندان۔۔۔۔ اپنا شہر۔۔۔ یہاں تک کہ خود رانیہ بھی اس کا مقابلہ تم مت کرو تمہارا مقام بے شک اس سے نیچے ہے سن لیا جواب۔۔۔۔ "جنت کا دل کیا کہ زمین پھٹے اور وہ اس کے اندر چلی جائے۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ فاتح نے

لب بھینچ لئے۔اس نے اپنی گود سے ابوذر کو اٹھایا اور اسے کرسی پر بٹھایا۔فاتح نے سر جھکا لیا۔باہر بارش شروع ہو چکی تھی۔

"وہ تو میں اسی دن جان گئی تھی جس دن آپ سٹڈی روم میں رانیہ کی تصویر کو دیکھ کر آنسوں بہا رہے تھے۔۔۔۔۔۔میں محبت کے لائق ہوں ہی نہیں فاتح۔۔۔۔محبت شاید مجھ سے صرف سفیان شاہ نے کی تھی بس(فاتح نے یک دم سر اٹھا کر اسے تعجبانہ انداز میں دیکھا)اس کے علاوہ سب کے سب جھوٹے ہیں بکواس فراڈ۔۔۔جہنم میں جائیں سب" جنت نے چادر وہاں پھینکی جیسے وہ ملکہ کی پوشاک ہو اور اسے اتارنے سے وہ ملکہ نہ رہے اور اٹھ کر جانے لگی۔

"جنت رکو پلیز کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔"جنت نے ایک لفظ نہ سنا۔فاتح جانے لگا تو ابوذر کرسی سے زمین پر گرا اٹھا کی آواز پورے فائیو سٹار کمرے میں گھونجی۔

"ابوذر۔۔۔۔"فاتح اس کی طرف بھاگا اور اسے اٹھا لیا۔بچہ پاگلوں کی طرح رو رہا تھا۔

" یا اللہ یہ کیا مصیبت بن گئی ہے اف۔۔۔۔جنت۔۔۔۔جنت افسوس ہے"اس نے ابوذر کو اٹھایا اور جلدی سے باہر نکلا۔جنت وہاں دور دور تک نہیں تھی۔فاتح نے تینوں بچوں کو گاڑی میں بٹھایا اور خود بھی گاڑی میں بیٹھ کر ہسپتال کی طرف چلا گیا۔جنت کہاں گئی وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر:27

ہسپتال سخت منحوست کا شکار تھا۔یہ وہ جگہ تھی جہاں لوگوں کہ جینے مرنے کے فیصلے ہوتے تھے۔ایسے میں سفیان حمدان رشنہ غزوان اور ذلیخہ بیگم آپریشن تھیٹر کے سامنے کھڑے تھے۔بلکل خاموشی۔۔۔دور دور تک بس کچھ لوگ ہی موجود تھے۔غزوان ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑا دور خلا کو گھور رہا تھا۔سفیان رشنہ اور ذلیخہ بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے اور حمدان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"غزوان اگر میری بہن کو کچھ ہوا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا" حمدان نے کانپتی آواز میں کہا۔

"کچھ نہیں ہوگا بیٹا اللہ بہتر کرے گا انشاءاللہ۔۔۔۔ ہماری فاریہ ٹھیک ہو کر واپس گھر جائے گی" ذلیخہ بیگم جو انگلیوں میں تسبیح رول رہی تھیں حمدان کو دیکھ کر نرمی سے بولا۔ غزوان بس دور خلا میں گھور رہا تھا۔

"انشااللہ موم انشاءاللہ" سفیان نے جبراً مسکرا کر کہا۔ اتنے میں ایک ڈاکٹر وارڈ سے باہر نکلی۔ منہ پر ماسک اور ہاتھوں میں ڈاکٹر گلوز تھے۔ اس نے باہر نکلتے ہی ماسک منہ سے اتارا۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوا غزوان جلدی سے ڈاکٹر کے پاس آیا۔

"میری بیوی۔۔۔۔ کیسی ہے وہ اب۔۔۔۔ پلیز کہہ دیں کہ مبارک ہو پلیز" غزوان کی حالت کسی بچے کی طرح تھی۔ ڈاکٹر کے لیے انتہائی مشکل مرحلہ ہوگیا۔ کہیں امیدیں غزوان کے چہرے پر تھیں۔

"مسٹر غزوان۔۔۔۔۔ دیکھیں ہمارے بس میں جو تھا ہم نے پوری کوشش کی لیکن۔۔۔۔۔" غزوان کا سانس تھم گیا ڈاکٹر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا پھر سر جھکا لیا۔

"آپکے ٹوین بے بیز تھے لیکن۔۔۔۔" وہ پھر رکی اور تھوک نگلا۔

"لیکن کیا۔۔۔۔ رک کیوں جاتی ہیں بولیں لیکن کیا" وہ اونچی آواز میں دھاڑا۔

"لیکن ایکسیڈینٹ اتنا سخت تھا کہ نہ ہم بچوں کو بچا سکے (ڈاکٹر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا سفید ہونٹوں والے غزوان کو) اور نہ ہی ہم ماں کو بچا سکے" باہر زور سے بجلی کڑکی کہ سارا کھڑکی سے نظر آتا منظر روشن ہوگیا۔ غزوان کو لگا کہ پوری دنیا کا خاتمہ بس یہیں ہوگیا۔ اس کا منہ ہلکا سا کھل گیا۔ دو قدم پیچھے ہوا۔ ذلیخہ بیگم اور رشنہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لئے۔ حمدان کا پاؤں تلے زمین نکل گئی اس کی آنکھیں بھر گئیں۔ سفیان ہکا بکا کبھی ڈاکٹر کو دیکھتا اور کبھی غزوان کو جو برف کا مجسمہ بن چکا تھا ایسا لگتا تھا کہ ہاتھ لگا یا تو وہ ٹوٹ جائے گا۔ ڈاکٹر وہاں سے چلی گئی۔

"یہ کیا ہوگیا یا اللہ یہ کیا قیامت ٹوٹ گئی" ذلیخہ بیگم وہیں سر پکڑ کر کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"سفیان۔۔۔سفیان یہ کیا۔۔۔فاریہ۔۔۔نہیں مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔فاریہ تو۔۔۔"رشنہ نے روتے ہوئے سفیان کا بازو جھنجھوڑا۔سفیان نے ہلکی سی نظر اٹھا کر رشنہ کو دیکھا سفیان کی آنکھیں بھی نم تھیں۔عزوان اب بھی ویسے ہی کھڑا تھا۔حمدان خاموش آنسوں بہار ہا تھا۔"ہائے اللّٰہ مجھے صبر دے۔۔۔۔میری شہزادی بیٹی۔۔۔ارے راصیہ کی نشانی تھی اف میرے خدایا یہ کیا ہوا۔۔۔۔مجھے اٹھا لیتا اس جوان بچی کو کیوں اٹھا لیا اللّٰہ جی"ذلیخہ بیگم سر پکڑ کر رو رو کر کہہ رہی تھیں۔

عزوان اس قدر اونچی آواز میں چیخا کہ پورا آپریشن تھیٹر گھونج اٹھا۔لوگ رک کر اسے دیکھنے لگے۔رشنہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا وہ مزید آواز رونا شروع ہو گئی۔عزوان دیوار کے قریب گیا اور ایک بار پھر چیخ کر زور زور سے دیوار کو مکے مارنے لگا۔اس کی حالت وحشت ناک ہو گئی۔وہ بس درد سے چیخ رہا تھا اور بار بار مکے مارنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ سخت زخمی ہو گیا۔دیوار سے رنگ اتر گیا۔

"سفیان اسے روکیں۔۔۔خدا کے لیے اس کے ہاتھ دیکھیں"رشنہ نے روتے ہوئے سفیان کو کہا۔سفیان جیسے ہوش میں آیا اور جا کر عزوان کو پکڑا۔

"عزوان۔۔۔رک جاؤ۔۔۔عزوان۔۔۔عزوان خدا کا واسطہ ہے رک جاؤ۔۔۔میرے بھائی سنبھالو خود کو"اس نے عزوان کے ہاتھ روکے۔عزوان وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔سفیان نے اسے سینے سے لگا یا۔

"بھائی سب کچھ ختم ہو گیا ہے میں نے اپنے ہاتھوں سے مار دیا فاریہ کو۔۔۔میری فاریہ چلی گئی بھائی میری فاریہ چلی گئی"وہ رو رہا تھا کسی بچے کی طرح۔سفیان نے اس کے سر پر پیار دیا۔

"صبر کرو۔۔۔عزوان۔۔۔تمہیں سنبھلنا ہو گا اپنے بچوں کے لیے۔۔۔سنبھلنا ہو گا شاباش قابو کرو خود کو"اس نے عزوان کی کمر پر ہاتھ پھیرا۔وہ رو رہا تھا اس کو دیکھ رک سفیان اور حمدان بھی خود کو قابو نہ کر سکے۔سفیان نے ایک بار پھر عزوان کے سر پر پیار دیا اور منہ وہیں رکھ کر ہلکی سسکیوں سے رونا شروع ہو گیا۔آنسوں عزوان کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔قیامت ٹوٹ گئی تھی ان پر ایسی قیامت جسے عزوان کے لیے برداشت کرنا انتہائی

مشکل تھا۔۔۔اس نے جنت کا ایک بچہ مارا تھا خدا نے اس سے دو بچے اور بیوی چھین لی۔۔۔مکافات عمل اٹل ہے دیر سویر ہو جاتی ہے پر ٹلتا نہیں ہے۔باہر بارش تڑاتڑ ہو رہی تھی۔جیسے آسمان فاریہ کے مرنے پر رو رہا ہو۔

❤❤❤❤❤❤

ساحل پر سناٹا چھا یا ہوا تھا۔بارش اتنی تیزی سے برس رہی تھی کہ سمندر اونچی اونچی لہروں سے ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔سردی حد درجے کی بڑھ گئی تھی۔وہ ننگے پاؤں ساحل پر چل رہی تھی۔جوتیاں نہ جانے کہاں اتر گئیں تھیں۔ہوا سے اس کے کپڑے اور بال تیزی سے اڑ رہے تھے۔سارا جسم بارش سے بھیگ چکا تھا۔دوپٹہ سر سے اتر کر کندھے پر لٹک رہا تھا۔

"رانیہ کو حاصل کرنے کے لیے کتنے لوگ کھوئے ہیں ماں باپ کا پیار۔۔۔۔پورا خاندان۔۔۔اپنا شہر۔۔۔۔یہاں تک کہ خود رانیہ بھی اس کا مقابلہ تم مت کرو تمہارا مقام بے شک اس سے نیچے ہے سن لیا جواب" آنسوں گالوں کو چیر رہے تھے۔سمندر کی لہریں اٹھ اٹھ کر اسے دیکھ رہی تھیں جیسے کہہ رہی ہوں ارے یہ تو وہی ہے۔

"فاتح آپ نے کیا چھپایا اور آپکی آنکھیں کیوں سوجھی ہوئی ہیں" جنت دروازے پر کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"کچھ۔۔۔نہیں آج پینٹ والے بسکٹ کھا لئے تھے جس کی وجہ سے الرجی ہو گئی" اسے صاف محسوس ہوا جیسے دراز میں فاتح نے کوئی چیز ڈالی ہو۔جنت نے اس کے سونے کے بعد دیکھا تو وہ رانیہ کی مسکراتی ہوئی تصویر تھی۔

ماضی کا منظر غائب ہوا تو حال کا دکھی اندھیر سمندر نظر آیا۔

"اچھا چلو اب وہ اچھی سی بیویوں والا بوسہ دو" اس نے اپنے لبوں پر زور سے ہاتھ پھیرا جس سے اس نے غزوان کا ماتھا چوما تھا اسی سمندر کے سامنے۔

"اے سمندر تو بھی گواہ رہنا آئی لو جنت۔۔۔آئی لویو۔۔۔۔آئی لویو" جنت کے قدم وہیں رک گئے۔

"جنت تم سفیان کی پہلی اور آخری محبت ہو تم جتنا مجھ سے دور بھاگ لو اس دل میں (سفیان نے جنت کی انگلی پکڑ کر اپنے سینے پر رکھی تھی) کبھی تمہاری محبت ختم نہیں ہوگی" ہوائیں تیزی سے چل رہی تھیں۔

"تم میری جنت ہو۔۔۔اکیلے میں میرا ساتھ دینے والی جنت کبھی تم نے مجھ سے کوئی گلا شکواہ نہیں کیا۔۔۔تم سچ میں رانیہ سے بہت الگ ہو" سمندر کی لہری اونچی ہوئیں۔اس نے قدم بڑھانا شروع کیے۔

"تمہیں دراصل میری محبت کی قدر نہیں ہے لڑکی۔۔۔یاد رکھنا دنیا میں جتنے بھی ہمدرد آجائیں تمہارے کبھی کوئی مجھ جیسی محبت تم سے نہیں کر سکے گا۔۔۔کیونکہ تم سفیان شاہ کی پہلی محبت ہو" وہ آہستہ آہستہ زمین پر بیٹھی۔

"میری پیاری سی بیوی کے لئے پیارا سا تحفہ۔۔۔۔۔۔۔۔جنت تم مجھے ایک میسج کرنا میں تمہارے لئے جان بھی دے سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔جنت اگر میں تمہیں حاصل نہ کر سکا تو جیتے جی مر جاؤں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ پر غصہ سوٹ کرتا ہے کیری آن۔۔۔۔۔۔۔چودھویں کا چاند دیکھ رہی ہو یہ مجھے تم جیسا لگتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میری بیوی اتنی خوبصورت ہے کہ دل کرتا ہے اسے دیکھتا رہوں اسکی وہ نیلی آنکھیں جس کی وجہ سے میں روز مدہوش ہو جاتا ہوں" جنت نے مٹھیاں زمین پر رکھیں۔

"آپکی یہ آئیز رئیل ہیں۔۔۔"سفیان کی آواز کانوں میں گونجی۔

"واہ۔۔۔یار" اس کے منہ سے اس کے منہ سے فاتح اور رانیہ کو دیکھ کر بے ساختہ الفاظ نکلنا اور فاتح کا مڑ کر اسے دیکھنا۔سب کچھ اس کے لئے بھیانک ماضی تھا۔

"آئی ہیٹ موم بابا۔۔۔۔جنت ہم دونوں کو نکاح کر لینا چاہیے اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے اور میرا بھی فائدہ ہے اور ماہی کا بھی فائدہ ہے مجھے نہیں لگتا کہ اب وہ تمہیں چھوڑ سکتی ہے" آنسوں گال کے کس حصے کو چیر رہے تھے پتہ ہی نہیں چل رہا تھا بارش بے حد تیزی سے برس رہی تھی۔جنت نے مٹھیوں میں گیلی مٹی بھری۔

"حسن پر ناز نہیں کیا جاتا جنت یہ کبھی کبھی بہت بھیانک شکل لے لیتا ہے وہ کہتے نہیں ہیں۔۔۔۔ حسن ظالم ہوتا ہے اور محبت اندھی" فضا بیگم نے بھی اس کے بھیانک ماضی میں حصہ لیا۔

"جنت خدا کا واسطہ ہے مت تڑپاؤ مجھے یوں۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا اور تم مجھ سے دور بھاگتی ہو قدر کرو۔۔۔۔ محبت کرنے والے ہمیشہ نہیں ملتے صرف مطلب نکالتے ہیں مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں سفیان صرف تمہارے منہ سے دو پیار بھرے لفظ سننا چاہتا ہے بس" جنت اونچی آواز میں چیخ کر رونا شروع ہوگئی۔ مٹی سے بھرے ہاتھ منہ پر ملے۔اس کا سارا منہ مٹی سے بھر گیا۔وہ مزید ہاتھ زمین پر زور زور سے مارنے لگی۔

"کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اتنا بھیانک کھیل کیوں کھیلا قسمت نے میرے ساتھ کون سا گناہ کیا تھا میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ کس گناہ میں پکڑا ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔(وہ آسمان کی طرف دیکھ کر چلا رہی تھی) مجھ سے جو محبت کرتا تھا اس سے میں دور بھاگتی رہی اور جو مجھے استعمال کرتے رہے میں نے ہمیشہ ان سے محبت کی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کیسی سزا ہے اللہ کوئی اس دنیا میں جنت سے محبت نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہ میری ماں ہے نہ کوئی باپ جس کے سینے لگ کر میں روں۔۔۔۔۔۔۔۔جان سے بھی زیادہ محبت کی تھی میں نے اس شخص سے یہ سمندر بھی گواہ ہے" اس نے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں پکڑ لیا۔بارش مزید تیزی سے برسنے لگی ایک توفاریہ کا غم اس آسمان پر سخت بھاری تھا اوپر سے جنت کی چیخیں بھی اسے تڑپا رہی تھیں۔سمندر زور زور سے ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

"میری کیا غلطی تھی اللہ فاتح بھی مجھ سے زیادہ رانیہ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔۔۔غزوان بھی فاریہ سے محبت کرتا تھا اور سفیان۔۔۔۔۔۔صرف اسے مجھ سے سچی محبت تھی اور میں نے اس کی قدر نہیں کی کیا اسی چیز کی سزا مل رہی ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ تجھے واسطہ ہے اس سمندر کے پانی کا میری جان نکال دے مجھے اس تکلیف سے آزاد کر دے اللہ میرے پاس کوئی بھی نہیں ہے اللہ۔۔۔۔۔۔۔میں اکیلی رہ گئی ہوں ایک بار پھر اللہ اکیلی رہ گئی ہوں میں۔۔۔۔۔۔مجھے اپنے پاس بلا لے مجھے امی کے پاس بھیج دے میں ان کے سینے سے لگ کر گھنٹوں رونا چاہتی

ہوں اللہ "وہ اتنا تڑپ رہی تھی کہ آہستہ آہستہ روتے روتے سرزمین پر لگ گیا۔بارش کی رفتار میں کوئی کمی نہ آئی۔ اس کا جسم برف بن چکا تھا۔منہ اب پانی کی وجہ سے صاف تھا مگر ٹھنڈ کی وجہ سے نیلا پڑ رہا تھا۔اسے سخت سہارے کی ضرورت تھی۔۔۔وہ زمین پر لیٹی چیخ چیخ کر اللہ اللہ کہہ رہی تھی۔۔۔بغیر پانی والی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی وہ۔۔۔۔تب اچانک کسی نے اسے پکڑ کر اپنی حصار میں لے لیا۔دھڑکتے دل کی آواز جنت کو سنائی دے رہی تھی۔

"چھوڑ دو مجھے۔۔۔۔۔۔مجھے مرنے دو۔میں استعمال شدہ چیز ہوں۔۔۔۔۔۔مجھے اور کیا استعمال کرو گے چھوڑ دو مجھے اپنی امی کے سینے سے لگ کر رونا ہے مجھے۔۔۔۔چھوڑ دو چھوڑو نہ "وہ اس گرفت سے نکلنا چاہ رہی تھی۔ تڑپ تڑپ کر وہ مزاحمت کر رہی تھی مگر گرفت مضبوط تھی جیسے وہ شخص اسے اپنے اندر سما لینا چاہتا ہو۔

"جنت مجھے معاف کر دو مجھے نہیں پتہ تھا کہ۔۔۔۔میرے الفاظ تمہیں اتنی تکلیف پہنچائیں گے پلیز معاف کر دو اور چلو یہاں سے "وہ فاتح تھا جو اسے ڈھونڈتا ہوا اس تک آیا تھا۔اس نے جنت کو سینے سے لگا یا ہوا تھا اور وہ مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔

"مجھے مرنا ہے۔۔۔۔فاتح اور غزوان نے مجھے استعمال کیا۔۔۔اور سفیان کی میں نے قدر نہیں کی مجھے مرنے دو۔۔۔۔۔مجھے اپنے جسم سے نفرت ہے۔۔۔۔۔اسے بے جان ہونے دو (جنت کی آواز، مزاحمت اور چیخنا کم ہو رہا تھا) مجھے امی کے پاس جانا ہے۔۔۔۔۔میری امی کے پاس بھیج دو نہ مجھے۔۔۔۔میں صرف استعمال ہونے والی چیز ہوں مجھے میرے شوہر۔۔۔۔میرے فاتح نے استعمال کر لیا (فاتح نے آنکھیں میچ لیں اور گرفت مزید مضبوط کی) اب مجھے مرنے دو مجھے مرنے دو نہ۔۔۔۔۔۔اللہ مجھے موت دے دے۔۔۔۔موت۔۔۔۔۔ اللہ موت "اور اب جنت کا پورا جسم بے جان ہو چکا تھا۔اس کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تھیں۔فاتح نے لب بھینچ لئے۔

"اف فاتح تھوڑا تو خیال کرتے۔۔۔۔۔۔یہ کیا کر دیا تم نے اف۔۔۔۔۔اف "اس نے جنت کو اٹھایا اور اسے گاڑی کی طرف لے کر چلا گیا۔ سمندر انہیں دور جاتے دیکھ رہا تھا۔بارش اب بھی ویسے ہی برس رہی تھی آسمان کو صرف جنت کے لیے ہی نہیں رونا تھا ابھی تو ایک پہاڑ جیسا غم اور بھی تھا رونے کے لیے۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

شاہ ولا میں قہرام مچا ہوا تھا۔ہر طرف حیرت ہی حیرت تھی۔ایک جوان موت نے سب کے دل دہلا دیے تھے۔ سفید چادر میں لپیٹی فاریہ ہر چیز سے بے نیاز چار پائی میں پڑی ہوئی تھی۔اس کے ارد گرد گھر کی عورتیں بیٹھی ہوئیں تھیں۔عورتیں کانوں میں کھسر پھسر کر رہی تھیں۔کچھ تو فاریہ کا چہرہ دیکھ کر آنسوں بہانے لگتی۔اسے غسل دے دیا گیا تھا۔فراح رشنہ کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی اور آریان ذلیخہ بیگم کی گود میں بیٹھا رو رہا تھا۔

"سفیان اب دفنانے کا وقت ہو گیا ہے ساڑھے گیارہ بجنے میں کچھ وقت ہی رہ گیا ہے" فارس صبح ہی لاہور سے آگیا تھا۔اس نے سفیان کے کان میں کہا۔سفیان نے افسردگی نظر سے صوفے پر بیٹھے غزوان کو دیکھا جو سر پکڑے گھٹنوں پر کہنیاں رکھے بیٹھا ہوا تھا۔

"چاچو اب کیا ہو گا غزوان کیسے سنبھلے گا اب پہلے جیسا" فارس نے بھی غزوان کو دیکھا۔عالم شاہ چل کر ان کے قریب آئے۔

"سفیان چلو ساڑھے گیارہ ہو گئے ہیں" انہوں نے فارس اور سفیان کو دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔فارس نے سفیان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"اللہ بہتر کرے گا۔۔۔۔۔اس کی چیز تھی اس نے لے لی ہم تو بے بس ہیں اس کے سامنے۔۔۔۔۔تم جاؤ اسے کہو کہ بیوی کو کندھا دے" سفیان نے سر کو خم دیا اور چل کر غزوان کے قریب گیا۔وہ اب بھی بے حرکت بیٹھا ہوا تھا۔اس نے غزوان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"فاریہ" غزوان نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ سامنے سفیان کو پا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور گردن پھر سے جھکا لی۔ "اٹھو غزوان۔۔۔ نماز جنازہ کا وقت ہو گیا ہے اٹھ جاؤ شاباش اٹھو فاریہ کو کندھا دو۔۔۔" غزوان نے لبوں کو دانتوں میں دبا لیا۔ آنکھیں سخت تکلیف کی وجہ سے بھر آئیں۔ غزوان کھڑا ہوا۔ سفیان نے حمدان اور وکرم کو اشارہ کیا سب مرد عورتوں والی طرف گئے۔ عورتوں نے جب غزوان کو دیکھا تو دل پکڑ کر رہ گئیں۔

"اف میرے اللہ کیسی قیامت ٹوٹی اس بچے پر۔۔۔۔" ایک ضعیف عورت کی آواز اس کے کانوں میں گھونجی۔

آریان ذلیخہ کی گود سے اترا اور بھاگ کر غزوان کے پاس گیا۔

"بابا جی۔۔۔۔ بابا ماما سے کہیں نہ اٹھ جائیں" غزوان نے خالی نظروں سے سر جھکا کر اسے دیکھا۔ رو رو کر بچے کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ غزوان کچھ نہ بولا۔

"میرا بیٹا۔۔۔ میری آنکھوں کا تارا ہے غزوان اس کو رولایا مت کرو" غزوان کی آنکھوں سے آنسوں بہے اور گالوں کو چیر کر داڑھی پر رک گئے۔ وہ لوگ چل کر نعش کے پاس گئے۔ سب عورتیں کھڑی ہوئیں۔ غزوان نے ہاتھ بڑھا کر فاریہ کے چہرے سے سفید لحاف ہٹایا۔ ایک دم سے ہوا کا جھونکا آیا غزوان کے بال اڑے۔

"غزوان۔۔۔" فاریہ کی آواز کانوں میں گھونجی۔ غزوان وہیں بیٹھ گیا اور چارپائی پر سر رکھ کر رو دیا۔ اس نے نہ خیال کیا کہ وہاں عورتیں بیٹھیں ہیں یا مرد۔۔۔ وہ رویا اس کی محبت مر گئی۔۔۔ اس کی سچی محبت اس کی فاریہ اسے چھوڑ کر چلی گئی۔ اس نے سر اٹھایا اور فاریہ کے سفید کپڑے سے ڈھکے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا۔ عورتیں اسے دیکھ کر اپنے آنسوں نہ روک سکیں۔ فراح چھوٹے قدم اٹھا کر فاریہ کے پاس آئی۔

"ماما۔۔۔ ماما جی" غزوان نے نظریں پھیر کر اسے دیکھا وہ اسے جگا رہی تھی کسی ضرورت کی وجہ سے۔۔۔۔

غزوان نے ایک بار پھر فاریہ کو دیکھا۔

"میری دعا ہے فاریہ تمہارے گھر بیٹی ہو۔۔۔۔ تاکہ عزوان کو پتہ چلے ایک بیٹی کی عزت اس کے ماں باپ کے لیے کتنی ضروری ہوتی ہے" اسے فاریہ کی دوسری طرف جنت کھڑی دیکھائی دی۔ یہ اس کا ضمیر تھا وہ ہنس رہی تھی کھلے دل سے ہنس رہی تھی۔ عزوان آہستہ آہستہ کھڑا ہوا وہ بس آنکھیں پوری کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا عزوان۔۔۔۔ محبت دور جا رہی ہے تکلیف ہو رہی ہے ہاں۔۔۔۔ دل چیرا جا رہا ہے۔۔۔۔ ہے نہ میرے بارے میں کیوں نہیں سوچا تھا میں اس سے زیادہ تڑپی تھی۔۔۔۔ یہ (اس نے فاریہ کی طرف اشارہ کیا) یہ خدا کا انصاف ہے۔۔۔۔ یہ مکافات ہے۔۔۔۔ یہ میرا انتقام ہے عزوان میرا انتقام" عزوان نے انہی نظروں سے فاریہ کے سفید چہرے کو دیکھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہاں جنت نہیں تھی۔

"نہیں۔۔۔۔ نہیں رکو خدا کا واسطہ رک جاؤ" اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ سفیان اس کے پاس آیا۔

"کیا ہوا عزوان" اس نے عزوان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ عزوان اس کی طرف مڑا تو ڈرا ہوا تھا۔ سفیان کے بھنویں اسے دیکھ کر سکڑ گئیں۔ رومیلہ چلتی ہوئی فاریہ کی نعش کے پاس آئی۔ "وہ۔۔۔۔ وہ بھائی جنت (سفیان کے تنے اعصاب ڈھیلے ہوئے) وہ ہنس رہی تھی وہ ہنس رہی تھی۔۔۔۔ یہ اس کا انتقام ہے میری فاریہ اس نے چھین لی" وہ انتہائی اونچی آواز میں بچوں کی طرح چیخا۔ رومیلہ بنا پلک جھپکائے فاریہ کو دیکھ رہی تھی۔ عزوان جنت کو بلا رہا تھا۔ ذلیخہ بیگم منہ پر ہاتھ رکھے رو رہی تھیں۔ بچے دونوں رشنہ کے پاس کھڑے اپنے چیختے باپ کو دیکھ رہے تھے۔

"فاریہ۔۔۔۔ فاریہ۔۔۔۔ موم فاریہ فاریہ کیوں سوئی ہوئی ہے" رومیلہ نے فاریہ کے اوپر سے سارا لحاف اتار دیا۔ وہ رو رو کر فاریہ کو اٹھانے لگی۔ شمیلہ اور ذلیخہ بیگم اس کی طرف بھاگیں اور اسے روکا۔ کائنات نے فاریہ کا لحاف واپس اس کے چہرے پر رکھ دیا۔

"جنت۔۔۔۔۔۔جنت۔۔۔۔واپس آجاؤ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا" غزوان وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔رومیلہ اپنا چیخ چیخ کر فاریہ کو بلا رہی تھی۔عورتوں کے آنسوں نہ چاہتے ہوئے بھی یہ منظر دیکھ کر نکل آئے۔غزوان کے دونوں بچے رو رہے تھے۔سفیان نے لب بھینچ لئے۔وہ غزوان کے پاس بیٹھا۔

"اٹھو غزوان۔۔۔۔انسان مرنے کے لیے ہی آیا ہے اسے جنت نے نہیں مارا اللہ نے اسے بلا لیا ہے تماشہ مت بناؤ جنت کا اور ہمارا۔۔۔۔اٹھو اسے اللہ کے حوالے کر آتے ہیں آٹھ جاؤ اسے اس کی منزل پر پہنچائیں اٹھ جاؤ۔۔۔۔اٹھ جاؤ خدا کے لئے اٹھو غزوان" غزوان نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔رومیلہ رو رہی تھی بچوں کی طرح ذلیخہ بیگم کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔غزوان چارپائی کے قریب ہوا اور ہاتھ بڑھا کر فاریہ کا لحاف ہٹا کر اس کا ماتھا چوما۔

"غزوان میں اس بچے کو پیدا کرتے ہوئے مر جاؤں گی تمہیں اکیلا چھوڑ جاؤں گی پھر پتہ چلے گی تمہیں میری قدر" اس نے فاریہ کے ماتھے پر ماتھا رکھا اور آنسوں بہائے جو فاریہ کے چہرے پر گرے۔

"میں اکیلا رہ گیا ہوں فاریہ۔۔۔۔۔بہت اکیلا یہ کیا کیا تم نے۔۔۔۔۔میں کیسے زندہ رہوں گا اف۔۔۔۔" یہ کہہ کر وہ کھڑا ہوا اور سفیان کو دیکھ کر سر ہلایا۔سفیان نے و کرم لوگوں کو اشارہ کیا۔غزوان جھکا اور چارپائی کو کندھے پر رکھ کر سیدھا ہوا۔رومیلہ ذلیخہ سے الگ ہوئی اور بھاگ کر غزوان کے پاس آئی۔

"بھائی۔۔۔۔بھائی یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔کہاں لے کر جا رہے ہیں اپنی فاریہ کو۔۔۔۔نہیں نہ میں اکیلی ہو جاؤں گی۔۔۔۔۔نہیں لے کر جائیں۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔یہ میری بچپن کی دوست اور بہن ہے بھائی اسے کیوں لے کر جا رہے ہیں اس خالی کوٹھڑی میں ڈال لیں گے آپ اپنی فاریہ کو وہاں۔۔۔۔نہ لے کر جائیں نہ" فاریہ بچوں کی طرح چیخ رہی تھی۔عالم شاہ نے ذلیخہ بیگم کو اشارہ کیا وہ آگے آئیں اور اسے پکڑ لیا۔غزوان نے قدم آگے بڑھائے۔

(اسے وہ ڈائننگ ٹیبل پر پہلی بار دیکھنے والی فاریہ نظر آئی) رومیلہ چیخ چیخ کر عزوان کو بلا رہی تھی۔ (میں زیادہ کچھ نہیں کہوں گی عزوان لیکن ایک بات اگر خدا تمہارا ہے تو خدا میرا بھی ہے) عزوان کے قدم لان کی راہداری پر تھے۔ جہاں سامنے جنت کھڑی ہنس رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔۔فاریہ۔۔۔۔فاریہ واپس آجاؤ نہ فاریہ۔۔۔۔۔۔ نہیں رکیں بھائی خدا کے لئے رک جائیں نہ"

(اچھا یہ یہاں بیٹھ کر ختم کرلو ورنہ موم تمہیں قبول نہیں کریں گی۔۔۔۔۔۔کیا؟ اسے فاریہ کا وہ چہرہ نظر آیا) آنسو آنکھوں سے ٹوٹا۔ رومیلہ کی چیخیں۔۔۔۔۔جنت کی ہنسی اور فاریہ کی خاموشی یہ عزوان کے ضمیر پر بوجھ بن گیا تھا۔ وہ لوگ شاہ ولا سے نکل گئے۔۔۔۔اور ان کے ساتھ فاریہ بھی ہمیشہ کے لیے ان کی زندگیوں سے نکل گئی۔

❤❤❤❤❤

قسط نمبر: 28

اس کی جب آنکھ کھلی تو خود کو ایک نرم و ملائم بستر میں پایا۔ اس نے ہلکی ہلکی آنکھیں کھولیں۔ سر بھاری بھاری محسوس ہوا۔ اس کو رات والا سارا منظر یاد آیا۔

"فاتح۔۔۔۔فاتح کہاں ہیں" اس نے خود سے لحاف اٹھایا اور موبائل کی طرف بڑھ گئی۔ کال ملا کر موبائل کان کے ساتھ لگایا۔

"اسلام علیکم" دوسری طرف سے بڑے پیار سے سلام کیا گیا۔

"فاتح۔۔۔۔رات کو آپ آئے تھے" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ فاتح ہلکا سا ہنسا۔

"جی ہاں محترمہ۔۔۔۔اور ایک دفعہ ذرا ابوذر کا سر بھی دیکھ لیں آپکی حالت دیکھ کر تو مجھے لگ رہا تھا کہ۔۔۔۔" وہ خاموش ہوگیا۔

"میرا بیٹا کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔کوٹ میں تو نہیں ہے" وہ فکرمندی سے کوٹ کی طرف گئی۔

"وہ کھیل رہا تھا تو میں اسے ماہی کے کمرے میں چھوڑ آیا تھا" جنت جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

"جنت۔۔۔سوری" وہ ذرا رک کر بولا۔جنت کچھ نہ بولی۔

"مجھے کام ہے اللہ حافظ "اس نے خفگی سے کہا۔

"کوئی نہیں میں تمہیں آکر منالوں گا۔۔۔کیا خیال ہے تمہارا"اس نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔"آج میں اپنے بچوں کے ساتھ رات گزاروں گی بلکہ اب میں ماہی لوگوں کے ساتھ سویا کروں گی آپ اکیلے آرام سے رانیہ کو یاد کرسکتے ہیں "فاتح نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"دیکھ لیتے ہیں تم کتنے دن میرے بغیر رہ سکتی ہو "جنت سیڑھیوں کے سامنے رکی۔

""فاتح مجھے ہر کسی سے نفرت ہوگئی ہے۔۔۔عزوان سے آپ سے سخت نفرت۔۔۔آپ لوگوں نے صرف میرے ساتھ کھیلا ہے بس کسی نے بدلہ لیا ہے اور کسی نے فائدہ اٹھایا ہے "اس نے باہر لان میں جھانکا جہاں گارڈز کھڑے تھے۔

"اور سفیان۔۔۔"فاتح نے دھیمی آواز میں کہا جیسے پوچھ رہا ہو اس نے کیا کیا۔جنت نے نفی میں گردن ہلائی۔

"یہ جو سب کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے نہ یہ انہی کا دل دکھانے کی وجہ سے ہوا ہے اگر آج میں سفیان کے ساتھ ہوتی تو شاید اس حال میں نہ ہوتی کیونکہ میں ان کی پہلی بیوی ہوتی "یہ کہہ کر اس نے کال بند کردی۔آنکھیں نم تھیں مگر انہیں صاف کرکے وہ ماہی کے کمرے میں گئی۔جہاں ابوذر اور زونائشہ سو رہے تھے۔جنت ان کے قریب گئی۔ابوذر کے ماتھے پر نیل پڑا ہوا تھا اور وہ سخت سوجھن کا شکار تھا۔

"یا اللہ یہ کیا ہوا میرے بچے کو "جنت نے اس کے ماتھے سے بال ہٹائے تو آنکھیں بھر آئیں۔ایک ننھے سے بچے کو اتنا سخت زخم۔وہ وہیں اس کے پاس بیٹھ گئی۔ابوذر کا ماتھا اور گال چوما۔جب اس کے موبائیل کی بیپ بجی ابوذر کی آنکھ اس وجہ سے کھل گئی۔جنت نے جلدی سے کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو بٹلر تم کیلیفورنیا پہنچ گئی "ابوذر نے اسے دیکھا تو ایک دم سے رونے والا منہ بنا کر اس کی طرف لپکا۔

"ہاں میں پہنچ گئی مگر آپ کے لئے ایک خبر ہے "اس نے موبائیل کان اور کندھے کے بیچ دبایا اور ابوذر کو اٹھالیا۔

"بولو کیا بات ہے "ابوذر نے ماں کے کندھے پر سر رکھ لیا۔

"میم وہ عزوان شاہ کی بیوی فاریہ۔۔۔۔۔"جنت نے موبائیل ہاتھ میں لیا۔

"ہاں۔۔۔ہاں فاریہ کیا ہوا اسے "ابوذر نے ماں کو دیکھا تو چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی "میم ان کی کل ڈیتھ ہو گئی ہے"جنت کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ابوذر ہلکا ہلکا رونا شروع ہو گیا اور ماں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی جو کہیں اور ہی کھو گئی تھی۔

"کیا۔۔۔مگر وہ تو بلکل ٹھیک تھی ایسے کیسے ڈیتھ اف میرے اللہ "اس نے سر پکڑ لیا بچہ رو رو کر انگلیاں منہ میں ڈال رہا تھا۔(دودو دے نہ) کی رٹ لگائی ہوئی تھی۔جنت کے ہوش یک دم اڑ گئے۔

"جی میم مشی کا بھی یہی کہنا ہے کہ ان کے خاوند نے انہیں کسی بات سے دھکا دیا اور وہ کانچ کے ٹیبل پر گریں۔۔۔۔اس کے بعد ان کے ٹوین بچے مر گئے اور خود بھی۔۔۔۔۔وہ کہہ رہی تھی کہ عزوان شاہ کا بہت برا حال تھا پاگلوں کی طرح روئے وہ۔۔۔"جنت نے ایک لفظ اور نہ سنا اور کال بند کر دی۔ابوذر کو اٹھا کر باہر کے گئی۔

"صفیہ۔۔۔صفیہ بات سنو میری"ایک ملازمہ دھوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

"یہ اسے کچھ کھلاؤ یہ سخت بھوکا ہے"اس نے روتا ہوا بچہ صفیہ کو دے دیا۔

"لیکن بیگم صاحبہ یہ رات کو بھی ایسے ہی سو یا تھا کچھ نہیں کھا رہا"اس نے روتے ہوئے بچے کو دیکھا۔

"میں جانتی ہوں لیکن مجھے کچھ کام سے باہر جانا ہے میں جلدی آجاؤں گی"صفیہ نے سر ہلا دیا اور اسے لے کر کچن میں چلی گئی۔جنت جلدی سے باہر گئی۔

"شاہد۔۔۔۔شاہد گاڑی تیار کرو جلدی سے"ملکہ نے نوکر کو حکم دیا۔وہ اپنے سارے غم بھول گئی تھی۔گارڈ چل کر اس کے قریب آیا۔

"بیگم صاحبہ آپ کو صاحب سے اجازت لینی ہوگی اس کے بغیر ہم آپکو کہیں نہیں لے کر جا سکتے" جنت کی بھنویں سکڑ گئیں۔ وہ پیر پٹخ کر اندر گئی اور موبائیل پر انگلیاں مار کر کان سے لگایا۔ چند سیکنڈ بعد کال اٹھا لی گئی۔

"واہ۔۔۔دیکھو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے میں نے تمہیں معاف کیا" فاتح نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"فاتح پلیز آپ گارڈز کو حکم دیں تاکہ وہ مجھے باہر لے کر جائیں" وہ عجلت میں لگ رہی تھی۔

"کہاں جانا ہے اب تم نے" فاتح نے فائل کے کنارے پر انگلی پھیری۔ جنت نے گہری سانس لی۔

"مجھے شاہ ولا جانا ہے" فاتح کا آبرو اٹھ گیا۔

"واقعی۔۔۔۔۔کہیں سفیان نے تمہیں کچھ پلا تو نہیں دیا جو روز اس کے گھر جاؤگی" جنت نے دانت پیسے۔

"فاتح۔۔۔فاریہ عزوان کی بیوی۔۔۔اس کی ڈیتھ ہوگئی ہے دو جڑواں بچے بھی مرے ہیں ان کے" فاتح نے افسوس سے اوہ کی۔

"وہ جو۔۔۔۔احمد شاہ کی بیٹی تھی" جنت نے جلدی میں (جی) کہا۔

"ایک منٹ رکو۔۔۔۔(اس نے موبائیل سائیڈ پر کیا) سائمن۔۔۔سائمن۔۔۔اندر آؤ جلدی" اس نے سائمن کو آواز دی تو وہ بجلی طرح اندر آیا۔

"جی سر" وہ ہاتھ باندھ کر ادب سے اس کے سامنے کھڑا ہوا۔

"اگلی میٹنگ کب ہے؟" سائمن نے ڈائری کھولی اور صفحے پلٹانے لگا۔

"سر دو گھنٹے بعد ہے۔۔۔۔" فاتح نے اسے جانے کا اشارہ کیا اور موبائیل کان کے ساتھ لگایا۔ "جنت تم تیار رہو میں آرہا ہوں۔۔۔۔ساتھ چلتے ہیں ہم" اس نے بلو فائل سائیڈ پر رکھی۔

"ٹھیک ہے میں انتظار کر رہی ہوں پلیز جلدی آنا" جنت سیڑھیوں کی طرف گئی۔

"ٹھیک ہے میں بیس پچیس منٹ تک آتا ہوں" یہ کہہ کر فاتح نے کال بند کر دی۔ جنت نے لب کاٹے۔

"اف فاریہ۔۔۔۔۔۔تم اس چیز کی مستحق نہیں تھی" اس کا دل بری طرح سے دکھا۔

"صفیہ۔۔۔۔۔ صفیہ ابوذر کو دے دو مجھے "ملکہ محل کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر اپنے کمرے میں گئی۔۔۔ اسے اپنے سارے غم بھول ہی گئے تھے۔ آخر اس نے وہ چار ماہ سفیان سے بھی زیادہ فاریہ کے ساتھ گزارے تھے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

شاہ ولا کے مرد ابھی تک واپس نہ آئے تھے۔ ایسے میں ڈائینگ روم میں بادشاہ اس کی بیوی اور اس کے ملازم موجود تھے۔ خاموشی سے ذلیخہ بیگم، صوفیہ بیگم اور رشنہ بیٹھی ہوئی انہیں دیکھ رہی تھیں۔ بوجھل بوجھل چہرے۔ سائمن بس ایک چور نظر سب پر ڈالتا پھر دوبارہ سر جھکا لیتا۔

"ہمیں بہت افسوس ہوا ہے آنٹی۔۔۔ یہ بہت بڑا غم ہے آپ لوگوں پر "فاتح نے انگلیاں باہم ملائیں اور بازؤں گھٹنوں پر رکھ کر بیٹھا۔

"بس بیٹا خدا کی دین تھی اس نے لے لی ہماری اس پر کوئی قدرت نہیں لیکن اب مجھے نہیں سمجھ آرہی کہ میرا بیٹا کیسے سنبھلے گا "ذلیخہ بیگم کہ بات پر جنت نے سر اٹھا کر فاتح کو دیکھا۔ فاتح نے بھی اسے دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔ صوفیہ کا ایک آبرو اٹھا۔ آج وہ کراچی کے سب سے بڑے سلیبرٹی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور یہ بات صوفیہ کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

"ایک بات کہوں جنت اگر تم غزوان کو تھپڑ نہ مار کر گئی ہوتی تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔۔۔۔ "فاتح نے یک دم نظریں اٹھا کر صوفیہ کو دیکھا۔ جنت نے سر جھکا لیا۔

"ایسا ہونا قسمت میں لکھا ہوا تھا جنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوا "فاتح نے سخت لہجے میں کہا۔ سائمن نے آنکھیں سکوڑ کر اس عورت کو دیکھا اور منہ بنا یا جیسے کہہ رہا ہو کیا چیز ہے یہ۔

"نہیں فاتح صاحب انہوں نے اپنی طاقت دکھانی تھی۔۔۔۔ ہم جانتے ہیں کہ تم اب چیئرمین بلکہ نہیں تم ہائی لیڈر کی بیوی بن گئی ہو تم اب فیکٹری بھی جلا سکتی ہو اور بیٹھے بیٹھے لوگوں کو پاگل۔۔۔۔ "

"صوفیہ جاؤ جا کر کچن میں دیکھو ابھی تک ملازمہ کیوں نہیں آئی۔۔۔۔اٹھو جاؤ میں نے کہا" ذلیخہ بیگم نے غصے سے کہا۔صوفیہ کھڑی ہوئی فاتح نے تلخ نظروں سے اسے دیکھا۔سائمن نے اسے دیکھا اور نفی میں سر ہلا کر واپس سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"ویسے صحیح کہتا ہے عزوان پتہ نہیں اب آپ لوگ اس سے کیوں ڈرتے ہیں ہونہہ۔۔۔۔" یہ کہہ کر وہ منہ بنا کر وہاں سے چلی گئی۔رشنہ نے چور نظروں سے جنت کو دیکھا۔سفید لباس پہنا ہوا، سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیا ہوا، کندھے پر چادر، چہرہ دھلا دھلا یا کوئی میک اپ نہیں تھا اس میں، نیلی آنکھیں اب بھی ویسے ہی چمک رہی تھیں مگر ان میں کاجل نہیں تھا۔ساتھ بیٹھے فاتح نے سفید قمیض شلوار کے اوپر سفید سوٹ کوٹ پہنا ہوا تھا۔آگے سے کوٹ کے بٹن کھلے ہوئے، بالوں کو اوپر کیا ہوا، داڑھی نفاست سے کٹی ہوئی۔وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی ویسا ہی پر رونق لگ رہا تھا۔

"اچھا اب ہم چلتے ہیں۔۔۔لگتا ہے انہوں نے لیٹ آنا ہے" فاتح سیدھا ہوا۔

"نہیں بیٹا وہ دیکھو ملازمہ چائے لانے والی ہے وہ پی کر جانا" ذلیخہ بیگم نے کچن کی طرف اشارہ کیا جہاں کوئی موجود نہ تھا یہ صوفیہ کی حرکت تھی۔انہوں نے رشنہ کو اشارہ کیا تو وہ اٹھنے لگی۔

"نہیں۔۔۔۔ہم یہاں چائے پینے نہیں آئے ہم بس تعزیت کرنے آئے تھے" جنت کھڑی ہوئی تو ساتھ میں فاتح بھی کھڑا ہو گیا۔فاتح کے کھڑے ہی رشنہ اور ذلیخہ بیگم بھی کھڑی ہوئیں۔سائمن نے گارڈز کو اشارہ کیا۔

"بیٹا۔۔۔میں نے چائے کا کہا تھا پر شاید کسی نے۔۔۔" وہ شرمندہ انداز میں بولیں۔

"نہیں۔۔۔آنٹی کوئی بات نہیں فوتگی والے گھر میں کوئی چائے پینے نہیں آتا اور ویسے بھی جنت نے ابھی ہی ناشتہ کیا تھا (ہے نہ جنت)" فاتح نے آخری لفظوں پر تاکید کے لیے زور دیا۔

"جی۔۔۔۔جی آنٹی" اس نے یک دم سر ہلایا۔ذلیخہ بیگم پھیکا سا مسکرا دیں۔

"ٹھیک ہے اللہ حافظ آنٹی۔۔۔۔اللہ حافظ مسز سفیان" اس نے دونوں کو سر سے سلام کیا اور فاتح کو چلنے کا اشارہ کیا۔وہ دونوں لان کی راہداری میں پہنچے ہی تھے کہ جنت کے قدم وہیں زنجیر ہو گئے۔فاتح بھی اس کے ساتھ رک گیا۔عزوان کی حالت آج ویسی نہیں تھی جیسی سات سال پہلے گاڑی کے سامنے ماڈ سکاڈ کھڑے عزوان کی تھی۔بال ماتھے پر پڑے ہوئے،داڑھی ہلکی سی بڑھی ہوئی،چہرے پر آنسوں کے نشان،آنکھیں سرخ اور سوجھی ہوئیں۔ جنت نے فاتح کو چلنے کا اشارہ کیا وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔وہ دونوں اس کے پاس سے گزرے۔

"یہ۔۔۔۔یہ تمہارا کیا دھرا ہے نہ (جنت اور فاتح کے قدم رک گئے انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا) تم پہلے تباہی مچاتی ہو پھر ہماری حالتیں دیکھنے آجاتی ہو۔۔۔۔۔۔تم خوش ہو جنت بہت خوش لیکن یاد رکھنا۔۔۔عزوان شاہ تم سے کبھی منہ پر معافی نہیں مانگے گا تمہیں جیتنے نہیں دے گا یاد رکھنا۔۔۔شاید تم یہ سب سوچ رہی ہو کہ میں تمہارے پاؤں پر بیٹھ کر معافی مانگوں گا تو یہ صرف تمہاری سوچ ہے" جنت نے مٹھیاں بھینچ لیں اور آنکھیں بند کر کے لمبی سانس اندر کھینچی۔سائمن نے دونوں آبروا ٹھا کر اس نڈھال سے عزوان کو دیکھا۔

"پھر تمہاری زندگی بھی جہنم ہے اور آخرت بھی جہنم ہوگی اب تمہارے دل کو کبھی سکون نہیں ملے گا۔۔۔۔۔کیونکہ تم نے فاریہ کو خود اپنے ہاتھوں سے مار دیا ہے" عزوان کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔ان دونوں نے قدم بڑھا دیے۔

"تم قاتل ہو اس کی میں نہیں۔۔۔۔۔تم نے مارا میری فاریہ کو" وہ چلایا۔فاتح غصے سے رکا۔

"نہیں فاتح چلیں رکیں مت پلیز۔۔۔۔نکلے یہاں سے جلدی" اس نے فاتح کا بازو پکڑ لیا۔فاتح نے غصہ پیا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔"انصاف تو ہو گیا عزوان شاہ اب تمہاری تکلیف کبھی ختم نہیں ہوگی جب تک تم ختم نہیں ہو گے کیونکہ جسے دل کی گہرائیوں میں بسا یا ہوا سے نکالنا نا ممکن ہے۔۔۔۔کبھی نہ کبھی وہ انسان آپکو ضرور یاد آتا ہے آپکے اندر تڑپ ضرور پیدا ہوتی ہے کہ کاش وہ میرے پاس ہوتا اور تب آپ بے بس ہوتے ہیں۔۔۔۔میں نے یہ مرحلہ گزار لیا میرے دل میں اب بھی کہیں تمہاری جگہ ہوگی مگر میں اسے تلاش نہیں کرنا چاہتی یہ تکلیف صرف

ایک بار سہی جا سکتی ہے۔۔۔ میں تو سہہ رہی ہوں اب تمہاری باری ہے" ملکہ اور بادشاہ کے نوکروں نے چمکتی گاڑیوں کے دروازے کھولے اور وہ دونوں اندر بیٹھ گئے۔ سب گارڈز اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھے اور منزل مقصود کی طرف گاڑیوں کو روانہ کیا۔۔۔ جنت کو لگا یہ اس کی آخری بار ہے کہ وہ شاہ ولا آئی اب دوبارہ نہیں آئے گی مگر۔۔۔۔۔ وہ کیا جانتی تھی کہ ابھی ایک اور غم کا پہاڑ سب کا راستہ دیکھ رہا ہے۔

❤❤❤❤❤❤

چیئر مین آفس میں خوب افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ میٹنگز ہی میٹنگز تھیں۔ الیکشن کو صرف دو دن رہ گئے تھے۔ دونوں پارٹیز کے باہم خاموشی تھی۔ قیوم باجوہ آیا میٹنگ ہوئی اور خاموشی سے چلا گیا۔ اس تمام وقت میں وہ فاتح کی ایک ایک حرکت نوٹ کر تا رہا جیسے اس کی کوئی کمزوری ڈھونڈ رہا ہو۔

فاتح میٹینگ میں موجود تھا اور سائمن بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ اس نے سائمن کو اشارہ کیا جیسے کافی مانگ رہا ہو۔

سائمن نے فوراً سر ہلایا اور باہر نکل گیا۔ یہاں سے وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا کچن میں گیا۔

"مریم جلدی سے سر۔۔۔" اس نے دروازہ کھولا اور سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے۔

"تم کون؟" اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"میں مریم کی بہن وہ آج چھٹی پر ہے اس لئے میں آگئی ہوں" سائمن نے آنکھیں سکوڑ کر اسے دیکھا۔ اسے کہیں سے بھی بہروپیا نہیں لگ رہی تھی۔ اس نے سر ہلایا۔

"تمہیں سر کی کافی کا پتہ ہے" وہ اب اس کا ٹیسٹ کر رہا تھا اگر نہ کہا تو آفس سے باہر۔ لڑکی نے سر ہلا کر اپنی ڈیوٹی سوٹ کی پاکٹ سے ایک کاغذ نکالا۔

"یہ مجھے مریم نے دیا تھا۔۔۔۔ یہی کافی ہے نہ" سائمن نے جلدی سے کاغذ پکڑا اور اسے پڑھنا شروع ہو گیا پھر ہلکا سا سر ہلا کر کاغذ واپس کیا۔

"سر کو کس چیز سے الرجی ہے جانتی ہو نہ۔۔۔مریم نے بتا یا ہو گا" لڑکی کا رنگ بھک سے اڑ گیا اس نے تھوک نگلا۔

" جی۔۔۔جی بتا یا تھا"

"کس سے "لڑکی نے لبوں پر زبان پھیری۔

"پینٹ۔۔۔سے "سائمن نے سر ہلا دیا۔لڑکی کے چہرے پر یک دم مسکراہٹ چھا گئی۔

"جلدی سے کافی بناؤ سر مانگ رہے ہیں۔۔۔فوراً" سائمن نے اسے سختی سے کہا۔اسے اب بھی وہ لڑکی ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"جی سر میں ابھی بناتی ہوں "سائمن نے اچٹتی نظر اس پر ڈالی اور باہر نکل گیا۔"فرمان بات سنو میری۔۔۔"اس نے ایک گارڈ کو بلا یا۔

"جی سر"وہ بھاگ کر اس کے پاس آیا۔

"یہ اندر جو لڑکی ہے اس کی چیکنگ کی تھی"اس نے آنکھوں سے کچن کی طرف اشارہ کیا۔

"جی سر کر لی تھی۔۔۔ارم بی بی نام ہے اور والد کا نام وہی ہے جو مریم کے والد کا نام ہے"سائمن نے کچھ سوچتے ہوئے لب کاٹے اور ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈال کر گارڈ کے قریب آیا۔

www.urdunovelsmania.com

"یہ لڑکی جب یہاں سے نکلے تو تم نے اس کا پیچھا کرنا ہے۔۔۔اسے پتہ نہ چلے اور جہاں بھی جاتی ہے مجھے فوراً بتاؤ گے سمجھے بات"گارڈ نے سر کو خم دیا۔

"میں سمجھ گیا سر"سائمن نے گارڈ کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ لڑکی کچن سے نکلتی دیکھائی دی۔اس کے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا۔سائمن نے وہ کپ لیا اور میٹنگ روم میں چلا گیا۔کافی فاتح کے سامنے رکھی تو فاتح نے اسے گھورا جیسے کہہ رہا ہو اتنی دیر کیوں لگائی۔اس نے نظریں جھکا لیں اور اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

"مجھے آپ سے اچھی امید ہے فاتح صاحب۔۔۔جو کچھ آپ نے کہا اگر وہ ہو جائے تو آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کراچی کو کتنا فائدہ ہوگا" سامنے بیٹھے ادھیڑ عمر کے شخص نے کہا۔فاتح نے کپ اٹھایا اور اسے لبوں سے لگا کر گھونٹ بھرا۔سائمن نے دیکھا کہ کافی کا گھونٹ اس کے گلے سے نیچے اترا ہے۔اس کا دل بری طرح دھڑکا البتہ بولا کچھ نہیں۔فاتح نے اس آدمی کو جواب دیا تو وہ مسکرایا۔فاتح نے کافی کا دوسرا گھونٹ بھرا۔۔۔سائمن کا دل عجیب حالت میں تھا۔۔۔وہ بس خاموشی سے کھڑا اپنے اس مالک کو دیکھتا رہا جس کی بدولت آج اس کی ماں کا آپریشن ہو گیا تھا اور اس کا کینسر ختم ہو گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر:29

عزوان نے آنکھوں پر بازو رکھا ہوا تھا اور آنکھیں کو موندے لیٹا ہوا تھا۔

"عزوان۔۔۔"اسے اچانک فاریہ کی آواز آئی اس نے بازو ہٹا کر دیکھا تو سامنے خون میں لدی ہوئی فاریہ نظر آئی۔

وہ یک دم اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"عزوان۔۔۔یہ تم نے کیا کیا"اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

"کیا کیا میں نے"اس نے غور سے فاریہ کو دیکھا۔

"تم نے مجھے اور میرے بچوں کو مار دیا"عزوان کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔فاریہ کے آنسوں گالوں پر پڑے۔

"نہیں۔۔۔میں نے نہیں مارا خدا کا واسطہ ہے مجھ پر مت الزام لگاؤ"عزوان نے نفی میں سر ہلایا۔

"اگر ابھی میں زندہ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا نہ۔۔۔۔اس بیڈ پر میں اپنے چاروں بچوں کے ساتھ بیٹھی ہوتی تم نے مجھے مار دیا عزوان تم نے اپنی فاریہ کو مار دیا"عزوان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"نہیں فاریہ۔۔۔میں نے نہیں مارا نہ ایسے مت کہو۔۔۔میں نے نہیں مارا نہ"اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"مارا ہے تم نے مجھے۔۔۔ تم نے دھکا دیا تم نے عزوان میری زندگی چھین لی میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی" عزوان کو اس کی آواز اپنے دماغ پر لگتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔۔ جاؤ" وہ اونچی آواز میں دھاڑا تو اچانک اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

"عزوان۔۔۔ عزوان بیٹا کیا ہوا" ذلیخہ بیگم جلدی سے اس کے پاس آئیں۔ عزوان نے یک دم سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو وہاں فاریہ نہیں تھی اس نے اپنی سرخ آنکھوں سے ماں کو دیکھا۔

"موم۔۔۔ آپ بتائیں میں۔۔۔ میں نے فاریہ کو مارا ہے ہاں" اس نے اپنی ماں کے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔ ذلیخہ بیگم نے ہاتھ پھیر کر اس کے ماتھے کے بال پیچھے کئے۔

"نہیں میری جان تمہیں کس کہا ایسا۔۔۔" انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ عزوان کے گالوں میں رکھے۔

"وہ جنت بھی کہتی ہے۔۔۔ اور ابھی فاریہ نے بھی کہا میں کیسے اسے مار سکتا تھا جھوٹ بولتی ہیں نہ" ذلیخہ بیگم کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھیں۔

"ادھر آؤ۔۔۔ آ جاؤ شاید تمہیں سکون کی نیند میسر نہیں ہو رہی" عزوان نے اپنی ماں کو دیکھا۔ آگے بڑھ کر سر ان کی گود میں رکھا اور آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔ وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔ عزوان کو ماں کی گود میں سکون ملا آہستہ آہستہ اس نے آنکھیں بند کیں کب سو یا اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ ذلیخہ بیگم نے اس کا سر تکیے پر رکھا اور ماتھے پر پیار دیا۔

"اللہ جی میرے بیٹے کو سکون دے دے۔۔۔ میری جان ہے یہ مجھے اس کے معاملے میں مت آزمانا" انہوں نے ایک بار پھر اس کے گال پر پیار دیا اور آرام سے دروازہ بند کر کے وہاں سے چلی گئیں۔

❤❤❤❤❤❤

وہ گھر کے اندر داخل ہوا۔ دھیمی دھیمی بچوں کی آوازیں۔ اس کے قدم بوجھل ہو رہے تھے۔ اس نے سر جھکا۔

"اوکے سر میں چلتا ہوں" سائمن نے کہا تو اس نے سر ہلا یا۔ سائمن وہاں سے چلا گیا۔ فاتح کو اپنی حالت میں عجیب سی لغزش محسوس ہوئی۔ پورا محل اسے گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

سائمن تھوڑی دور گیا تو موبائیل کی بیپ بجی۔ اس نے جلدی سے کال اٹینڈ کی۔

جنت کمرے سے نکل کر باہر آئی۔ ساتھ میں ماہی بھی تھی۔

"ہاں بولو فرمان کچھ پتہ چلا۔۔۔" فاتح کی سانس اکھڑنے لگی۔ اس نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔ جنت اسے دیکھ کر سیڑھیوں میں رکی۔

"سر میں نے اس کا آخر تک پیچھا کیا اور مریم کے گھر بھی گیا" فاتح کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

"آپ آ گئے۔۔۔" جنت نے مسکرا کر کہا۔ فاتح کا چہرہ پسینے سے بھر گیا۔

"بابا آپ کے لئے سرپرائز ہے" اسے ماہی کی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی۔

"وہ آفس سے نکلی اور کسی کو کال کر کے اس سے بات کی پھر سید حاقیوم باجوہ کے گھر چلی گئی" سائمن کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ فاتح نے ریلنگ کو زور سے پکڑا۔ جنت نے اسے غور سے دیکھا۔ فاتح نے زمین کو دیکھا۔ منہ سے خون کے قطرے نکل کر زمین پر گرے۔ فاتح نے درد سے چیخنا چاہا مگر اس کا پورا وجود ماؤف ہو گیا تھا۔ "میں نے مریم سے پوچھا تو اس نے کہا میں نے تو کسی ارم لڑکی کو نہیں دیکھا۔۔۔ ایک لڑکی آئی تھی اس نے کہا کہ فاتح سر نے آج مجھے چھٹی دی ہے" فاتح نے جونہی سیڑھی پر قدم رکھا تو قدم ایسے لڑکھڑائے کہ وہ زور سے منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

"سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (وہ زور سے چلا یا اور فاتح کے محل کی طرف بھاگا) فاتح۔۔۔ (جنت انتہائی اونچی آواز میں چیخی) فاتح۔۔۔" وہ تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ ماہی بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ سائمن کے قدم اتنی تیزی سے محل کی طرف بھاگ رہے تھے کہ راستے میں آنے والی ہر چیز کو ٹھوکر مار رہا تھا۔ سب کچھ سلوموشن میں ہو رہا تھا۔ جنت فاتح کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

"فاتح۔۔۔فاتح کیا ہوا"اس نے فاتح کو سیدھا کر کے اس کا سر اپنی گود میں رکھا تو اسے لگا کہ کسی نے اس کی روح قبض کر لی ہو۔فاتح کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔

"ماما۔۔۔بابا کو کیا ہوا۔۔۔بابا جی"ماہی اونچی آواز میں چیخی اور فاتح کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہلایا۔وہ تکلیف سے تڑپ رہا تھا۔اسے سخت ہچکیاں لگ رہی تھیں۔

"سر۔۔۔۔سر"سائمن راہداری میں آیا تو تیزی سے چیختا ہوا فاتح کی طرف بھاگا۔اس کا سانس پھول چکا تھا۔اس نے فاتح کا چہرہ دیکھا جو نیلا ہو رہا تھا۔

"سر۔۔۔"اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"کیا ہوا فاتح کو سائمن۔۔۔۔بتاؤ کیا ہوا فاتح کو تم ہوتے ہو نہ ان کے ساتھ یہ کیا ہو گیا میرے فاتح کو"جنت نے سائمن کا گریبان پکڑ لیا اور اونچی آواز میں چلائی۔سائمن نے سر جھکا لیا۔

"میم۔۔۔۔سر کو۔۔۔"اس کی آواز لرزی۔

"سر کو کیا سائمن۔۔۔سر کو کیا بتاؤ مجھے میں مر جاؤں گی بتاؤ مجھے"وہ زور زور سے چلا رہی تھی۔ماہی لگا تار رو رہی تھی۔

"سر کو زہر دی گئی ہے"جنت کو ایسے لگا جیسے سائمن نے تلوار سے اس کا دل چیر دیا ہے۔اس نے نظریں موڑ کر فاتح کو دیکھا پھر ماہی کو جو سائمن کی بات سن کر مزید رونا شروع ہو گئی اور سر فاتح کے سینے پر رکھ لیا۔

"نہیں ں ں ں ں ں ں ں ں ں ں ں ں۔۔۔۔۔"اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔سائمن نے جلدی سے موبائیل نکال کر ڈاکٹر کو کال کی۔

"فاتح نہیں ایسا مت کرنا۔۔۔۔فاتح نہیں۔۔۔۔مجھے چھوڑ کر مت جانا"اس نے فاتح کے ماتھے پر اپنا ماتھا ٹکا یا اور اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی۔ماہی بھی فاتح کے سینے پر سر رکھے ہوئے اور اس کا ایک ہاتھ پکڑے رو رہی تھی۔آج قیامت شاہ ولا میں نہیں فاتح کے محل پر ٹوٹی تھی اور ایسی قیامت ٹوٹی تھی کہ اس کے مکین تڑپ اٹھے

تھے۔۔۔اب کیا ہونا تھا کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔خود فاتح بھی نہیں۔۔۔شاید اس کا وقت اتنا ہی تھا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤ ش

۔شاہ ولا کے مکین خاموشی سے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔غزوان سر صوفے سے ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا ہوا تھا۔سفیان،عالم شاہ اور وکرم وغیرہ ٹی وی دیکھ رہے تھے۔آریان غزوان کی دائیں سائیڈ پر بیٹھا موبائیل پر گیم کھیل رہا تھا اور فراح سر غزوان کی گود میں رکھے اپنی گڑیا کے ساتھ کھیل رہی تھی۔رشنہ چائے لے کر آئی۔سفیان لوگوں کو دے کر وہ غزوان کے پاس آئی۔

"غزوان چائے لے لو"اس نے ٹرے غزوان کی طرف بڑھائی۔غزوان نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہوا۔

"شکریہ بھابھی"وہ ہلکا سا مسکرایا اور چائے کا کپ اٹھالیا۔

"بڑی امی۔۔۔"آریان نے موبائیل سے نظر ہٹا کر رشنہ کو دیکھا۔

"جی بڑی امی کی جان"اس نے انتہائی نرمی سے کہا۔

"بڑی امی۔۔۔۔بہت بھوک لگ رہی ہے دن کو بھی کچھ نہیں کھایا"رشنہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیوں دن کو کیوں نہیں کھایا۔۔۔کائنات چچی نے نہیں دیا کھانا"آریان نے نفی میں گردن ہلائی۔

"وہ کہہ رہی تھیں کہ تم بھی اپنی ماں کے ساتھ چلے جاتے"غزوان نے کوئلہ نما آنکھوں سے اکرم کو دیکھا جس نے نظریں پھیر لیں۔

"آجاؤ۔۔۔آجاؤ میرا بیٹا میں دیتی ہوں کھانا"آریان نے موبائیل غزوان کو دیا اور اتر کر رشنہ کے ساتھ چلا گیا۔

"بابا۔۔۔ماما کاں گی ایں(ماما کہاں گئی ہیں)"فراح نے نظریں اٹھا کر غزوان کو دیکھا۔غزوان کچھ نہ بولا بس اکرم کو دیکھتے ہوئے چائے کا گھونٹ پیا۔

"اکرم ذرا سمجھادو کائنات کو۔۔۔ بچوں کو کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہونے دے سکتا میں بات آئی سمجھ "سفیان نے غصے سے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ عزوان نے نفی میں سر ہلا یا۔

"سفیان ذرا خبروں کا چینل لگاؤ۔۔۔ الیکشنز کا کیا بنا "فارس نے بات بدلتے ہوئے کہا۔ سفیان نے چینل بدل کر خبروں کا چینل لگا یا۔ سامنے ہی فاتح کی تصویر آئی۔

"یہ صحیح خبروں کی رونق بنا ہوا ہے "اکرم نے سفیان کو دیکھتے ہوئے فاتح کی طرف اشارہ کیا۔

"حاضرین ہم آپکو ایک دفعہ پھر بتاتے چلیں۔۔۔ کہ چیئرمین فاتح الیاس کو الیکشن سے ایک دن پہلے ہی سخت ذہر دے کر قتل کی کوشش کی گئی (عزوان یک دم سیدھا ہو گیا۔۔۔ سفیان نے کپ ٹیبل پر رکھ دیا) حالت کافی نہ ساز ہے۔۔۔ اور اسی سانحے کی وجہ سے چیئرمین فاتح الیاس کی بیوی جنت فاتح الیاس منظر میں آ گئیں۔۔۔ ہم ان کا بیان ان کی زبان میں سناتے ہیں "ٹی وی پر جنت کی تصویر آئی۔ دوپٹہ سر پر لیا ہوا۔ نیلی آنکھیں سوجھی ہوئی۔ ناک اور گال رو رو کر سرخ ہو چکے تھے۔ سفیان۔۔۔ سفیان یہ تو تمہاری سابقہ بیوی نہیں ہے وہی جنت ہے نہ "فارس نے قدرے حیرانگی سے کہا۔ سفیان نے ہلکا سا سر ہلا کر جی کہا۔

عزوان نے کپ ٹیبل پر رکھا۔ سفیان آنکھیں سکوڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ایک سات سالہ بچی بھی کھڑی تھی۔

"یہ شاید فاتح کی وہی بیٹی ہے۔۔۔ جو پہلی بیوی سے ہوئی تھی ہے نہ سفیان "وکرم نے ماہی کی طرف اشارہ کیا۔

سفیان نے بس سر ہلا یا۔

"میں سب جانتی ہوں کہ یہ قتل کی سازش کس کی ہے اور کس کی نہیں۔۔۔ ایک بات یہ قاتل میری غور سے سن لے میں ان بیویوں میں سے نہیں ہوں جو اپنے شوہر کا ماتم منا کر عدت پوری کرنے لگتی ہیں۔۔۔ اگر فاتح کو خدا نا خواستہ کچھ بھی ہو گیا اور میرے بچے یتیم ہوئے تو میں الیکشنز قیوم باجوہ کو بھی جیتنے نہیں دوں گی یاد رکھنا "وہ آج

ایک سیاستدان کی بیوی لگ رہی تھی۔فارس نے آبرو اٹھا لیے وہ تو اسے پہلی بار ہی دیکھ رہا تھا۔مائیکس لئے صحافی اس کے سامنے کھڑے تھے۔

"مسز چیئرمین فاتح الیاس کیا آپ قیوم باجواہ پر الزام لگانے کی جسارت کر رہی ہیں" ایک آدمی نے مائیک پہلے اپنے منہ کے سامنے رکھا پھر جنت کے منہ کے سامنے۔

"غزوان پلیز نکالو یہاں سے۔۔۔پلیز مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے" اسے سمندر میں وہ روتی چیختی جنت یاد آئی۔منظر بدلا تو سامنے مہرون دوپٹے والی جنت آگئی۔

"ہاں میں۔۔۔الزام لگا رہی ہوں بلکہ الزام نہیں ہے یہ۔۔۔آپ سب اس بات کہ شاہد ہیں کہ فاتح کے پرستار دن بدن بڑھتے جا رہے تھے قیوم باجواہ یہ بات برداشت نہیں کر سکتا تھا اسی نے یہ سب کیا اور کس کی دشمنی تھی فاتح سے ہاں آپ دیں گے انہیں زہر میں دوں گی انہیں زہر یا ان کا سیکرٹری سائمن جو آٹھ سال سے ان کے ساتھ ہے وہ دے گا انہیں زہر ہاں۔۔۔کس سے دشمنی تھی فاتح کی یا عوام میں سے کوئی بھی لڑکی آکر فاتح کو زہر دے دی گی اس لیے کہ وہ ان کے لیے آواز اٹھا رہے تھے۔۔۔یہ سب قیوم باجواہ کی چال ہے ایک بات یاد رکھنا۔۔۔فاتح کو کچھ بھی ہوا تو میں الیکشنز لڑوں گی لیکن قیوم باجواہ کو کسی صورت بھی میں ہائی لیڈر نہیں بننے دوں گی ایکسکیوزمی" صحافی میم ایک سوال ایک سوال کرتے رہ گئے۔گارڈز نے اس کے سامنے سے رش ہٹانی شروع کر دی۔جنت کو جاننے والوں نے جب اسے دیکھا تو بکے بکے رہ گئے۔۔۔رشتہ دار۔۔۔سکول کی ٹیچرز اور یہاں تک کہ خود جنت کی بہنیں انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ آج جنت ہائی لیڈر کو دھمکی دے رہی ہے کہ وہ اسے الیکشن جیتنے نہیں دے گی۔اب صرف تباہی ہی مچنی تھی کیونکہ جنت کے اندر کا درندہ جاگ چکا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

ماہی کو جنت نے گارڈز کے ساتھ گھر بجوا دیا۔وہ خود آئی سی یو وارڈ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔جب کانوں میں آذان کی آواز گھونجی۔

"اللہ سب سے بڑا ہے۔۔۔۔۔اللہ سب سے بڑا ہے "اس نے سر اٹھا کر آئی سی یو وارڈ کو دیکھا۔جہاں فاتح بے سود پڑا ہوا تھا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" جنت کی آنکھوں سے آنسوں ٹپکے وہ اسے روز فجر کی نماز کے لیے اٹھاتا تھا اور کبھی کبھی وہ اسے تہجد کے لیے جگایا کرتی تھی مگر آج وہ ہر نماز سے بے نیاز بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں" جنت کھڑی ہوئی۔

"کلثوم نماز کی جگہ کا پتہ کرو جلدی میں وضو کرتی ہوں "کلثوم نے جلدی سے سر ہلایا اور وہاں سے باہر نکل گئی۔ جنت واش روم میں گئی یہ پرائیویٹ ہاسپٹل تھا یہاں کی باتھ روم بھی امیر لوگوں کی طرح اعلی تھی۔"اللہ سب سے بڑا ہے۔۔۔۔۔اللہ سب سے بڑا ہے" جنت نے وضو کیا وہ ایک ایک پل صرف رو رہی تھی۔وہ وضو کر کے فارغ ہوئی اور باہر آئی۔باہر کلثوم جاہ نماز اور چادر لیے کھڑی تھی۔

"بیگم صاحبہ آئیے یہاں جگہ ہے" جنت اس کے پیچھے چل دی۔وہ ایک چھوٹے سے کمرے سامنے رکی۔وہاں اور عورتیں بھی نماز پڑھ رہی تھیں۔جنت نے گارڈز کو باہر کھڑے ہونے کا اشارہ کیا اور خود جاہ نماز لے کر اندر گئی۔ اس نے ایک عورت کے ساتھ جاہ نماز بچھائی اور نماز پڑھی۔وہ خوب خشوع اور خضوع سے نماز پڑھ رہی تھی۔ سارا دھیان صرف اس بادشاہ کی طرف تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔آنسوں نہ چاہتے ہوئے بھی آنکھوں سے ٹپک رہے تھے۔اس نے آخری رکعت کا سلام پھیرا پھر خاموشی سے بیٹھ گئی۔وہ کوئی دعا نہیں کر رہی تھی اس کی دل کی کیفیت خدا جانتا تھا۔وہ جاہ نماز پر بنے کعبے کو دیکھ رہی تھی۔ساتھ والی عورت اب اسے دیکھ رہی تھی۔آہستہ آہستہ کمرہ خالی ہو گیا۔صرف جنت اور وہ عورت وہاں رہ گئیں۔جنت کے لیے اب بے آواز رونا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ سجدے میں گئی اور آواز کے ساتھ ہچکیاں لے کر رونا شروع ہو گئی ذکر کرتی عورت نے پھر اسے دیکھا وہ بس

سجدے میں پڑی رو رہی تھی۔اس کے رونے میں اتنا درد تھا کہ عورت اس کی تکلیف سمجھ گئی۔"اٹھو بیٹی۔۔۔اپنے دل کا حال بتاؤ کیوں رو رہی ہو اتنا"عورت نے نرمی سے جنت کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔جنت اٹھ کر بیٹھی تو نیلی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"کیا ہوا بیٹی کس تکلیف نے تمہارے دل کو پکڑ لیا ہاں۔۔۔بتاؤ مجھے شاید مجھ ناچیز کے پاس کوئی تسلی کے دو الفاظ ہوں"فاتح کو شاک دگا یا۔اس کے سینے کو زور سے جھٹکا گیا تاکہ اس کے دل کی سست رفتار چل سکے۔

"میرے شوہر کو صرف سیاست کے کئے زہر دے دیا گیا۔۔۔۔میرا اس دنیا میں ان کے سوا کوئی بھی نہیں ہے اتنی۔۔۔اتنی مشکل میں وہ میرے محسن بنے تھے اور آج وہ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں"جنت نے واپس سر جھکا لیا۔فاتح کو تین چار بار جھٹکے دیے مگر اس کے دل کی رفتار کبھی تیز ہوتی اور کبھی کم۔"بیٹا۔۔۔۔تمہارا غم بہت بڑا ہے میرے پاس کوئی الفاظ نہیں لیکن۔۔۔۔جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے جس اللہ نے پہلی بار تمہاری مشکل میں دروازہ کھولا تھا یقین کرو وہ اس بار بھی تمہارے لئے ضرور کوئی دروازہ کھولے گا اس کے فیصلوں میں مصلحتیں ہوتی ہیں"ڈاکٹرز میں افراتفری پھیل گئی۔فاتح کی دل کی دھڑکن سخت الجھ گئی تھی۔کبھی زیادہ ہوتی اور کبھی کم۔۔۔

"اس میں کون سی مصلحت ہے میں کیسے زندہ رہوں گی فاتح کے بغیر میرے بچوں کا کیا بنے گا۔۔۔اس میں بھلا کون سا فائدہ ہے"اس نے روتے ہوئے شکوہ کیا۔

"نہیں نہیں بیٹا۔۔۔ایسے ہرگز نہیں کہتے اس میں ضرور کوئی مصلحت ہے۔۔۔وہ بہت رحیم خدا ہے بیٹا بہت رحیم اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب آجاتی ہے۔۔۔وہ انسان کو اتنے گناہوں کے بعد بھی کتنا زیادہ رزق دیتا ہے کوئی اس خدا سے کیسے ناشکری کر سکتا ہے۔۔۔جس نے تمہیں اتنے اونچے مقام پر پہنچا دیا۔۔۔۔تم اس سے شکایت کر رہی ہو اس کے کام پر آواز اٹھاؤ گی"جنت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ایک ڈاکٹر نے فاتح کے سینے پر ہاتھ رکھے اور زور زور سے دبایا۔دوسرا ڈاکٹر ہرٹ مشین کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہارے دشمنوں نے ایک چال چلی اب۔۔۔ تمہارا دوست دس چالیں چلے گا بس اس کی ذات پر یقین رکھو۔۔۔اس نے قرآن میں فرمایا کہ وہ بہترین چالیں چلنے والا ہے۔۔۔ مجھے بتاؤ تمہارے دشمن اس اللہ سے بڑے ہیں ہاں وہ اس سے زیادہ طاقتور ہیں نہیں بیٹا بس صبر کرو اور یقین شرط ہے جب ایک دوست پر یقین نہیں رکھا جاتا تو اسے مدد کرنے میں بھی کوئی دلچسپی نہیں ہوتی تم یقین رکھو۔۔۔۔ تمہارے شوہر کی موت میں بھی بہت بڑی مصلحت ہوگی (جنت کی آنکھیں یک دم کھل گئیں) تمہیں تکلیف بھی ہوگی بس تھوڑا سا صبر کرو اور دیکھو کہ تمہارا اللہ کیا چال چلنا چاہتا ہے۔۔۔یقین بیٹا یقین" فاتح نے اچانک گہرا سانس لیا ہارٹ مشین سے آواز آئی اور دل کی لائن سیدھی ہوگئی۔ڈاکٹرز کے منہ کھلے کے کھلے وہ گئے۔نرسز نے ڈاکٹرز کو مایوس نظروں سے دیکھا۔

"سرہی از نو مور" ایک لیڈی ڈاکٹر نے بڑے ڈاکٹر سے کہا۔سائمن دروازہ کھول کر اندر آیا۔

"مسٹر سائمن ہم نے پوری کوشش کی لیکن ہم نہیں بچا سکے" سائمن کے اوپر پورا آسمان آگرا۔اس نے بے سود پڑے فاتح کو دیکھا۔ہارٹ مشین پر سیدھی لائن چل رہی تھی۔فاتح کا سر دائیں طرف لڑھک گیا تھا اور کنولہ والا ہاتھ ایک طرف پڑا ہوا تھا۔سائمن کی آنکھیں نم ہوگئیں۔وہ فاتح کے قریب گیا اور اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ پھر اچانک اللہ نے اپنی چال چلی۔فاتح کی موت ایک بہت بڑی مصلحت تھی مگر کوئی اس مصلحت کو نہیں جانتا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

جنت نماز پڑھ کر وارڈ کے سامنے کھڑی آئی۔سب ڈاکٹرز اور نرسز باہر آئیں۔جنت جلدی سے ان کے پاس گئی۔

"ڈاکٹر صاحب فاتح۔۔۔ کیسی حالت ہے اب ان کی" کلثوم اور گارڈز اس کے ساتھ تھے۔

"میم ہم نے پوری کوشش کی مگر سوسوری میم ہم انہیں نہیں بچا سکے" جنت نے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئے۔

ڈاکٹرز وہاں سے چلے گئے۔جنت کے قدم لڑکھڑائے تو کلثوم نے اسے پکڑ لیا۔

"فاتح۔۔۔۔۔فاتح" وہ اونچی آواز میں چیخی۔پورا وارڈ گھونج اٹھا۔وہ زمین پر بیٹھ گئی۔

"میرے فاتح چلے گئے۔۔۔۔میری زندگی مجھ سے چھین لی اللّٰہ نے۔۔۔میں کیسے زندہ رہوں گی اللّٰہ جی۔۔۔میرے فاتح مجھے دے دے میں مرجاؤں گی اللّٰہ جی فاتح کو مت لے کر جا میرے پاس سے اللّٰہ جی۔۔۔فاتح۔۔۔فاتح" کلثوم نے جنت کو سینے سے لگا لیا۔وہ چیخ چیخ کر فاتح کو بلا رہی تھی مگر اب اس کا فاتح آنے والا نہیں تھا کیونکہ اس نے سب کا ساتھ چھوڑ کر اللّٰہ کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔جنت جلدی سے سیدھی ہوئی۔دوپٹہ سر سے اترا۔وہ اٹھ کر وارڈ کے اندر جانے لگی تو سائمن سے ٹکرائی۔سائمن نے دروازہ بند کیا اور باہر آیا۔"سائمن مجھے فاتح کو دیکھنا ہے۔۔۔مجھے فاتح سے ملنے دو" سائمن نے سر جھکا لیا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"میم آپ ابھی نہیں مل سکتیں۔۔۔ان کا پوسٹ مارٹم ہوگا ابھی" جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"پوسٹ مارٹم۔۔۔تمہارا دماغ خراب ہے۔۔۔فاتح کا پوسٹ مارٹم کرواؤ گے" وہ اونچی آواز میں چلائی۔

"پولیس نے رپورٹ پاس کروادی ہے۔۔۔ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ڈاکٹرز نے آپ کے لئے ایک پیغام دیا ہے جو فاتح سر نے انہیں مرنے سے پہلے دیا" جنت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا۔۔۔کیا پیغام"

"میم۔۔۔۔وہ کہہ رہے تھے کہ جنت سے کہنا ہمت مت ہارے۔۔۔۔میری جگہ وہ لے بس اتنا ہی بول سکے وہ" جنت نے نظریں جھکا لیں۔۔۔وہ کرسی پر بیٹھی اور سر ہاتھوں میں رکھ کر رونا شروع ہوگئی۔کوئی پندرہ منٹ تک وہ روتی رہی سسکیاں لے لے کر روئی پھر اچانک سر اٹھایا۔اس کا پورا چہرہ آنکھوں سمیت سرخ ہو چکا تھا۔

"میں قسم کھاتی ہوں اس اللّٰہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔۔۔۔۔۔میں مرجاؤں گی مگر قیوم باجوہ کو جیتنے نہیں دوں گی۔۔۔سائمن پوسٹ مارٹم کب تک ہوگا" اس نے سر اٹھا کر سائمن کو دیکھا۔

"الیکشنز کے بعد تک ہو جائے گا" جنت نے سر ہلایا آنسوں تو اب بھی نہیں رک رہے تھے۔ وہ اب پہلے والی جنت نہیں رہی تھی اس کے نام کے ساتھ اب فاتح بن الیاس لگ گیا تھا اور اب اس نے اپنی اصلی طاقت ظاہر کرنی تھی دنیا کے سامنے۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر:30

پورے شہر میں خبر پھیل گئی کہ فاتح بن الیاس کا انتقال ہو گیا ہے اور کل شام تک پوسٹ مارٹم کے بعد کفن دفن کیا جائے گا۔ ہر طرف گہما گہمی مچ گئی۔ جنت نے صاف بیان دیا کہ اسے انصاف چاہیے۔ لوگ سڑکوں پر پوسٹر لے کر نکلے اور مسز چیئر مین فاتح الیاس کو انصاف دو۔۔۔۔۔قاتل سے انتقام لو کے نعرے پورے کراچی میں گھونجے۔ صحافی بھی سڑکوں پر گلے پھاڑنے لگے۔۔۔۔اینکرز بھی مخالفین کا بیان لے رہے تھے۔ قیوم باجوہ نے میڈیا کا سامنا کیا اور کہا کہ اس نے کسی قسم کا زہر فاتح کو نہیں دیا جو الزام لگاتا ہے وہ پختہ ثبوتوں کے ساتھ آئے میں خود اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کروں گا۔ پورے کراچی میں گہما گہمی مچ چکی تھی۔

اس سارے سانحے کے باوجود۔۔۔۔ غزوان کا دماغ قابو سے باہر تھا۔ اسے روز فاریہ دن رات خواب میں آتی اور کہتی کہ تم نے میرے بچوں کو مارا ہے۔ اسے وہ کھلی آنکھوں سے بھی نظر آتی۔ وہ اس کا اپنا ضمیر ہوتا جس نے اس کی کمر جھکادی تھی۔ اس کا دماغ سخت الجھن میں تھا۔ وہ کبھی کبھی بیٹھے بیٹھے چیخنے لگتا تھا۔ اب بچے الگ کمرے میں سوتے تھے۔ رشنہ اپنے بچے بھی ان کے ساتھ سلاتی تھی۔ سب فراح اور آریان سے بہت محبت سے پیش آتے مگر گھر کے کچھ کیڑے انہیں مسکین ہونے کا احساس ضرور دلاتے۔ غزوان کے کمرے میں رات کو روز ذلیخہ بیگم جاتیں اور اس کے ساتھ بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتیں جس کی وجہ سے اسے سکون ملتا اور وہ سو جاتا مگر آدھی رات کو پھر آنکھ کھل جاتی اور وہی فاریہ کے الفاظ کانوں میں گھونجتے۔ اس کے بعد وہ ساری ساری رات نہ سوتا۔۔۔۔۔ ساری ساری رات نہ سونے کی وجہ سے وہ مائیگرین کا شکار ہو گیا۔۔۔۔ اس کا سر درد سے اتنا پھٹا کرتا تھا کہ وہ درد کی وجہ

سے چیختا تھا۔آریان اپنے باپ کی یہ حالت دیکھنے کے بعد سخت ڈر گیا۔اس نے سکول جانا بھی چھوڑ دیا اور فراح کو رشنہ ایسے مناظر سے دور ہی رکھتی تھی۔اب تو غزوان کے لیے جینا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔یہ بیماری تھی یا پچھتاوا بس اس ایک تھپڑ کے بدلے نے اس کا یہ حال کر دیا تھا۔۔۔۔آہ وہ ایک تھپڑ۔

❤❤❤❤❤

پارلیمنٹ ہاؤس بھرا ہوا تھا۔آدھے سے زیادہ تو وہاں میڈیا آیا تھا۔جنت بھی وقت پر پہنچی تھی اس نے میڈیا کا بلکل سامنا نہ کیا۔سفیان، وکرم اور فارس شاہ بھی پارلیمنٹ ہاؤس میں موجود تھے۔سفیان نے ایک نظر جنت کو دیکھا تو سب کچھ دیکھنا بھول گیا۔وہ کالے سوٹ میں ملبوس۔۔۔۔سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیا ہوا۔۔۔۔کالی چادر ایک کندھے پر رکھی ہوئی۔۔۔۔چہرہ بلکل سادہ نیلی آنکھوں میں کوئی کاجل نہیں تھا۔۔۔۔وہ بجھی بجھی لگ رہی تھی۔۔۔مگر اس کے خوبصورت نقش قہر مچاتے تھے۔وہ ملکہ کی شان سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی تھی۔۔۔اس کی کرسی کے پیچھے تین گارڈز اور صفیہ کھڑی تھی۔

چہرے پر نہ کوئی تکبر اور نہ کوئی خوشی صرف غصہ اور دکھ تھا۔غزوان بھی ٹی وی کے سامنے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

"قسم سے یقین نہیں آ رہا۔۔۔۔یہ وہی لڑکی ہے" فارس نے سفیان کے کان میں سرگوشی کی۔

"چاچو۔۔۔۔اللہ بہت بے نیاز ہے" اس نے ایک نظر فارس شاہ کو دیکھ کر کہا۔

"بے شک۔۔۔۔بہت زیادہ" فارس شاہ نے ایک بار پھر گردن موڑ کر جنت کو دیکھا۔

"سائمن کہاں ہے؟" جنت نے دھیمے دھیمے غصے میں کہا۔

"بیگم صاحبہ اسے کوئی ضروری کام تھا وہ نہیں آیا" جنت نے نفی میں سر ہلایا۔

"حد ہوتی ہے ویسے لاپرواہی کی بھی" جنت نے راہداری میں دیکھا۔قیوم باجوہ پارلیمنٹ ہاؤس میں داخل ہوا تو سب کھڑے ہو گئے سوائے اس کے۔پیچھے چار گارڈز اور ایک سیکرٹری۔اسد باجوہ بھی اس کے ساتھ تھا۔وہ تو کراچی

کا سردار اعلی تھا کوئی اس کے سامنے سر بھی نہیں اٹھا تا تھا البتہ پیٹھ پیچھے خوب لعن طعن ہوتی۔ وہ سٹیج پر آیا۔ ایک نظر جنت کو دیکھا اور چل کر اس کے سامنے آیا۔ جنت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے بہت افسوس ہے مسز چیئر مین فاتح الیاس لیکن ایک حیرت کی بات ہے آپ اچانک کیسے منظر ہر آ گئیں پہلے کبھی آپکو نہیں دیکھا گیا۔۔۔" جنت کھڑی ہوئی اور دو قدم چل کر اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔ بلکل سامنے وہ قد میں اس کے برابر تھی۔ اس نے سردار اعلی کی آنکھوں میں جھانکا۔

"جیسے پہلے کبھی کوئی فاتح آپ کے مخالف نہیں کھڑا ہوا اور آپ نے کبھی کسی کا قتل نہیں کیا ویسے ہی مجھے پہلے منظر میں آنے کی ضرورت نہیں پڑی قیوم باجواہ" جنت نے ہر لفظ چبھا چبھا کر ادا کیا۔ قیوم باجواہ کے پیچھے ہی اسد باجواہ کھڑا تھا۔ وہ بھی جنت کو دیکھ رہا تھا۔ "دیکھیں میڈم آپ مجھ پر الزام لگا رہی ہیں کیا ثبوت ہے آپکے پاس کہ میں نے فاتح بن الیاس کو قتل کیا ہے" پورے ہال میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ صحافی لگاتار ان کی ویڈیوز بنا رہے تھے۔ یہ منظر ان کے لیے غنیمت تھا۔

"یہ الزام نہیں ہے مسٹر (وہ چلائی سفیان کا ابرو اٹھا) یہ حقیقت ہے لیکن جانتے ہیں کیا اس حقیقت میں بھی حقیقت چھپی ہے جسے آپ نے چھپایا ہے جب ایک چور چوری کرتا ہے تو ہاتھوں میں گلوز پہن لیتا ہے کہ کوئی ثبوت نہ ملے۔۔۔ تو ایک قاتل اتنا بے وقوف نہیں ہو سکتا کہ اس کے قتل کے ثبوت آسانی سے مل جائیں" جنت کی زنانہ آواز پورے ہال میں گھونج رہی تھی۔

"میرے علاوہ بھی ان کے بہت سے دشمن تھے چیئر مین کے عہدے سے بھی کچھ لوگ خوش نہیں تھے ان سے اب انہوں نے یہ حرکت کی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے قتل کیا" جنت طنزیہ لہجے میں ہنسی۔ سفیان بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔ غزوان بھی ٹی وی میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے اب بھی یقین نہیں آتا تھا کہ یہ وہی جنت ہے جو سمندر کے پانی سے ڈر کر رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ ہائی لیڈر کے مدمقابل کھڑے ہو کر اس کی آواز میں لرزش بھی نہیں تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے اتنا طاقتور بنانے میں صرف اسی کا ہاتھ ہے۔

"اگر چیئر مین کے عہدے کی بات کی جائے تو چودھری مختیار صاحب تو اس وقت آبارڈ میں ہیں۔۔۔اور رہ گئے آپکے بھائی اسد باجوہ یہی دونوں ناخوش تھے۔۔۔ مگر چودھری صاحب نے بعد میں گٹھ جوڑ کر لیا تھا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں بچا یعنی کہ زہر اسد صاحب نے دی ہے "قیوم باجواہ اور اسد باجواہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"واہ۔۔۔ یار "فارس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ سفیان نے مسکرا کر جنت کو دیکھا۔ پورے ہال میں سناٹا چھا گیا۔ سب لوگ قیوم باجواہ کے جواب کے منتظر تھے۔

"تم بات کو غلط طرف لے کر جا رہی ہو "قیوم باجواہ نے سخت لہجے میں کہا۔ جنت ہلکا سا مسکرائی۔

"مجھے نہیں لگتا اس کے علاوہ کوئی اور مطلب تھا تم نے خود کہا (قیوم اور اسد کے آبرو تم لفظ پر اٹھ گئے۔۔۔ سفیان نے سر ہلا یا جیسے کہہ رہا ہو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) کہ چیئرمین کے عہدے پر بھی زیادہ لوگ خوش نہیں تھے سب جانتے ہیں اسد باجواہ سخت ناخوش تھا۔۔۔اور ہائی لیڈر کے الیکشن سے پہلے ہی تم نے میرے شوہر کو دھمکی دی تھی کہ میں لوگوں کو ایسے غائب کرتا ہوں کہ پتہ بھی نہیں چلتا۔۔۔ تو بولو اور کون قتل کروائے گا نہیں میں یا یہ عوام جس کے لیے وہ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ بولو قیوم باجواہ جواب دو۔۔۔ تم کس پر شک کرتے ہو" اس نے آخری جملہ چلا کر بولا۔ فارس شاہ اور اسد باجواہ حیرت سے دھنگ رہ گئے۔ وہ ان کی توقع سے زیادہ سخت تھی۔ سفیان کے چہرے پر بس مسکراہٹ تھی۔ "کیا چاہتی ہو تم۔۔۔ پیسہ، بنگلہ، باہر ملک کے ویزے بتاؤ کیا چاہتی ہو "قیوم باجواہ نے غصہ پیتے ہوئے کہا۔ جنت ایک قدم مزید اس کے قریب آئی۔ غزوان کمرے سے نکلا۔

"ہائی لیڈر کی کرسی" یہ حسب توقع جواب تھا۔ اسد باجواہ اور قیوم باجواہ کے آبرو اٹھے۔

"تمہیں یہ بچوں کا کھیل لگتا ہے ہاں "قیوم باجواہ نے سخت اور اونچے لہجے میں کہا۔

"بچوں کا کھیل تو تم نے مجھے سمجھ کر یہ حرکت کی چپ چاپ کرسی چھوڑ دو ورنہ بہت زلالت ہوگی تمہاری "پورا ہال اٹھ اٹھ کر ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ جنت کے اندر دکھ اتنا بھرا ہوا تھا کہ اسے فکر ہی نہیں تھی کہ سامنے ہائی لیڈر کھڑا ہے جس سے وہ بات کر رہی ہے۔

"تم۔۔۔تم مجھے ذلیل کروگی ہاں۔۔۔تم"جنت نے تھوک نگلا۔اس کا جواب مشکل تھا اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔میں تمہیں ذلیل کروں گا قیوم باجواہ"مردانہ آواز سب کے کانوں میں گھونجی۔جنت کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔یہ آواز۔۔۔۔جنت نے مڑکر دیکھا۔سفیان حیرت سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو یہ کہاں سے آگیا۔

جنت کو اپنے دل کی دھڑکن رکتی محسوس ہوئی۔وہ شخص اس کے سامنے کھڑا تھا جس نے اسے اس مقام تک پہنچایا تھا۔پورا آسمان حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ایک دن پہلے۔۔۔۔۔۔

سائمن نے فاتح کا ہاتھ پکڑا۔

"سر یہ کیسے ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔آپ کیسے ہمیں اکیلا چھوڑ کر جاسکتے ہیں۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔میم کو بلکہ پورے کراچی کو آپ کی ضرورت ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے"وہ خاموش آنسوں بہانے لگا پھر اچانک فاتح نے اتنا گہرا سانس لیا جیسے کہ اس میں دوبارہ روح ڈال دی گئی۔سائمن نے فوراً سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ڈاکٹرز بھاگ کر اس کے پاس آئے۔ہارٹ مشین کی سیدھی لائن ٹیڑی میڑی ہوگئی۔ڈاکٹرز مارے شاک کے اسے دیکھنے لگے۔سب فاتح کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔جب اس نے ہلکی ہلکی آنکھیں کھولیں۔

"سر۔۔۔۔۔اف میرے خدا یا مجھے یقین نہیں آرہا"سائمن مارے خوشی کے کبھی ڈاکٹرز کو دیکھتا اور کبھی فاتح کو۔فاتح کی آنکھیں نیم بند تھیں اس نے سر گھما کر سائمن کو دیکھا۔

"مسٹر سائمن آپ کا لایا ہوا تریاق کام کر گیا ہے۔۔۔۔ان کی حالت اچانک بحال ہوگئی"ڈاکٹر نے بے یقینی سے مشین کو دیکھا۔

"ڈاکٹر ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔یہ تو بلکل ختم ہو چکے تھے"لیڈی ڈاکٹر نے ڈرپ کو واپس سٹارٹ کیا۔فاتح نے آہستہ آہستہ ہاتھ اٹھا کر نیبولائیزر منہ سے ہٹا یا۔

"سا۔۔۔ئمن میری۔۔۔میری بات غور سے سنو"اس کو اب بھی تکلیف ہو رہی تھی مگر وہ مشکل سے بولا۔

"جی۔۔۔جی سر میں سن رہا ہوں"اس نے سٹول کھینچ کر فاتح کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم۔۔۔ہر جگہ یہ خبر پھیلا دو کہ میں مر چکا ہوں۔۔۔۔خاص طور پر قیوم باجوہ تک پہنچاؤ یہ خبر"اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ہونٹوں کا رنگ سفید ہو چکا تھا۔اس نے کروٹ بدلنی چاہی مگر ڈاکٹرز نے روک دیا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔۔نہیں بدلتا"اس نے سیدھا لیٹ کر آنکھیں بند کیں۔

"اس کے بعد وہ کرو جو میں تمہیں بتاتا ہوں اگر ذرا سی بھی غلطی کی تو سارا پلین خراب ہو جائے گا بات سمجھ آئی" سائمن نے سر ہلا یا۔فاتح کی آواز انتہائی دھیمی اور بوجھل تھی۔وہ آہستہ آہستہ اس کو سارا پلین بتا رہا تھا۔سائمن کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔

"لیکن سر میم۔۔۔انہیں بہت تکلیف ہو گی"فاتح نے بھی ہلکا سا سر ہلا یا۔"وہ میری قدر بھولنا شروع ہو گئی ہے۔۔۔۔اسے احساس ہونے دو کہ میرے بغیر وہ کتنی اکیلی ہے۔۔۔۔سائمن اسے کہنا ہمت نہ ہارے اور میری جگہ لے۔۔۔یہ بات تم ڈاکٹرز کی طرف سے پہنچاؤ گے"ڈاکٹرز خوشی سے باتیں کرنے لگے۔سائمن بس فاتح کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"لیکن سر ہم لوگوں سے کیا کہیں گے کہ کفن دفن کیوں نہیں کیا"فاتح نے ہلکی سی سرخ آنکھیں کھولی اور سائمن کو دیکھا۔

"سائمن۔۔۔۔پولیس کی طرف سے پوسٹ مارٹم رپورٹ پاس کروا دو اگر ضرورت پڑی تو جعلی رپورٹ بنوا دینا مگر مجھ سے کسی کو ملنے مت دینا۔۔۔۔"سائمن نے مسکرا کر سر ہلا یا۔

"لیکن سر میم کو بتا دینا چاہیے"فاتح نے نفی میں سر ہلا یا۔

"نہیں سائمن اگر اسے بتادیا تو قیوم باجواہ کے سامنے اس کے الفاظوں میں وہ درد اور غصہ نہیں ہوگا جو میرے مرنے کی خبر سن کر ہوگا۔۔۔ فکر مت کرو کوئی کسی کے بغیر مرتا نہیں ہے" سائمن مسکرایا۔

"سرایک پل کے لئے میں نے سوچا کہ آپ۔۔۔" فاتح پھیکا سا مسکرایا۔

"میں ایک پل کے لئے مرگیا تھا سائمن۔۔۔ مگر ابھی میرا وقت نہیں آیا کیونکہ بہت سے لوگوں کو میری ضرورت ہے اللہ ان کے سر سے میرا سایہ نہیں ہٹا سکتا۔۔۔" لیڈی ڈاکٹر نے فاتح کے بازو پر انجیکشن لگایا۔

"سربس اس سے زیادہ آپ نہیں ہٹا سکتے اسے۔۔۔ کل تک آرام کریں گے پھر ہی اٹھ سکیں گے" فاتح نے اس لیڈی ڈاکٹر نہیں دیکھا بس آنکھیں بند کر دیں۔ نیبولائیزر اس کے منہ پر رکھا۔ فاتح پر آہستہ آہستہ غنودگی چھانے لگی۔ سائمن نے اس کا کنولے والا ہاتھ پکڑا۔

"اللہ جی تیرا لاکھ لاکھ شکر۔۔۔۔اف" اس نے فاتح کے ہاتھ پر پیار دیا وہ اب سو چکا تھا۔ ڈاکٹر ایک فائل اٹھا کر سائمن کے پاس آیا۔

"مسٹر سائمن اگر آپ وقت پر تریاق نہ لاتے تو ان کا بچانا مشکل تھا" سائمن نے ایک آبرو اٹھا کر ڈاکٹر کو دیکھا۔

"واقعی آپکو لگتا ہے کہ انہیں آپ نے بچایا ہے۔۔۔ حد ہے ویسے (ڈاکٹر کی مسکراہٹ غائب ہوگئی اس نے سر جھکا لیا) انہیں اللہ نے نئی زندگی بخشی ہے ایک موقعہ دیا ہے انہیں ہمیں شکرانے کے نفل پڑھنے چاہیے۔۔۔ میں تو ضرور پڑھوں گا انشاءاللہ" اس نے ایک نظر گہری نیند سوئے ہوئے فاتح کو دیکھا۔

"ضرور۔۔۔ لگتا ہے آپ کافی پسند کرتے ہیں ان کو" سائمن نے گردن موڑ کر ڈاکٹر کر دیکھا۔

"اگر آپ سر کی زندگی کی تریاق میرا دل مانگتے تو میں وہ بھی خوشی خوشی دے دیتا۔۔۔۔۔ میرے لیے سب کچھ ہیں یہ" ڈاکٹر نے آبرو اٹھا کر سر ہلایا۔

"ماشااللہ اچھا اب مجھے ان کی وائف سے کہنا ہوگا کہ یہ مر گئے ہیں"

"جی بلکل "ڈاکٹر نے نرسوں اور ڈاکٹرز کو اشارہ کیا وہ سب باہر نکل گئے۔ سائمن نے گہرا سانس لیا اور فاتح کو دیکھا۔ نیبولائیزر منہ پر لگا ہوا۔ کنولہ ہاتھ پر لگا ہوا اور ڈرپ سے قطرے اس کی رگ میں جا رہے تھے۔ وہ سوتے ہوئے بہت معصوم لگ رہا تھا۔ "اللہ جی تیرا لاکھ لاکھ شکر۔۔۔۔ تیرا بہت شکر اللہ تو بے شک بہت رحیم ہے" سائمن نے آسمان کی طرف چہرہ موڑا اور نکل کر باہر گیا تو جنت سے ٹکر ہو گئی۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

"نہیں۔۔۔ میں تمہیں ذلیل کروں گا قیوم باجواہ" یہ آواز جنت جانتی تھی اس آواز کو۔ قیوم باجواہ نے نظریں موڑ کر دیکھا تو یوں لگا پورا آسمان سر پر آ گرا ہو۔ جنت نے مڑ کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تو اسے لگا کہ ایک پل کے لئے اس کا دل رک گیا ہے۔ پورا آسمان حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا اور پورا ہال بلکل سن ہو چکا تھا۔

وہ کھڑا تھا۔ بلیک تھری پیس سوٹ پہنے۔۔۔ بال جیل سے پیچھے کئے ہوئے۔۔۔ داڑھی کو نفاست سے درست کیا ہوا۔۔۔۔ فرینچ داڑھی میں اس کا سفید چہرہ۔۔۔۔ جنت کا فاتح اس کے سامنے کھڑا تھا۔ پیچھے چار گارڈز اور ساتھ فاتحانہ چہرہ لیے ہوئے سائمن کھڑا تھا۔ جنت نے اپنے بازو پہ زور سے چٹکی کاٹی تو درد محسوس ہوا۔

"میں خواب نہیں دیکھ رہی یا میں پاگل ہو گئی ہوں" جنت کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

"سر۔۔۔ میم کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی" سائمن نے فاتح کے کان میں کہا۔ فاتح ہلکا سا مسکرایا اور سائمن کو دیکھا۔

"ایسے حالات میں ایک پل کے لئے دل رک جاتا ہے شاید جنت کا دل رک گیا ہے لیکن اس بھری محفل میں میں کچھ ایسا ویسا نہیں کروں گا سائمن" سائمن نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ سفیان نے ایک نظر فاتح کو دیکھا اور ایک نظر بکی کھڑی جنت کو۔۔۔۔

فاتح چل کر سٹیج پر گیا۔ قیوم باجواہ اور اسد باجواہ اب تک منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔ فاتح جنت کے پاس کھڑا ہوا۔ وہی خوشبو فاتح کی خوشبو اندر تک سرایت کر گئی۔۔۔ جنت بس بنا پلک جھپکائے گردن اٹھا کر اسے دیکھ رہی

تھی۔فاتح نے مسکرا کر اسے دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کی گال پر رکھا۔سفیان نے نظریں موڑ لیں۔۔۔اور عزوان کا آبرو اٹھ گیا۔"جنت۔۔۔۔کنٹرول کرو تھوڑا۔۔۔جاؤ شاباش گھر جاؤ تمہاری حالت ٹھیک نہیں لگ رہی"فاتح نے ہاتھ ہٹا کر پاکٹ میں ڈالا۔جنت کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔فاتح نے صفیہ کی طرف اشارہ کیا تو وہ جنت کے پاس آئی۔

"بیگم صاحبہ چلیں گھر چلتے ہیں"جنت کے قدم اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔صفیہ اور گارڈز اسے لے کر باہر نکل گئے۔فاتح کے چہرے سے محبت کے سارے آثار ختم ہوئے اور غصے کے آثار چھا گئے۔وہ قیوم باجوہ کی طرف مڑا۔وہ اب تک بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تھوڑا سا تم بھی خود کو کنٹرول کرو۔۔۔قیوم باجواہ اتنا شاک تمہاری صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے"قیوم باجوہ نے نظریں موڑ کر اسد کو دیکھا۔

"یعنی کہ یہ سب تمہارا کھیل تھا"فاتح نے ایک آبرو اٹھا کر سر کو خم دیا۔

"کھیل تو ابھی شروع ہوا ہے تمہیں کیا لگتا ہے تم ایک لڑکی کو بھیج کر مجھے۔۔۔زہر دو گے اور میرے ارد گرد ہزاروں محافظوں کو پتہ بھی نہیں چلے گا"قیوم نے سائمن کو دیکھا تو اس نے مزید گردن کڑا لی۔

"لو ایک اس کی بیوی نے دماغ خراب کیا تھا اب یہ آ گیا ہے۔۔۔۔میرے پاس اتنے فالتو زہر نہیں ہے فاتح کہ میں تمہیں دوں گا"فاتح ہلکا سا ہنسا۔

"میں بات زیادہ نہیں بڑھاؤں گا تم نے کیا کہا تھا کہ اگر پختہ ثبوت لے آئے تو تم خود پولیس کے حوالے ہو گے" قیوم باجوہ نے تھوک نگلا بولا کچھ نہیں۔فاتح نے سائمن کی طرف اشارہ کیا تو سائمن نے سر ہلا دیا۔اتنے میں سب کو راہداری سے لڑکی آتی دیکھائی دی۔۔۔قیوم باجوہ کے ہوش اڑ گئے۔پورا ہال سوالیہ نظروں سے لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔گارڈز لڑکی کو سٹیج پر لائے۔قیوم باجواہ پوری آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تو اسے جانتے ہو گے تم قیوم۔۔۔۔تمہاری شکل سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے"قیوم باجواہ نے یک دم خود کو کنٹرول کیا۔

"یہ سب کیا ہے۔۔۔فاتح یہ پارلیمنٹ ہاؤس ہے عدالت نہیں تماشا مت بناؤ"قیوم باجوہ نے سرد لہجے میں کہا۔

فاتح نے پاکٹ میں ہاتھ ڈالا۔اس کے سینہ اب بھی جھکڑا ہوا تھا مگر اپنا معرکہ سرانجام دینا تھا اسے۔

"یہ لڑکی آئی تھی میرے آفس کے کچن میں اور مجھے کافی بنا کر دی تھی۔۔۔۔کسی سی سی ٹی وی کیمرہ میں اس کی فوٹیج ریکارڈ نہیں تھا کیونکہ اس نے تمام فوٹیج ڈیلیٹ کروا دیا۔۔۔۔۔اس کے بعد (اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور گہرا سانس لیا) اس نے قیوم باجوہ کو اپنا کارنامہ بتایا اور اس کے گھر معاوضہ لینے گئی۔۔۔یہ کرائے کی قاتل"اس نے گردن موڑ کر اس لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے میں کوئی ڈر نہیں تھا۔

"پھر میرے سیکرٹری کو اس پر شک ہوا اور اس نے اس کے پیچھے اپنا بندہ لگا دیا۔۔۔۔اور اس کے زہر کا اثر مجھے رات گھر جانے کے بعد ہوا (قیوم باجوہ کا ایک رنگ آیا اور دوسرا گیا سفیان لوگ غور سے اسے سن رہے تھے) ڈاکٹر نے سائمن کو زہر کا نام بتایا جس کا تریاق وہ جانتے تھے اور میرے سیکرٹری نے ایک رات میں وہ تریاق ڈھونڈ لیا"

فاتح کی آواز اب بھی بوجھل بوجھل تھی۔قیوم باجوہ کے ماتھے سے پسینہ چھوٹا۔

"تم بتاؤ۔۔۔۔اپنے منہ سے کہ تمہیں قیوم باجوہ نے بھیجا تھا"لڑکی نے نظریں اٹھا کر فاتح کو دیکھا اور اسے دیکھ کر مسکرائی۔قیوم باجوہ نے چور نظروں سے اسد کو دیکھا جس نے جانے کا اشارہ کیا مگر اب وہاں سے جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

"یو آر بیسٹ فاتح۔۔۔۔یو آر سو سٹرونگ تم نے زہر کو بھی مات دے دی"پھر وہ ہنسی۔فاتح نے آنکھیں سکوڑ کر اسے دیکھا۔

"پتہ ہے۔۔۔میں ہمیشہ سے تمہیں پسند کرتی تھی۔۔۔دی فین گرل۔۔۔۔تمہاری یہ عادت ہوتی تھی کہ تم کبھی ڈرتے نہیں تھے اس بار بھی تم نہیں ڈرے زہر کا اثر تمہارے سینے میں اب بھی ہے اور تمہیں فرق ہی نہیں پڑ رہا۔۔۔آئی ریلی لائک یو فاتح بن الیاس"اس لڑکی کہ چہرے پر کوئی ڈر نہیں تھا۔اسے تو صرف پیسے دیے گئے تھے قتل کے۔۔۔۔اصل نشانہ تو قیوم باجوہ تھا۔

"ذیادہ مت بولو جو پوچھا ہے وہ بتاؤ" فاتح نے سخت لہجے میں کہا۔لڑکی نے ہنستی آنکھیں قیوم باجواہ کی طرف موڑیں جس نے نفی میں سرہلایا۔لڑکی کا ایک آبرو اٹھا۔۔۔

"جی بلکل۔۔۔ مجھے اسی نے بھیجا تھا اب جبکہ تم زندہ ہو تو یہ لو تمہارے پیسے قیوم باجواہ" لڑکی نے پیسوں سے بھرا لفافہ قیوم باجواہ کی طرف پھینکا۔پورے ہال میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔قیوم باجواہ نے پوری آنکھیں کھول کر اس لفافہ کو اور لڑکی کو دیکھا۔

"یہ بکواس کررہی ہے جھوٹی لڑکی ہے۔۔۔فاتح تم نے اسے ایسا کرنے کو کہا ہے" قیوم باجواہ چلایا۔فاتح کا ایک آبرو اٹھا اس کے لئے سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔اسے جلد از جلد کام نپٹانا تھا۔

"آہ قیوم باجواہ۔۔۔۔ تمہیں پتہ ہے مجھے پیسے کی ذیادہ لالچ نہیں۔۔۔بس کوئی کام کرنے کا کہتا ہے تو میں کردیتی لیکن جب وہ کام پورا نہ ہو تو میں سارا سچ کھول دیتی۔۔۔اور تمہاری سچائی کا ثبوت میرے پاس ریکارڈنگ کے طور پر موجود ہے" اس نے موبائیل نکالا۔قیوم باجواہ کا رنگ سرخ ہو چکا تھا چہرہ پسینے سے بھیگ گیا تھا۔فاتح نظریں اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔لڑکی نے موبائیل تقریری ڈائیز پر رکھا اور ریکارڈنگ آن کی۔

"ہیلو باجواہ کام ہو گیا۔۔۔(لڑکی کی آواز ہال میں گونجی یہ اسی رات والی ریکارڈنگ تھی) گڈ تم نے بہت فٹ کام کیا شیلہ کسی کو تم پر شک تو نہیں ہوا (قیوم باجواہ کی آواز جن لوگوں کو فاتح کی باتوں پر یقین نہیں تھا ان کے منہ کھلے کہ کھلے رہ گئے) نہیں شیلہ اتنی آسانی سے شک نہیں ہونے دیتی اب تم سی سی ٹی وی فوٹیج ختم کروا دینا فاتح کا زہر اس کے دل تک پہنچ گیا ہوگا (قیوم باجواہ کا قہقہہ فاتح نے سخت نظروں سے سفید برف کا مجسمہ بنے قیوم کو دیکھا سفیان کا منہ بھی کھل گیا اتنا پکا ثبوت) پھر آجاؤ اپنا معاوضہ لینے" اور ریکارڈنگ بند ہو گئی۔ہال غصے سے قیوم باجواہ کو دیکھ رہا تھا۔

"کچھ کہنا چاہو گے قیوم" فاتح نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالے۔قیوم باجوہ کچھ نہ بولا بس سخت نظروں سے لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔سائمن کے موبائیل کی بیپ بجی اس نے موبائیل نکال کر پڑھا اور واپس جیب میں ڈال کر فاتح کے قریب آکر کان میں سرگوشی کی۔فاتح نے سر ہلایا۔

"صدر صاحب نے تمہارا فیصلہ قانون پر چھوڑ دیا ہے۔۔۔اور الیکشن ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا۔۔۔تمہارے فیصلے کے بعد الیکشنز ہونگے اور تم (اس نے لڑکی کی طرف دیکھا) تمہیں واعدے کے مطابق جیل بھیج دیا جائے گا" لڑکی کی ساری مسکراہٹ غائب ہو گئی۔اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔لوگ اٹھ اٹھ کر جانے لگے۔ہال میں افراتفری پھیل گئی۔

"پر تم۔۔۔تم نے کہا تھا مجھے لندن میں بھیج دو گے" فاتح دو قدم چل کر اس کے قریب آیا اور ہاتھ سائمن کی طرف بڑھایا تو اس نے ایک کاغذ فاتح کو دیا۔فاتح نے وہ کاغذ لڑکی کے چہرے کے سامنے کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔۔۔

"ایک حکمران کے لیے قرآن میں خاص تاکید ہے کہ وہ انصاف کرے" اس نے کاغذ کے ٹکڑے لڑکی کے منہ پر پھینکے۔

"جھوٹے مکار۔۔۔تم قرآن کی کیا بات کرتے ہو واعدہ خلافی کی تم نے" وہ چلائی۔پولیس اہلکار سٹیج پر آئے۔" انصاف کے معاملے میں مجھے ایسا کرنا ہی تھا تم قاتل ہو کتنے لوگوں کا قتل کیا ہو گا تمہاری سزا صرف سزائے موت ہے" یہ کہہ کر فاتح مڑ گیا۔پولیس لڑکی کے قریب گئی۔

"میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔۔۔۔تم نے جھوٹ بولا فراڈ ہو تم۔۔۔۔چیٹر میں تمہارا جینا حرام کر دوں گی" وہ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔پولیس نے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالیں اور اسے گھسیٹتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔فاتح پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔اس نے گردن موڑ کر قیوم باجوہ کو دیکھا۔

"فکر مت کرو۔۔۔۔تم بھی اس کے ساتھ جیل جاؤ گے۔۔۔۔قاتل انسان" یہ کہہ کر فاتح سٹیج سے اتر گیا گارڈز اور سائمن بھی اس کے ساتھ اتر گئے۔بادشاہ کا مقصد پورا ہو گیا دشمن سخت ذلیل ہوا اور اللہ نے دس ہاتھ آگے چال چلی جو آسمان کچھ دیر پہلے حیرت زدہ ہوا تھا وہ اب مسکرا کر فاتح کو دیکھ رہا تھا جو بادشاہ کی شان سے چل رہا تھا۔ اس کا ایک دشمن سر جھکائے کھڑا تھا اور دوسرے کو چہرے پر کالا کپڑا چڑھا کر جیل کی طرف لے گئے تھے۔۔۔۔فتح فاتح کی ہوئی تھی اور فاتح ہی فتح کرنے والا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر:31

غزوان اب بھی خاموشی سے بیٹھا ہوا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔اس پر اب صحافی گلے پھاڑ پھاڑ کر آج کا منظر بیان کر رہے تھے۔اس نے اکتا کر ٹی وی بند کر دیا۔وہ لیٹا ہی تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ" اس کی آواز پر سندس دروازہ کھول کر اندر آئی۔

"چاچو آپ سے کوئی ملنے آیا ہے" سندس کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"کون آیا ہے" اس نے نرمی سے کہا۔

"پتہ نہیں کوئی لڑکا ہے۔۔۔۔" غزوان کے آبرو بھینچ گئے۔

"ٹھیک ہے اسے ڈائننگ ٹیبل میں بیٹھاؤ میں آتا ہوں" سندس سر ہلا کر چلی گئی۔غزوان کھڑا ہوا اور سنگھار میز کے سامنے کھڑا ہوا۔برش اٹھا کر بالوں پر پھیرا۔اس کے بال اب پہلے سے لمبے تھے۔اس نے برش رکھا اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔اسے سندس اور فراح لاؤنج کے صوفے پر بیٹھیں نظر آئیں۔فراح نے جونہی باپ کو دیکھا اتر کر اس کے پاس بھاگی۔غزوان مسکرایا اور جھک کر اسے اٹھایا۔وہ اسے لے کر ڈائننگ روم میں گیا تو اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔سامنے بیٹھا شخص اسے دیکھ کر کھڑا ہوا۔غزوان کے اعصاب غصے سے تن گئے۔

"علی۔۔۔" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا "کیوں آئے ہو یہاں اب۔۔۔ تماشا دیکھنے" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"غزوان میں نے تمہارے بارے میں سنا مجھے بہت افسوس ہوا" غزوان ہلکا سا طنزیہ لہجے میں مسکرایا۔ علی نے اسے دیکھا وہ اب پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔۔۔ آئس کریم کا عاشق۔

"بیٹھو" غزوان نے اسے اشارہ کیا اور خود بھی صوفے پر بیٹھا۔ فراح کو اس نے گود میں بٹھایا۔

"یہ فراح ہے نہ ماشااللہ کتنی بڑی اور کیوٹ ہو گئی ہے" علی نے مسکرا کر فراح کو دیکھا۔

"الحمداللہ میری جان ہے یہ۔۔۔ اب اگر جینے کی ہمت ہوئی تو صرف اسی کے لیے جیوں گا" اس نے فراح کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ بچی بس انگلی منہ میں ڈالے علی کو غور غور سے دیکھ رہی تھی۔

"غزوان بیٹیاں کتنی عزیز ہوتی ہیں سب کو مجھے تب پتہ چلا جب میں خود ایک بیٹی کا باپ بنا" غزوان نے مسکرا کر فراح کو دیکھا۔

"بے شک۔۔۔ بہت انمول ہوتی ہے بیٹی"

"جنت بیٹی ہی تھی اپنی ماں کی غزوان" غزوان نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر ایک آبرو اٹھا کر سر جھکا یا۔

"جو ہوا سو ہو گیا۔۔۔ میں اب اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا" غزوان نے نقاہت سے کہا۔

"غزوان میں نے اسے دیکھا ہے یار۔۔۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔ وہ کس بہادری سے قیوم باجوہ کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ وہ کہاں پہنچ گئی ہے اور تم کہاں پہنچ گئے ہو تمہیں خدا سے خوف کیوں نہیں آتا" علی نے ہر لفظ تاکید سے ادا کیا۔

"خدا۔۔۔ اگر اس سے خوف آتا نہ علی تو میں آج اس مقام پر ہوتا ہی نہ اب مجھے خود سے بھی خوف ہونے لگا ہے۔۔۔۔ میرا ضمیر مجھ پر بوجھ بنتا جا رہا ہے مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اسے کیسے خاموش کروں" فراح نے غزوان کے سینے پر سر رکھا۔ غزوان نے اپنے بازو اس کے گرد حائل کر لئے۔

"معافی مانگ لو جنت سے غزوان" غزوان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ ہلکا سا مسکرایا۔ فراح کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو گئیں۔

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"کیوں غزوان۔۔۔اب کون سی تمہاری انا ہے جو تمہیں یہ کام نہیں کرنے دے رہی خدا کے لئے ختم کرو اس غرور اور ضد کو اپنے بچوں کو دیکھو (اس نے غزوان کے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی فراح کی طرف اشارہ کیا) ان کی زندگی مت تباہ کرو تم معافی مانگو اللہ بھی تمہیں تمام سزاؤں سے آزاد کر دے گا" غزوان نے گہرا سانس لیا۔ علی اپنی بات کر کے کھڑا ہوا۔ غزوان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"غزوان میں تمہیں بس یہی کہنے آیا تھا مجھے تمہارے بچوں کی فکر ہے ان کے سر سے ماں جیسا عظیم سایہ ہٹ گیا۔۔۔ایک باپ ہی باپ رہ گیا اس سائے کو تو کم از کم قائم رکھو۔۔۔۔یہ صرف میں اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ میں خود ایک باپ ہوں اور تمہارے احساس جانتا ہوں امید ہے تمہیں میری بات بری نہیں لگی ہو گی۔۔۔اب میں چلتا ہوں" غزوان نے سر جھکا لیا۔ علی بغیر کچھ بولے وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد شمیلہ چائے کی ٹرے لئے ڈائننگ میں آئی۔

"ارے کہاں گیا وہ میں چائے لائی تھی" شمیلہ نے ادھر اُدھر دیکھا۔

"اسے کچھ کام تھا اس لئے چلا گیا آپ یہ چائے ادھر رکھ دیں" غزوان نے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔ شمیلہ نے ٹرے وہاں رکھی۔

"فراح سو گئی اتنی جلدی۔۔۔دو میں اسے چھوڑ آؤں" غزوان نے اسے شمیلہ کی طرف بڑھایا۔ شمیلہ نے اسے کندھے سے لگایا اور وہاں سے نکل گئی۔

غزوان نے گہرا سانس لیا اور سر ہاتھوں پر گرا لیا۔

"مجھے تمہارے بچوں کی فکر ہے ان کے سر سے ماں جیسا عظیم سایہ ہٹ گیا ہے اب باپ ہی باپ ہے۔۔۔کم از کم باپ کا سایہ تو قائم رکھو"

"تو پھر تمہاری زندگی بھی جہنم ہے اور آخرت بھی جہنم ہوگی تمہیں کبھی سکون نہیں ملے گا" جنت کی آواز اس کے کانوں میں گھونجی۔

"عزوان۔۔۔اللہ ہم دونوں کو لمبی زندگی دے تا کہ ہم ایک ساتھ خوب سارا جیئے" اس نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کر گہرا سانس لیا۔

"کیا ہوا عزوان" اس نے یک دم گردن موڑ کر دیکھا تو فاریہ صوفے کے پیچھے کھڑی تھی۔ خون آلود سفید کپڑوں میں۔

"کچھ نہیں ہوا" اس نے دھیمی آواز میں گردن موڑ کر کہا۔

"جنت کی یاد آرہی ہے یا میری" عزوان کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ چھا گئی۔

"پچھتاوا ہو رہا ہے مجھے فاریہ" اس نے کپ کے ہینڈل پر انگلی پھیری۔

"تو ختم کرو نہ اپنے اس پچھتاوے کو" عزوان نے اسے دیکھا۔

"کیسے۔۔۔کیسے ختم کروں" اس نے تڑپ کر کہا۔

"معافی مانگ کر" عزوان نے گہرا سانس لیا۔ فاریہ بس بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اور اگر اس نے معاف نہ کیا تو" فاریہ اصل میں نہ آتی تھی ایک تو اس کا دماغ کا تھوڑا سا مسئلہ ہو گیا تھا دوسرا یہ اس کا اپنا ضمیر تھا۔ "تو تم ساری زندگی اس تکلیف میں رہو گے میں تمہیں ہمیشہ اپنا اور اپنے بچوں کا قاتل کہوں گی"

عزوان نے یک دم گردن موڑ کر دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھی۔ اس نے ادھر اُدھر گردن گھمائی مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی اور آنکھیں موند لیں۔ اس کے اندر ایسی تکلیف تھی جو باہر کے

لوگ نہیں دیکھ سکتے تھے۔اس کے اندر کاش کا لفظ سما گیا تھا۔کاش ایسا نہ کرتا۔۔۔اور یہ کاش زندگیاں چھین لیتا ہے۔۔۔کاش۔

❤❤❤❤❤❤

وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گیا تو سامنے جنت بیڈ پر بیٹھی نظر آئی۔اس نے سرہاتھوں میں گرا رکھا تھا۔دوپٹہ ابوذر کے گرد لپیٹا ہوا تھا اور اس کے بال کھلے ہوئے کمر پر پڑے تھے۔ابوذر جہاز کی جلتی لائیٹس کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ان دونوں کو اس کی آمد کی خبر نہ ہوئی۔جنت کی سسکیوں کی آواز آئی۔فاتح ہلکا سا مسکرایا۔

"جنت۔۔۔"اس کی آواز پر جنت نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کی نیلی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور سوجھی ہوئیں تھیں جیسے کافی دیر سے رو رہی ہو۔ابوذر بابا۔۔۔بابا کرنا شروع ہو گیا۔جنت کے آنسوں مزید نکلے۔ فاتح کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"میں آگیا ہوں واپس جنت"جنت کھڑی ہوئی اور دوڑ کر فاتح کے گلے لگ کر اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی۔فاتح نے بازو اس کی کمر پر باندھے اور آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔وہ چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔اس کا سانس رو رو کر رک رہا تھا۔فاتح ہلکا سا ہنسا۔

"جنت۔۔جنت کیا ہو گیا اتنا کیوں رو رہی ہو"اس نے جنت کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔جنت میں بولنے کہ ہمت نہیں تھی۔اس نے فاتح کے چہرے کو ہاتھوں میں پکڑا اور اس کا ماتھا چوما۔گال چومے۔۔۔پھر دوبارہ اسے گلے سے لگا لیا۔جنت بلکل بے قابو ہو گئی۔

"جنت کیا ہو گیا ہے سنبھالو خود کو"اس نے جنت کو خود سے الگ کیا۔جنت سے بلکل سانس نہیں لینے ہو رہا تھا۔وہ سخت ہچکیاں لے کر رو رہی تھی۔فاتح نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں پکڑا۔اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں وہ اتنا رو رہی تھی کہ آنکھیں بھی کھولنے نہیں ہو رہی تھیں۔فاتح کے اعصاب تن گئے۔

"جنت۔۔۔۔جنت آنکھیں تو کھولو کیا ہو گیا ہے تمہیں "اس نے جنت کا گال تھپکا۔وہ کچھ نہ بولی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

"ادھر آؤ۔۔۔۔ادھر بیٹھو "اس نے جنت کو بیڈ پر بٹھا یا جنت کی گردن سے سانس نکل چکا تھا۔اس کا سر فاتح کے کندھے پر گر گیا۔" جنت۔۔۔۔ جنت۔۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو کیا ہوا ہے۔۔۔۔جنت "اس نے جنت کا گال تھپکا مگر وہ تیز تیز اونچی آواز میں سانس لے رہی تھی جیسے اس کا سانس رک رہا ہو۔فاتح نے جگ میں پانی ڈالا اور گلاس اٹھا یا۔ابوذر فاتح کی دائیں طرف کھڑا ہو کر جنت کو دیکھ رہا تھا بلکل ہکا بکا۔۔۔

"یہ لو جنت یہ پیو جلدی سے "اس نے گلاس جنت کے لبوں کے ساتھ لگا یا۔جنت نے پانی کے چند گھونٹ اندر اتارے اور منہ پھیر لیا۔بچہ دوپٹے میں لپٹا ہوا تھا وہ اس سے نکل نہیں پا یا تو عاجز ہو کر کوشش بھی چھوڑ دی۔ جنت کا سانس بحال ہوا۔اس کے سانس کی آواز اب آہستہ ہو گئی تھی۔اس نے منہ سے بال پیچھے کئیے اور سیدھی ہوئی۔

"ڈرا دیا تھا تم نے جنت یہ کیا ہوا تمہیں۔۔۔۔"اس نے جنت کا چہرہ دیکھا جو زرد ہو چکا تھا۔جنت نے غور سے اسے دیکھا تو آنسوں ایک بار پھر آنکھوں سے ٹپکے۔

"فاتح۔۔۔۔فاتح آئندہ ایسا کبھی نہیں کرنا پلیز "اس نے روتے ہوئے کہا۔اس کی آواز میں اتنا درد تھا فاتح نے لب بھینچ لئیے۔یہ دوسری بار تھا جب جنت اس کی وجہ سے اتنا روئی تھی۔فاتح نے بازو اس کے گرد حائل کیے اور اسے سینے سے لگا یا۔جنت نے اپنا منہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔

"میں مر جاؤں گی فاتح۔۔۔۔دوبارہ ایسی حرکت کی تو۔۔۔۔ میں مر جاؤں گی بہت تکلیف ہوتی ہے مجھے۔۔۔۔آپکو میرا احساس تک نہیں ہوا بہت تکلیف میں تھی میں۔۔۔۔ مجھے کچھ ہو جاتا یا میرے بچے کو کچھ ہو جاتا تو "فاتح ٹھٹھک گیا۔اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔اس نے جنت کو خود سے الگ کیا۔

"بچہ۔۔۔"فاتح کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آئے۔وہ سوالیہ نظروں سے جنت کو دیکھ رہا تھا۔جنت نے بال کانوں کے پیچھے اڑسے اور ہلکی سی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا پھر مسکرا کر پلکیں جھکا لیں جیسے شرما رہی ہو۔۔۔ابوذر فاتح کے کندھے پر ہاتھ رکھا کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ جہاز کو تھوک سے بھر رہا تھا۔

"جنت بتاؤ نہ یہ کیا بولا تم نے"اس نے جنت کے کندھے زور سے پکڑے۔

"فاتح۔۔۔۔اس دن ماہی جو سرپرائز دینا چاہ رہی تھی وہ یہی تھا۔۔۔۔میں امید سے ہوں"فاتح کے چہرے پر کھلی مسکراہٹ چھا گئی۔وہ اتنے کھلے دل سے مسکرایا کہ اس کے دانت نظر آئے۔

"سچ میں۔۔۔تم سچ کہہ رہی ہو"اس نے گردن جھکا کر جنت کا چہرہ دیکھا۔جنت نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"یا اللہ۔۔۔تو غم بھی ساتھ دیتا ہے اور خوشیاں بھی۔۔۔اف میرے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر"یہ کہہ کر اس نے جنت کا ماتھا چوما۔وہ یوں خوش ہوا جیسے پہلی بار وہ باپ بننے لگا ہو۔۔۔مگر ماں باپ کی محبت تو ہوتی ہی ایسی ہے دس بچے ہوں تو دس کے دس ان کی جان ہوتے ہیں۔

فاتح نے اپنا ماتھا اس کے ماتھے کہ ساتھ جوڑا۔

"اف جنت تم سوچ بھی نہیں سکتی میں آج کتنا خوش ہوں۔۔۔۔تم جب بھی مجھے یہ خوشخبری سناتی تھی تو تمہارا چہرہ دیکھ کر ہی میں آدھے سے زیادہ خوش ہو جاتا تھا زوار کی بار، زونائشہ کی بار، ابوذر کی بار اور اس بار تو کہیں خوشیاں ایک ساتھ ملیں"جنت نے گردن اٹھا کر اس کو دیکھا۔فاتح کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ابوذر نے آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر فاتح کے کوٹ کی جیب سے موبائل نکال لیا اور سائیڈ پر ہو کر بیٹھ گیا۔

"لیکن جو تکلیف آپ نے مجھے دی۔۔۔وہ بہت بڑی تھی میں اسے برداشت نہیں کر سکتی تھی فاتح۔۔۔۔مجھے زندہ رہنے کی امید ہی نہیں رہی تھی"اس نے خفگی سے کہا تو فاتح نے نظریں جھکائیں۔

"جنت۔۔۔ مجھے اگر پتہ ہوتا تمہاری حالت کا تو میں ایسا نہ کرتا مگر ایسا کرنے کا فائدہ تمہارے وہ جواب تھے جو تم نے اس گھٹیا قاتل کو دیے۔۔۔ تم میری قدر بھول رہی تھی جنت تمہیں مجھ سے نفرت ہو رہی تھی اور یہی بات مجھے سوچنے پر مجبور کر رہی تھی" جنت نے لب کاٹے۔فاتح کے چہرے کی مسکراہٹ مدھم ہو گئی۔

"میں نے مذاق کیا تھا۔۔۔ میں غصے میں تھی مجھے آپ سے نفرت ہو سکتی ہے بھلا" اس نے فاتح کے دونوں ہاتھ پکڑے۔

"تمہیں مجھ سے محبت بھی تو نہیں ہے جنت" جنت نے پلکیں اٹھائیں۔

"محبت تو آپکو بھی مجھ سے نہیں ہے فاتح" جنت کی آواز لرزی۔بچہ زور زور سے موبائیل پر انگلیاں پھیرنے لگا۔

"جنت مجھے تم سے خود سے زیادہ محبت ہے۔۔۔۔کوئی تمہارے بدلے میری جان مانگے میں بخوشی دے دوں میرا تم سے نکاح ہوا ہے اور نکاح کے بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے۔۔۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں بہت زیادہ۔۔۔ تم اور یہ بچے ہی میرا مستقبل ہو پھر میں کسی اور سے محبت کیوں کروں گا بھلا ہوں۔۔۔ بس آئندہ ایسی باتیں مت سوچنا سمجھ آئی بات کبھی نہیں سوچنا کیونکہ اگر تم کمزور ہو گئی تو فاتح کمزور ہو جائے گا۔۔۔ مرد کی طاقت اس کی عورت ہوتی ہے جب تک وہ اس کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے مرد بڑی بڑی جنگیں فتح کر لیتا ہے مگر جب عورت ہمت ہار جائے تو مرد بھی ہمت ہار جاتا ہے سمجھ آئی بات اور ویسے بھی۔۔۔"

"لگتا بھی نی اے گند الگتا بھی نی اے نہ" پیچھے سے ابوذر نے چیخ کر موبائیل پر زور سے ہاتھ مارے۔فاتح نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"سبحان اللہ یہ معرکہ کب سرانجام دیا تم نے ادھر دینا نہ ذرا مجھے۔۔۔۔۔لگتا بھی نی اے کے کچھ لگتے" فاتح نے اس سے موبائیل کھینچ لیا تو وہ غصے سے اسے دیکھنے لگا۔

"آپ بیٹھیں میں کھانا لگواتی ہوں" جنت کھڑی ہوئی اور ابوذر سے دوپٹہ کھینچا مگر وہ اس کے پاؤں اور بازوؤں میں بندھا ہوا تھا۔

"بیٹا یہ کیا کیا ہوا ہے۔۔۔اف" جنت نے ابوذر کی ٹانگیں کھینچ کر اسے قریب کیا۔فاتح کوٹ اتار رہا تھا۔جنت نے ابوذر کے تھے جسم سے دوپٹہ اتارا۔وہ جنت کو تنگ کرنے کے لیے شرارت سے لاتیں مار مار کر ہنس رہا تھا۔جنت نے دوپٹہ لیا اور کندھے پر رکھا۔"بہت گندے ہو گئے ہو تم" جنت نے اس کی ٹانگیں پکڑ کر زور سے ہلائیں اور باہر نکل گئی۔ابوذر اٹھ کر بیٹھا اور موبائیل میں مصروف فاتح کو دیکھا۔وہ کھڑا ہوا اور چل کر باپ کے کندھے کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔فاتح ای میلز پڑھ رہا تھا۔ابوذر نے آہستہ سے ہاتھ آگے کیا اور موبائیل پر اپنی چھوٹی سی انگلیاں مارنے لگا۔

"نہیں کرو بیٹا" فاتح نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔وہ باز نہ آیا تو فاتح نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اس کے چہرے پر معصوم شرارت چھائی ہوئی تھی۔اس نے موبائیل سائیڈ پر رکھا اور اسے پکڑ کر اٹھا لیا۔

"بہت زیادہ شرارتی ہو گئے ہو تم ہاں پر لگ گئے ہیں تمہیں بھی" اس نے زور زور سے بچے کو گدگدایا تو بچے کی ہنسی کی آواز پورے کمرے میں گونج گئی۔

❤❤❤❤❤❤

قسط نمبر: 32

چھ ماہ بعد۔۔۔۔۔

زندگی خاموشی سے گزرنے لگی کچھ اس زندگی سے بہت خوش تھے اور کچھ اس زندگی میں بہت تکلیف سے رہتے تھے۔

فاتح کا نام ہائی لیڈر کے لیے چنا گیا۔وہ کراچی کا سردار اعلی بن گیا اور جنت کراچی کی فرسٹ لیڈی۔ان لوگوں کو گھر بھی چینج کرنا پڑا اور اس باران کے حصے میں ایک حویلی آئی جس میں پہلے قیوم باجوہ لوگ رہتے تھے۔وہ حویلی بے حد بڑی اور خوبصورت تھی۔سامنے بڑا سالان ٹائپ گراؤنڈ تھا جہاں سارا سارا دن ان کے بچے کھیلتے تھے۔سیکیورٹی بہت سخت کر دی گئی تھی اور فاتح کا سٹاف بھی بڑھ گیا تھا۔وہ سب اپنی زندگی میں سنبھل گئے تھے۔

اور غزوان اس کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی جنت نے سفیان کی وجہ سے فاتح کو کمپنی کمبائین کرنے کا کہہ دیا۔ سفیان کو اس سے بڑا منافع ہوا وہ واپس ایک سٹرونگ بزنس مین بن گیا۔ غزوان بھی اب لیڈز کمپنی کا ممبر تھا۔ وہ صبح جا کر اپنا کام کرتا اور رات کو واپس آجاتا اس سارا دن وہ بس خاموش رہتا نہ کسی سے فضول بات کرتا اور نہ ہی ہنسی مذاق۔ آفس کے لوگ ترستے تھے کہ وہ بات کرے مگر وہ بس خاموش رہتا تھا۔ رومیلہ کا دماغ اب پرانی حالت میں آنا شروع ہو گیا تھا وہ کافی سنبھل گئی تھی مگر غزوان کا دماغ اب بھی ٹھیک نہیں ہوا تھا۔ فاریہ اب بھی آتی تھی اور اسے اپنا اور بچوں کا قاتل کہتی تھی۔ اس کی کمر اس بوجھ سے بہت تھک گئی تھی۔ وہ آج بھی رات کو خواب میں ڈر جاتا تھا۔ رات رات کو فاریہ اس کے پاس آتی تھی وہ اسے جانے کا کہتا تو وہ ایک ہی بات کہتی کہ جنت سے معافی مانگو میں چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔

غزوان کو ان چھ ماہ میں ایک بار بھی موقع نہیں ملا کہ وہ جنت سے ملے اس کی سیکیورٹی سخت کر دی گئی تھی۔ اس لئے اس کا جنت سے ملنا بہت مشکل تھا۔ جب تک فاتح اسے اجازت نہ دے پھر ایک دن۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

فاتح کی حویلی سورج کے نیچے سینہ تان کر کھڑی تھی۔ جنت حویلی کی طویل سیڑھیاں اترتی دیکھائی دے رہی تھی۔ نیلے رنگ کا گھٹنوں تک آتا فراک اور نیچے نیلا چوری دار پجامہ۔۔۔۔ سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیا ہوا اور کندھے پر ہلکی نیلی رنگ کی چادر جو اس نے پھیلا رکھی تھی۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیئے وہ آج بلکل فریش اور خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو ایک ملازمہ سر جھکائے کھڑی تھی۔

"بولو کیا بات ہے" اس نے ملازمہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بڑی بیگم آپ سے کوئی ملنے آیا ہے" اس نے سر جھکا کر ادب سے کہا۔

"کون۔۔۔کون آیا ہے" جنت نے ڈائننگ روم کی طرف دیکھا یہاں سے اسے کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔

"نام نہیں بتایا کہہ رہا ہے کہ مسز فاتح کو بلائیں" اس نوکرانی کا سر ایک پل کے لئے بھی اوپر نہیں ہوا۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

"وہ اتنی آسانی سے اندر کیسے آگیا" جنت نے سرد لہجے میں کہا۔

"بڑی بیگم اس نے کہا کہ۔۔۔وہ فاتح سر کا اجازت نامہ لے کر آیا ہے" جنت کا آبرو اٹھا یہ کون تھا جسے فاتح نے اس سے ملنے کی اجازت دے دی تھی۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ دیکھو بچے کہاں ہیں" ملازمہ نے سر کو خم دیا اور وہاں سے چلی گئی۔ جنت ڈائننگ روم کی طرف گئی۔ ملکہ کا ڈائننگ روم بھی کوئی عام نہیں تھا جو دیکھتا تھا دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔۔۔۔ ہر چیز اعلیٰ تھی اس میں ملکہ کی طرح۔

اس نے راہداری میں قدم رکھا تو سامنے ایک مرد کھڑا نظر آیا جس کی پیٹھ جنت کی طرف تھی اور وہ دیوار پر بنی تصویر کو دیکھ رہا تھا جس میں اللہ کا نام بڑی مہارت سے لکھا گیا تھا۔

"کون۔۔۔" جنت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ مرد اس کی طرف مڑا تو جنت سانس لینا بھول گئی۔ اس کا وقت ایک بار پھر تھم گیا۔

"تم۔۔۔" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں جنت" عزوان نے ملکہ سے مہلت مانگی۔

"اب کچھ رہ گیا ہے کرنے کو ہاں" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"جنت پلیز ایک بار میری بات سن لو پلیز" اس نے التجا کی۔ یہ وہ عزوان نہیں تھا جس نے اسے چھپ کر طلاق دی تھی۔ یہ وہ عزوان بھی نہیں تھا جو اس سے اظہار محبت کرتا تھا اور یہ وہ عزوان بھی نہیں تھا جو اس سے گاڑی کے سامنے کھڑا ہو کر لڑ رہا تھا۔ یہ تو بے بس اور ٹوٹا ہوا عزوان تھا جو آج اس سے بات کرنے کو ترس رہا تھا۔

"بولو کیا کہنا ہے" جنت نے سرد لہجے میں کہا۔ وہ چل کر جنت سے تھوڑا فاصلے پر کھڑا ہوا اور ہاتھ پیچھے باندھے۔

"جنت۔۔۔ جنت مجھے اپنے کئے پر بہت پچھتاوا ہے۔۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں پلیز مجھے معاف کر دو" جنت کو لگا کہ اس نے غلط سنا ہے۔ یہ شخص کیسے اس سے معافی مانگ سکتا تھا۔

"میں نے بہت کچھ کھودیا ہے جنت۔۔۔ میں بہت اکیلا رہ گیا ہوں صرف میری ایک چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے مجھے اب اللہ سے بہت ڈر لگتا ہے اگر تم نے معاف نہ کیا تو نا جانے وہ میرے ساتھ اور کیا کرے گا۔۔۔ جنت پلیز ایک بار کہہ دو کہ میں نے تمہیں معاف کردیا" اس کی آواز پورے کمرے میں گھونج رہی تھی۔ جنت چل کر اس کے قریب گئی اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میرے معاف کرنے سے اگر میری ماں۔۔۔ میری محبت۔۔۔ میرا اعتماد۔۔۔۔۔ میرا یقین۔۔۔ اور میری عزت واپس آجائے گی تو ٹھیک ہے عزوان میں تمہیں معاف کرتی ہوں" جنت کی آواز لرز گئی۔ عزوان نے سر جھکا لیا اسے اسی جواب کی توقع تھی۔

"صرف ایک تھپڑ کا بدلہ لیا تم نے۔۔۔ تم بدلے میں مجھے دس تھپڑ مار دیتے مگر تم نے انتہائی گھناؤنا کھیل کھیلا۔۔۔ تمہارے وہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گھونجتے ہیں عزوان۔۔۔ میری ماں کا مرنا۔۔۔ مجھے ہسپتال میں لاوارث چھوڑ دینا۔۔۔ میرے بچے کو کسی اور کہہ دینا جب کہ خدا آج بھی گواہ ہے کہ وہ تمہارا بچہ تھا اور تم میرے شوہر تھے۔۔۔ (عزوان نے سر اٹھا کر دیکھا اس کی نیلی آنکھیں آنسوں سے بھری ہوئیں تھیں) اور بھری محفل میں جھوٹ بول دینا تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ ایک سال میں کس اذیت کا شکار رہی پھر تم مجھ سے معافی کی توقع رکھتے ہو سوچنا بھی مت عزوان تمہاری تڑپ مجھے سکون دیتی ہے چلے جاؤ یہاں سے تمہیں کوئی معافی نہیں ملے گی" جنت کی آنکھیں نم ہوگئیں تھیں۔ عزوان کی نظریں اسکی نیلی آنکھیں پر ٹھہری ہوئیں تھیں۔ درد تھا ان میں بے انتہا درد۔۔۔ دل میں پھر وہی کاش آیا۔۔۔ کاش میں نے اسے دیکھا ہی نہ ہوتا۔۔۔

جنت جانے لگی۔

"جنت خدا کے لئے ایسا مت کرو۔۔۔ میں بہت تکلیف میں ہوں تم ایک ماں ہو بچوں کی تکلیفیں جانتی ہو ماں کے بغیر بچوں کی زندگی کتنی مشکل ہوتی ہے۔۔۔ میرے بچے مسکین ہیں جنت اگر میں اسی تکلیف میں رہا تو وہ یتیم بھی ہو جائیں گے۔۔۔ خدا کے لیے مجھے معاف کردو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے اگر تم کہتی ہو تو یہ لو میں تمہارے

پاؤں پکڑتا ہوں" غزوان جنت کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ جنت کی آنکھیں کھلی کی کھلی وہ گئیں۔ آسمان نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا۔ وہاں رکھی ہر چیز نے ان دونوں کو دیکھا۔ وہ سید غزوان شاہ تھا۔۔۔ جسے اٹلی میں لوگ دیکھتے تو اس کے لئے راستہ چھوڑ دیتے تھے۔۔۔ جس کے پیچھے ہزاروں لڑکیاں مرتی تھیں۔ جس نے ایک تھپڑ کے بدلا ایک لڑکی کو معزور کر دیا تھا اور دوسری کی زندگی تباہ کر دی تھی۔۔۔ ایک نے تو اسے معاف کر دیا تھا کیونکہ اس کی ٹانگ اب ٹھیک ہوگئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن جنت اس کے لئے یہ بہت مشکل تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوں ٹپکے اور گالوں کو چیر کر زمین پر جا گرے۔

"پلیز جنت۔۔۔ میں معافی کی بھیک مانگتا ہوں۔۔۔ ایک بار معافی مانگنے پر تو خدا بھی معاف کر دیتا ہے تم بھی معاف کر دو پلیز۔۔۔" اس نے سر اٹھایا۔ غزوان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ جنت کچھ نہ بولی بس اسے دیکھ رہی تھی بنا پلک جھپکائے آنسوں آنکھوں سے لگاتار گر رہے تھے۔ غزوان اسے خاموش پا کر کھڑا ہوا۔ اسے جنت کے پیچھے فاریہ نظر آئی۔ وہی خون سے لدے کپڑے۔۔۔۔

"تم نے اسے بہت تکلیف دی ہے یہ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی چلے جاؤ اب یہاں سے" غزوان نے بے بسی سے پہلے فاریہ کو دیکھا پھر جنت کو۔۔۔

"ٹھیک ہے جنت۔۔۔ تمہارا دل بہت سخت دکھا ہے اور مجھے اس سے بھی زیادہ تکلیفیں مل گئیں ہیں۔۔۔ جب تمہارا انتقام پورا ہو جائے تو مجھے اور میرے بچوں کو اس سزا سے نکال دینا۔۔۔ میں چلتا ہوں اب اللہ حافظ" یہ کہہ کر غزوان جانے لگا سخت تکلیف تھی اس کو آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔۔۔ راہداری تک پہنچا۔

"غزوان۔۔۔" یہ نام اس نے سات سال بعد لیا تھا۔ درد سے بھری آواز۔ غزوان کے قدم رکے۔

"تم نے میرے ساتھ وہ کیا جو میں نے سوچا بھی نہیں تھا..... وہ دن مجھے خواب کی طرح لگتے تھی جب تم میرے ساتھ ہوتے تھے تو مجھے تحفظ کا احساس ہوتا تھا. تم نے میرا یقین میرے خواب احساسات سب کچھ تباہ برباد کر کے مجھے مرنے کے لیے چھوڑ دیا لیکن اب تمہاری سزا پوری ہو گئی ہے تم نے مجھ سے میری محبت چھینی تھی میری ماں

چھینی تھی اللہ نے تم سے تمہاری محبت اور اولاد چھین لی اس لیے....." وہ خاموش ہوئی. غزوان نے مڑ کر اسے دیکھا. اس کی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے. غزوان کو اس کے پیچھے فاریہ کھڑی نظر آئی.

"اس لیے میں تمہیں اپنے پورے دل سے معاف کرتی ہوں (غزوان کو یوں لگا اس کا جسم سن ہو گیا ہے) اور اللہ سے بھی دعا کروں گی کہ تمہیں تمہارے تمام گناہوں کے لیے معاف کر دے جاؤ غزوان خوش رہو اور میرے سامنے کبھی دوبارہ مت آنا..... چلے جاؤ" یہ کہہ کر وہ وہاں سے روتے ہوئے چلی گئی. اس نے سامنے دیکھا تو فاریہ مسکرا رہی تھی اور اب اس کے کپڑوں میں خون بھی نہیں تھا.

اسے معافی مل گئی تھی اس کی آنکھوں سے آنسوں بہے آج وہ بلکل پاک صاف ہو گیا تھا اپنے تمام گناہوں سے پاک....

❤❤❤❤❤❤

شاہ ولا میں سورج سوا نیزے پر تھا۔ ایسے میں غزوان کے کمرے میں خوشبو پھیلی ہوئی تھی پرفیوم کی خوشبو۔۔۔وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑا تھا۔ کالی قمیض شلوار کے اوپر کالا کوٹ۔۔۔بال جیل کی مدد سے اوپر کیے ہوئے اور چہرے پر نفاست سے درست کی ہوئی داڑھی۔ اس نے گھڑی اٹھائی اور اسے بازو میں باندھا، پرفیوم کی بوتل ایک بار پھر اٹھا کر خود پر چھڑکا۔۔۔قطروں نے خوشی خوشی اس کے کپڑوں پر اپنا حصہ بنا یا۔ کھڑکی سے نظر آتا آسمان اسے دیکھ رہا تھا۔ سامنے لگی فاریہ کی تصویر بھی آج دل کھول کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔اس نے خود کو شیشے میں دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا۔۔۔وقت کا دل کیا کہ وہ ہمیشہ یہیں رک جائے جہاں اس کو وہ پرانا غزوان ملا تھا۔۔۔سید غزوان شاہ۔ اس نے ڈارک گلاسز اٹھائیں اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ وہ قدم با قدم چل رہا تھا۔ مسکرا کر ہر دیوار۔۔۔۔ہر پھول۔۔۔۔ہر چیز اسے دیکھ رہی تھی۔ غزوان ڈائننگ روم میں گیا۔

"چلو غزوان۔۔۔" سفیان جونہی پیچھے مڑا تو چونک گیا۔ ذلیخہ بیگم غزوان کو یوں دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ عالم شاہ نے ٹیک چھوڑی۔ سفیان نے موبائل کان سے نیچے کیا اور اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"غزوان۔۔۔یہ مت کہنا...... تم کون ہو" سفیان نے ڈرتے ہوئے کہا تو غزوان ہلکا سا مسکرایا۔

"فکر مت کریں بھائی۔۔۔ میں جانتا ہوں آپ میرے شہزادے بھائی ہیں" غزوان نے سفیان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ذلیخہ بیگم کی آنکھیں آنسوں سے بھر گئیں۔ انہوں نے گردن موڑ کر عالم شاہ کو دیکھا۔ جو اخبار پکڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

"غزوان۔۔۔ مجھے یقین نہیں آرہا تم۔۔۔۔ مطلب تم اتنے سالوں بعد اتنے پر رونق نظر آرہے ہو۔۔۔ میری چھٹی حس جواب دے رہی ہے" سفیان نے پریشانی سے ایک ایک لفظ ادا کیا تو غزوان ہنسا۔ یہ گھر اس کی ہنسی کو ترس گیا تھا۔

"سفیان میں نے آپکا کوٹ پریس۔۔۔" رشنہ جونہی ڈائینگ روم میں داخل ہوئی تو ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس نے غزوان کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"بھائی۔۔۔۔ پچھلے سات سالوں سے میرے ضمیر پر بہت بوجھ تھا میں خوش رہنے کے باوجود خوش نہیں تھا کہیں نہ کہیں میرے دل میں ایک ہی بوجھ تھا کہ میں نے جنت کے ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔ صرف ایک تھپڑ کا بدلہ لیا اور پھر پچھلے دنوں وہ سب میں نے ایک پل کے لئے تو خودکشی کا بھی سوچا تھا مگر پھر میرا دوست آیا۔۔۔ اور دوست کے پاس ہر مشکل کا حل ہوتا ہے اس نے مجھے اس چیز کا بھی حل دے دیا" ذلیخہ بیگم کی آنکھوں سے خوشی کے آنسوں گر رہے تھے۔ سفیان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا حل بتا یا علی نے۔۔۔" غزوان مسکرایا اور گردن جھکا کر گہرا سانس لیا۔ "میں۔۔۔ فاتح سے ملا اور اس سے جنت سے ملنے کا اجازت نامہ لیا۔۔۔ اور میں جنت سے ملا پھر" وہ رکا اور خلا میں دیکھا۔

"پھر کیا۔۔۔" سفیان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"پھر میں جنت کے پاس گیا اور اس سے معافی مانگی۔۔۔ یہاں تک کہ اس کے پاؤں میں بیٹھ گیا" سفیان کے آبرو اٹھ گئے۔ غزوان کے چہرے کا سکون اف۔۔۔۔۔

"تو اس نے تمہیں معاف کر دیا؟" سفیان نے تعجب سے اسے دیکھا۔ غزوان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"اس کے لئے مشکل تھا بھائی۔۔۔ لیکن پھر اس نے مجھے کہا کہ وہ میرے ہر گناہ کے لیے مجھے معاف کرتی ہے اور اللہ سے بھی التجا کرتی ہے کہ وہ مجھے معاف کر دے۔۔۔ اور مجھے خوش رہنے کی دعا بھی دی" سفیان نے تعجبانہ انداز میں پیچھے مڑ کر ذلیخہ بیگم کو دیکھا جو مسکرا کر غزوان کو دیکھ رہی تھیں آنکھوں میں آنسوں بھی تھے۔

"تم نے بلکل ٹھیک فیصلہ کیا غزوان۔۔۔۔ تم نے خود کو اس بوجھ سے آزاد کر دیا مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنی بے کارانا کو چھوڑ دیا" سفیان نے اس کا کندھا زور سے تھپکا۔

"بھائی۔۔۔ میں اتنا مطمعن پہلے کبھی نہیں ہوا جتنا آج ہوں۔۔۔ مجھے اپنا بھیانک ماضی اب کبھی نہیں یاد کرنا اب بس اپنے بچوں کے مستقبل کے لیے محنت کروں گا اور آپ میرا ساتھ دیں گے" سفیان نے رشنہ کو دیکھا جس نے مسکرا کر پہلے غزوان کو دیکھا پھر سفیان کو دیکھ کر سر ہلایا۔

"غزوان۔۔۔۔ ویسے مجھے نہیں لگتا کہ تم ایک عورت کے بغیر رہ سکتے ہو" غزوان نے منہ بنا کر اپنی ماں کو دیکھا۔

"بھائی۔۔۔ موم اور بھابھی آپ سب کے دماغ میں جو بھی چل رہا ہے اسے نکال دیں میں اکتا گیا ہوں اس شادی کے جھنجھٹ سے۔۔۔ اب زندگی سکون سے جینی ہے بس" سفیان نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔ ذلیخہ بیگم اس کے قریب آئیں۔

"اللہ اب میرے بچے کو کسی کی بد نظر نہ لگے اور تم آئندہ کے بعد وہ کرو گے جو میں کہوں گی" غزوان نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"اور آپ چاہتی ہیں میں شادی کر لوں۔۔۔ ہوں" ذلیخہ بیگم نے سر ہلایا۔ عالم شاہ کھڑے ہو کر اس کے قریب آئے۔ "بیٹا عورت کے بغیر مرد بہت ادھورہ ہوتا ہے۔۔۔ اور میں اپنے بیٹے کو ادھورہ نہیں دیکھ سکتا اور ویسے بھی تم ابھی بتس سال کے ہی ہو" عالم شاہ نے اس کا کندھا تھپکا۔

"تمہاری وہ حالت اب میں دوبارہ نہیں دیکھنا چاہتا لحاظہ اب زندگی میں سوچ سمجھ کر اور صبر سے فیصلے کرنا۔۔۔" عزوان نے سفیان کو دیکھا پھر ذلیخہ بیگم کو۔

"انشااللہ ڈیڈ انشااللہ۔۔۔اب چلیں بھائی" اس نے گھڑی دیکھتے ہوئے سفیان کو مخاطب کیا۔

"ہاں بس چلتے ہیں میں کوٹ لے آؤں" سفیان نے ڈائننگ روم سے نکلتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آپکا باہر انتظار کر رہا ہوں" سفیان اپنے کمرے کی طرف گیا اور وہ باہر نکل گیا۔۔۔باہر کھلے آسمان کے نیچے گیا اور گہرا سانس اندر کھینچا۔۔۔زندگی ایسے ہلکی پھلکی لگ رہی تھی جیسے کمر سے سارا بوجھ اتر گیا ہو۔

❤❤❤❤❤❤❤

آخری قسط

(میں جنت فاتح الیاس۔۔۔فاتح الیاس کی بیوی اور قاسم کاظمی کی بیٹی)

دائی نے ایک کپڑے میں لپٹا ہوا بچہ فاتح کو دیا۔فاتح نے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا۔

(میں دنیا کی عام ترین لڑکیوں میں سے تھی نہ زندگی کا کوئی مقصد اور نہ ہی کوئی خواب۔۔۔بس جیسا ہوتا جا رہا تھا میں ویسے زندگی جی رہی تھی)

ترکی کا مال روشنیوں سے لش پش کر رہا تھا۔وہ تینوں ایک دکان سے باہر نکلتے دیکھائی دے رہے تھے۔

(پھر ایک دن۔۔۔اس کھلے آسمان کے نیچے مجھے وہ ملا۔۔۔جس کے بارے میں میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا میری قسمت میرا پیچھا کر رہی تھی اور مجھے معلوم تک نہ تھا)

فاتح نے تھے سے بچے کے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔وہ پرسکون نیند سو رہا تھا۔

"باپ قربان جائے تم پر" فاتح نے اس کا ماتھا چوما۔

urdu novels mania www.urdunovelsmania.com

(مجھے محبت ہوئی۔۔۔میں نے کبھی محبت کا مطلب نہیں جانا اور میرے شوہر نے مجھے بتایا کہ محبت کسے کہتے ہیں لیکن میں نے محبت تو اس سے کی تھی ہر حد پار کردی تھی اس کی محبت کے لیے میں نے اپنا دل اپنا وجود بنا ہاتھ کانپے اس کے حوالے کر دیا)

آریان ایک ایکویریم کی طرف بھاگا۔۔۔

"او گاڈ بابا۔۔۔وہ مچھلی دیکھیں ادھر آؤ فراح وہ دیکھو جلدی آؤ" وہ چلا چلا کر انہیں بلا رہا تھا۔

(میں نے اپنی زندگی کیسے گزاری وہ صرف میں ہی جانتی ہوں جب میرے یقین کا گلا گھونٹا جا رہا تھا تو جو میری حالت تھی وہ وہی لوگ جانتے ہیں جن کے پختہ یقین ٹوٹے ہوں۔۔۔میں بلکل ہار گئی اس روز بارش میں چلتے ہوئے مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میری زندگی کا یہ آخری دن ہے اور پھر اس بارش کا ایک ایک قطرہ گواہ ہے کہ اسی دن مجھے میری زندگی ملی تھی)

ماہی فاتح کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اوپر ہوئی۔

"بابا مجھے بھی دیکھائیں بے بی" فاتح نے گردن جھکا کر ماہی کو دیکھا اور کرسی پر بیٹھا۔سب بچے اس کے ارد گرد جمع ہوئے۔

(مجھے ایک بیوی والا احساس ملا۔۔۔پھر میں ماں بنی اور مجھے پتہ چلا کہ اولاد ماں باپ کے لیے کیا چیز ہوتی ہے میرے فاتح نے کبھی مجھ سے نہیں لڑے کبھی غصے میں مجھے نہیں جھڑکا۔۔۔نہ کبھی ناراضگی ظاہر کی مجھے ایک مکمل زندگی مل گئی)

عزوان نے فراح کا ہاتھ پکڑا اور اسے ایکویریم کے قریب لے گیا۔وہ اپنے دونوں تھے ہاتھ شیشے پر رکھ کر مچھلیاں دیکھ دیکھ کر خوش ہونے لگی۔

(مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ جو سب ہوا میرے ساتھ ہوا۔۔ میں نے اپنی زندگی سے بہت سارے سبق سیکھ لئے جو میں نے کبھی سوچے بھی نہیں تھے میں ایک جھگڑالو لڑکی تھی۔۔۔ بات بات پر غصہ کرنے والی پھر محبت نے میرا دل نرم کیا اور تحمل سے ہر چیز کرنے لگی)

"کتنا پالا ہے نہ آپو۔۔۔۔ شونا" زونائشہ نے بچے کے گلابی گال پر پیار دیا۔

"بلکل میری شہزادیوں جیسا ہے" فاتح نے زونائشہ کا گال سہلایا۔ (میں سوچتی تھی کہ لوگ کیوں یہ کہتے ہیں کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے مجھے کبھی صبر کا پھل نہیں ملا۔۔۔ پھر جب فاتح کے پیار کی پہلی مہر میرے ماتھے پر ثبت ہوئی اور عزوان جب میرے پاؤں میں بیٹھا تو مجھے پتہ چلا کہ صبر کا پھل تمام پھلوں سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے)

عزوان کی نظر آئس کریم پارلر پر پڑی۔

"بچوں آؤ آئس کریم کھاتے ہیں۔۔۔ کافی سالوں سے نہیں کھائی آجاؤ چلیں" عزوان نے انہیں ایکویریم کے پاس سے ہٹایا اور آئس کریم پارلر کی طرف لے گیا۔

(میں ماں ہوں اور ماں کی محبت کو جانتی ہوں تو پھر سوچتی ہوں کہ اللہ تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے اور ایک ماں کیسے اپنے بچے کو بنا فائدے کے تکلیف دے سکتی ہے۔۔۔ وہ اللہ جب بھی آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس کے پیچھے ضرور کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے وہ بنا اپنے بندے کے فائدے کے اسے مشکل میں نہیں ڈالتا)

"بابا میں۔۔۔" زوار نے رونی شکل بنا کر فاتح کو دیکھا۔

"ڈیٹا آپ تو راجہ ہو بابا کے۔۔۔ ہوں اور آپ مجھ پر گئے ہو یہ اور ابوذر ماما کی طرح ہیں" یہ سن کر تینوں بچے پہلے ابوذر کو دیکھتے پھر بچے کو۔ فاتح اٹھا اور بچے سمیت کمرے کے اندر گیا۔ جہاں تین عورتیں سامان بیگ میں ڈال رہی تھیں۔ نظریں گھما کر بیڈ پر لیٹی جنت کو دیکھا۔

(اگر غلط کرتے ہیں تو صرف ہم غلط کرتے ہیں جو مشکلوں میں سوچتے ہیں کہ اللہ صرف ہم پر ہی مشکلات لاتا ہے اللہ کی ذات سے بڑی ذات ماں کی بھی رحیم نہیں ہوتی وہ انسان کو اگر دکھ دیتا ہے تو خوشی بھی دیتا

ہے۔۔۔آزمائش میں ڈالتا ہے تو اسے آزمائش سے نکالتا بھی ہے۔۔۔اسے دکھ دیتا ہے تو اسے راحت بھی میسر ہوتی ہے)

وہ تینوں ٹیبل پر بیٹھے آئس کریم کھا رہے تھے۔

"بابا ہم بڑے ابو کے پاس کب جائیں گے مجھے ان کی یاد آتی ہے" آریان نے چمچ آئس کریم میں مارتے ہوئے کہا۔

"بس میرا تھوڑا سا کام ہیں پھر ہم ضرور جائیں گے" (رات کے بعد صبح کا مطلب صرف یہی ہے کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ضرور آتی ہے لیکن اس صبح کے لیے ہمیں رات کو گزارنا بھی پڑتا ہے صبر کے ساتھ تحمل کے ساتھ۔۔۔۔۔پھر ایک سنہری صبح آتی ہے اللہ سے جو انسان دوستی کر لیتا ہے وہ کبھی بھی خسارے میں نہیں پڑتا)

فاتح جنت کے قریب گیا اور اسے دیکھا۔وہ پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔گہری سانسیں لے رہی تھی جیسے اپنا تنفس بحال کر رہی ہو۔چہرہ سرخ اور گرم ہو چکا تھا۔آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔فاتح بیڈ کی سائیڈ پر بیٹھا۔

(اللہ سے دوستی کا مطلب ہے اس پر پختہ یقین رکھنا ایسا ہو کر ہی رہے گا نا ممکن چیز کے بارمیں بھی صرف اللہ پر یقین رکھنا اس کے لیے تو کچھ مشکل نہیں وہ تو ایک اشارہ کرے تو جنت دنیا میں آجائے۔۔۔اس کے لیے یہ مشکل ہے کہ تمہارے کاموں کا حل ایک پل میں نکال دے)

"بابا۔۔۔آپ نئی ماما کب لائیں گے" آریان کی بات پر غزوان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم چاہتے ہو کہ میں نئی ماما لاؤں" فراح چپ چاپ آئس کریم کھاتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی۔

(لیکن اب وہ دور نہیں رہا جس میں سمندر پر قدم رکھ کر کہا جاتا تھا راستہ بنائے گا۔۔۔دل میں ذرا سی کھوٹ ہمارے یقین میں خلل ڈال دیتی ہے ایسا ہو کر ہی رہے گا یہ یقین دل میں ہونا چاہیے۔۔۔ہزار مخالف کھڑے

ہونگے بھئی یہ ناممکن ہے ایسا نہیں ہو سکتا پر تم جواب دو کہ اللہ صرف تمہارا نہیں ہے میرا بھی ہے اور اس کے لیے کچھ ناممکن نہیں ہے۔۔۔۔)

جنت نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"فا۔۔۔۔۔تح "اس کی آواز انتہائی دھیمی تھی۔

"فاتح کی جان فاتح کی طاقت ہو تم جنت۔۔۔۔۔اللہ تمہیں دنیا کی ہر آزمائش سے بچائے۔۔۔۔۔میری ملکہ ہو تم میرے سلطان کی ماں "اس نے جنت کا ہاتھ تھاما جو آگ کی طرح گرم تھا پکڑا۔(یقین شرط ہے صبر شرط ہے۔۔۔۔۔جن مراحل سے میں گزری اس سے بڑے مرحلے آتے ہیں اس دنیا میں پھل نہ ملا تو کیا ہوا جنت سے میٹھا پھل کوئی ہے۔۔۔اس کے مقابلے کوئی جگہ ہے۔۔۔۔لیکن ایسا یقین ان مراحل سے گزرنے کے بعد ہی آتا ہے اللہ کی مصلحتیں بعد میں سمجھ آتی ہیں اور پھر ہم سوچتے ہیں کہ کاش میں اور صبر کر لیتی)

"نہیں بابا۔۔۔۔۔بڑی امی ہمارا اتنا خیال رکھتی ہیں اور اماں بھی بہت خیال رکھتی ہیں آپ نئی ماما نہیں لانا بڑے ابو کی بات نہیں ماننا اور دادا ابو کی بھی "عزوان ہلکا سا مسکرایا۔

(میری زندگی تو اس گاڑی سے شروع ہوئی تھی جس سے میری بہن کی ٹکر ہونے لگی تھی اور نا جانے آگے کتنی مشکلات اور دیکھنی پڑیں گی مگر ابھی جو وقت سکون سے گزر رہا ہے اس میں میں اللہ کا لاکھ شکر کروں تو بھی کم ہے)فاتح نے جنت کے ہاتھ کو چوما۔

"جنت میں اپنے بیٹے کا نام سلطان رکھوں گا۔۔۔۔سلطان بن فاتح اپنی ماں کا شہزادہ اور باپ کا سلطان ہو گا یہ تمہیں کوئی اعتراض ہے "جنت ہلکا سا مسکرائی۔

"جیسی۔۔۔آپکی مرضی۔۔۔۔اچھا نام ہے یہ "اس نے ہلکی سی آواز میں کہا۔فاتح نے مسکرا کر بچے کو دیکھا۔

"فاتح بن الیاس کا بیٹا سلطان بن فاتح"

(وہی تو اللہ ہے جو آج بھی کرامتیں کرتا ہے۔۔۔ میرے فاتح کی ضرورت تھی مجھے میرے تھے تھے بچوں کو اور اللہ نے ان کی روح نکالنے کے بعد رحم کیا اور انہیں واپس ہماری زندگیوں ف لائے۔۔۔ وہ دنیا کے وہ واحد شخص ہیں جنہیں میں کھونے سے ڈرتی ہوں کیونکہ وہ میرے شوہر ہیں میرے سر تاج۔۔۔ اللہ کے بعد میرا واحد سہارا اور محبت آہ۔۔۔ محبت تو صرف اسی سے ہوئی تھی سید عزوان شاہ سے اس کے بعد محبت نہیں ہوئی ہمدردی ہوئی تھی جس دن اس نے معافی مانگی۔۔۔ تو دل نے ایک بار حسرت کی کہ کاش وہ والا دن واپس لوٹ آئے جب عزوان نے ایک کمرے میں مجھ سے اظہار محبت کیا تھا صرف ایک دفعہ۔۔۔ کیونکہ یہ والا عزوان ہمیشہ سے میرا خواب رہا آہ عزوان۔۔۔۔ تم میری زندگی کا سب سے بڑا سبق ہو)

"ٹھیک ہے پھر میں نہیں کرتا شادی لیکن بڑوں کی بات کو نہ ماننے کے بہت نقصان ہوتے ہیں بیٹا۔۔۔ آپ بابا کا نقصان کرنا چاہتے ہو" یہ کہہ کر عزوان نے آئس کریم کی چمچ منہ میں ڈالی۔

"نہیں بابا۔۔۔ میں تو مذاق کر رہا تھا آپ نئی ماما لے آئیں۔۔۔ ہے نہ فراح" فراح کو سمجھ لگکھ نہیں آئی تھی بس ایسے ہی سر ہلا دیا۔ عزوان ہنسا۔

"چلو اٹھو گھر چلتے ہیں۔۔۔ اٹھ جاؤ بہت گھوم لیا" اس نے آدھی آئس کریم وہیں چھوڑ دی اور بچوں کو لے کر راہداری تک پہنچا بچے آگے بھاگے۔ عزوان رکا اور مڑ کر دیکھا تو وقت تھم گیا۔ جہاں وہ لوگ بیٹھے تھے وہیں فاریہ کھڑی تھی۔ آج اس کے کپڑوں میں خون نہیں تھا وہ بس عزوان کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں آنسوں سے بھری ہوئیں۔ عزوان کی آنکھیں نم ہوئیں۔ فاریہ نے آنکھوں کے نیچے انگلیاں پھیریں اور نفی میں سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو رونا مت۔۔۔۔ عزوان کا آنسوں آنکھوں سے نکل کر گال پر گرا۔ اس نے آنسوں صاف کر کے اوپر دیکھا تو وہ اب وہاں نہیں تھی۔۔۔۔ عزوان کا دل سخت دکھا اس نے گہری سانس لی اور آگے قدم بڑھائے۔۔۔ زندگی کے قدم۔ فاریہ وہیں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ آہستہ آہستہ ادھوری آئس کریم چھوڑ کر سید عزوان شاہ فاریہ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔۔۔۔ آہ سید عزوان شاہ۔۔۔۔

ختم شد۔

میرے ناول "انتقام" کا اختتام ہو چکا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ سب نے میرے ناول کو پڑھنے کے لیے اپنا قیمتی وقت نکالا۔ اس ناول کے تمام کردار فرضی تھے اور مقام بھی فرضی ہی تھے۔ دراصل یہ میرا پہلا ناول تھا۔ میں ایک ایسی کہانی لکھنا چاہتی تھی جس میں منفی کرداروں کو ان کا انجام مل سکے۔ میں بتانا چاہتی تھی کہ کسی کا دل دکھا کر، کسی کا یقین اور محبت کو توڑ کر کوئی کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔ چاہے اسے ہزاروں خوشیاں ہی کیوں نہ مل جائے۔

ضمیر وہ بوجھ ہے جو انسان کے اندر رہتا ہے اس سے کوئی ذی روح پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔

اللہ وہ حاکم ہے جو سب جانتا ہے جو تم جان بوجھ کر کرتے ہو اور جو انجانے میں کرتے ہو۔ دل اللہ کا گھر ہے اور جو انسان اللہ کے گھر کو توڑ دیتا ہے تو اس گھر کے مالک کے قہر سے بچ نہیں سکتا۔

مجھے امید ہے کہ آپکو میرے اس ناول سے کچھ نہ کچھ تو ضرور سیکھنے کو ملا ہو گا سب اپنی رائے ضرور دیں۔

میرا اب اگلا ناول "عشقِ الٰہی" ہے جو اللہ سے محبت کی بیس پر لکھا گیا ہے۔ جلد وہ بھی آپ سب کے سامنے پیش کیا جائے گا انشااللہ......

آپ سب کے تعاون کا بہت بہت شکریہ۔

جزاک اللہ۔

دعاؤں کی طلب گار عریشہ عباسی۔